حصہ اوّل

نسخۂ رفیق تنہائی

معروف بہ

گیان چھتیسی (۳۶)

موسوم بہ اسم تاریخی

شرح معرفت

۱۹۵۵

جس میں

۳۶ سوال و جواب صیغہ [illegible] زبان مبارک جناب
مہاتما نوبت گرو فنا خاکی بابا صاحب کے مندرج ہیں

اور جس کو

[illegible] ڈپٹی شیو نرائن صاحب بی۔ اے۔ بریلوی۔ اسسٹنٹ
کمشنر ممالک متوسط نے بتحفہ خیالات تنہائی جناب خاکی بابا
صاحب سے حاصل کر ترتیب دیا

۱۸۹۸ء

[illegible] میں باہتمام منشی [illegible]

بار اوّل ۱۰۰۰ جلد

ریویو

انسانی فرائض مین یہ امر لازمی بلکہ اشد ضروری ہی کہ ہر فرد بشر جو اشرف المخلوق کہلاتا ہے
پورے طور پر اگر نیکوکاری اور خدا پرستی کے عقاید اور اصولون سے واقف نہو تو اتنا تو ضرور ہی
حاصل کرنا لازم ہی کہ جس سے اپنی روزمرہ کے فرائض ادا کر سکے۔ کیونکہ اتنے سے بھی محروم
رہنے سے نہ تو انسان اپنی پاک پروردگار کو پہچان سکتا ہی۔ نہ جو خاص ذریعہ نجات یا
مکت کا دانیوالا ہی بلکہ وہ یہ بھی نہین جان سکتا کہ مکت کیا شے ہی جسکا جاننا ایک نہایت
ضروری بات ہی۔ نہ وہ یہ سمجھہ سکتا ہی کہ مین کون ہون اور کس کام کیواسطے پیدا
کیا گیا ہون۔ یا مجھکو کیا کرنا چاہئی۔ اور نہ اوسکو نیک و بد کی تمیز ہو سکتی ہی۔

اگر میرا کلام تعصب آمیز نہ سمجھا جاوی تو مین بڑی دلیری کیساتھہ یہ کہہ سکتا ہون کہ
اکثر لوگ جو دوسرے مذہب کو قبول کر لیتے ہین اسکی خاص وجہہ یہی ہی کہ یہ لوگ اپنی
مذہب سے بالکل ناواقف رہتے ہین۔ باستثناء اہلہنود کے ہر مذہب مین یہ ایک نہایت
احسن طریقہ رکھا گیا ہی کہ بچہ کو شروع تعلیم (یعنی ودیا آرنبھہ) کے وقت سے اوسکو
مذہبی کتاب دکھلائی جاتی ہی۔ اور وہ صرف اسی خیال سے کہ وہ اپنی مذہب کے اصولون سے
خبردار یا واقف ہو کر اپنی فرائض کے ادا کرنے مین مستقل مزاج ہو جاوے۔ نتیجہ یہ ہوا
کہ ہمارے ہندو بھائی اپنے مذہب کے معمولی اصولون اور طریقون سے بھی
محروم ہو بیٹھے۔ شکر ہے خداوند کریم کا کہ اس نازک وقت مین فرشتہ سیرت

مہاتماؤں اور مہارشیوں نے اپنی نفیس اور انمول خیالات کے ذریعہ سے ہماری ڈوبتی ہوئی مذہبی کشتی کو ناخدا بنکر تھامنا شروع کردیا ہے جس کی امید پڑتی ہے کہ ہمارا بیڑا پار ہو جاویگا۔

ان مہاتماؤں یا مہرشیوں موصوفہ بالا میں سے ایک مہاتما کا اسوقت کچھہ تذکرہ کرنا ہے جنکے پاک متبرک اور نفیس خیالات اسوقت میرے مطالعہ میں آرہے ہیں۔

آپکا نام نامی سری مہاراج [illegible] ست گرو عرف **خاکی بابا صاحب** ہے جو اعلا درجہ کے درویش صفت اور [illegible] ہیں۔ عربی۔ فارسی۔ سنسکرت اور انگریزی زبانوں کے عالم ویدانت اور تصوف کے پورے پنڈت ہیں۔ آپ میان [illegible] اور بڑے خاندانی بزرگ شخص ہیں۔ اپنی ریاست پر [illegible] مارکر جس پر کہ عہدہ پر مامور تھے اوس سے منھہ موڑ کر سیاحی اور پبلک کی فائدہ کی غرض سے مسافرانہ حیثیت سے پھرنا اختیار کیا ہے۔

منشی **دیبی پرشاد صاحب** بی۔ اے۔ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر (ریاست [illegible]) ساکن شہر بریلی محلہ چودہری کو مہاتما موصوف کی خدمتگذاری کا کچھہ عرصہ تک اتفاق رہا ہے۔ اس موقع اور وقت کو غنیمت سمجھہ کر منشی صاحب نے مہاتما موصوف کی خدمت میں اپنے کچھہ شکوک پیش کئے جنکے جواب باصواب جو منشی صاحب نے مہاراج کی زبان فیض ترجمان سے سُنے۔ اس عزت کے لائق تھے کہ گویا تشنہ لب کے لئے آبحیات۔

منشی صاحب کی یہ اعلے ہمدردی پبلک کے ساتھہ تھی کہ اونھوں نے اس

مستعظیم کو صرف اپنی ذات پر محدود رکھنا مناسب نہ سمجھکر نہایت دریا دلی اور اولوالعزمی کے ساتھ سری مہاراج کے کلاموں کو عوام پر شایع کردینے کا ارادہ اپنے جی مین ٹھان لیا۔

اس مکالمہ کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ اسوجہ سے منشی صاحب نے اوسکو سات حصونمین تقسیم کردیا ہے۔ چنانچہ پہلا حصہ اس چمن جاودانی کا مطبع ہذا مین طبع ہوا ہے جسکا نام **گیان پچیسی** رکھا گیا ہی۔ مین نے تمام وکمال اس حصہ کو اپنی نظر سے دیکھا ہے۔ اسمین گیان دیو اور چنتامن کے مکالمہ مین بیان کیا گیا ہے۔ عبارت اسکی عام فہم اردو اور نہایت فصیح روزمرہ کے محاورہ مین لکھی گئی ہی۔ بعض بعض مقامات پر مسئلہ مسائل بھی نہایت عمدگی کے ساتھہ موزون کئی گئے ہین۔ بھاشا و سنسکرت زبان کے الفاظ بھی کسی کسی جگہہ استعمال مین آئے ہین۔ حجم اسکا ۱۲۰ صفحہ کا اور تقطیع $\frac{20}{26}$ کاغذ سیرامپوری پر ہے قیمت صرف ۸ر علاوہ محصولڈاک۔ اسمین سوالات منجانب چنتامن اور جوابات منجانب مہاراج گیان دیو اسطرحپر لکھی گئی ہین کہ مثلاً یہ جہان کیسے پیدا ہوا ہے۔ اس جہان کا کوئی پیدا کرنیوالا بھی ہی یا ازخود نمودار ہوگیا۔ انسان اشرف المخلوقات ہے یا نہین۔ گناہ کیا چیز ہے۔ خدا کیسا ہے اور کہان۔ خدا کیونکر نظر آوے انسان مجسم اخلاق کیونکر نبے۔ بہشت کیا چیز ہے اور کہان۔ تناسخ یعنی اواگون کا مسئلہ سچا ہے یا جھوٹا۔ سوکشم یا لنگ شریر کیا چیز ہے۔ مکت یا نجات کسکو کہتے ہین اور وہ کیونکر حاصل ہو۔ دان پن کیا چیز ہے۔ ویراگ یعنی عشق الٰہی کے طرحکا ہوتا ہی۔ تت بودہ کسکو کہتی ہین۔ اسی قسم کے عمدہ عمدہ ۲۵ سوالات

اوس ذخیرہ مین سے جُن لئی گئی ہین۔ اون سوالون کے جواب جس علمٰی درجہ کی مفید
اور لیاقت کے ساتھہ مہاتما موصوف نے بیان فرمائے ہین مین بیان نہین کرسکتا
البتہ کتاب کے مشاہدہ سے ناظرین بخوبی جان لینگے اور حقیقت کتاب ہذا کس قدر
نفاست کیساتھہ لکھی گئی ہے۔ ہان البتہ مین اتنا ضرور کہہ سکونگا کہ اسوقت ابنا
کے ہر نفر کو مذہبی حیثیت سے جس خستہ حالت مین کہ مین پاتا ہون اسیات
کیلئے تو بہت وقت درکار ہوگا کہ اونکو سنسکرت کی تعلیم دلائیجاوے تاکہ وہ
سب لوگ اپنی مذہبی باتون سے کما حقہ واقفیت حاصل کرین یا ہمین ہماسے
کہ ایسے مہاتماؤن اور مہارشیون کے خیالات اور کلامون کو دیکھین سنین
اور اوسپر عمل کرین۔ بلکہ مین پبلک کو توجہ دلانا چاہتا ہون کہ اس کتاب کو بچون
کیواسطے ابتدائی تعلیم کیوقت سے ہی دکھلانا چاہئے تاکہ اون کے دلون مین
اپنے مذہب کے چمنستان کی سیر کا شوق اور رغبت پیدا ہو۔ کیونکہ انسان جسوقت کسی
باغ کا ایک تختہ یا روش دیکھتا ہے تو اسکے دل مین تمام باغ کی سیر کا جوش امڈ آتا ہے
علاوہ ازین اسکے آخری حصہ مین بہت سی پند و نصایح بھی نظم و نثر مین لکھی گئی ہین
کہ جنکا اثر خصوصیت کیساتھہ بچون کی طبیعت پر ڈالا جاوے۔

اگر اس حصہ کی اشاعت قدردانی کے ساتھہ پبلک کیجانب سے ہوئی تو مین
امید کرتا ہون کہ منشی صاحب اپنے حوصلہ کو بقیہ چھہ ۶ حصون کے شایع کرانے مین
پست نفرمادینگے۔ اب مین ناظرین سے معافی چاہتا ہون اور اپنے قول کو حسب
سعدی صاحب کے اس مقولہ پر کہ "ما بہ گفتیم ہمہ بلاغ باشد و بس" ختم کرتا ہون۔ فقط

{ نیازمند راقم غلام محمد ماں۔ مالک مطبع خورشید ہند بریلی

فہرست مضامین نسخہ گیان چیسی

خاتمہ بالخیر

اوم تت ست

نسخہ رفیق تنہائی

تحفہ خیالات تنہائی جنکو بزبان مبارک جناب مہاتما

نوبت گرو عرف خاکی بابا صاحب

دیباچہ

پرارتھنا

ہے پورن برہم سچدانند پرمیشر مین کو جو یہ دشٹ اندریان ہر روز تکلیف دے رہی ہین - اپنے شرن
مین آئے ہوئے مجھ کو تو اون سے چھوڑا دے - اور جو میری عادت دوسرون کو
تکلیف دینی کی پڑ رہی ہے اوسکو دور کر دے - اور میری زبان کو جو دوسرون کی مذمت
کرنے اور کڑوا بولنی اور جہوٹھہ کہنے کی خو پڑ رہی ہی اوسکو بدلکر اپنے نام کے جپنے اور
دوسرون کی تعریف کرنیکی عادت اور سچ بولنی کی رغبت دے - ورنہ اس چمڑے کے
ٹکڑے سکو جو میرے منہہ مین بھرا ہوا ہے جڑ سے اوکھاڑ کر پھینکدے - اور میرے
کرودھ روپی دشمن کو مغلوب بنا دے - اور یہ جو عادت مجھہ مین پڑ رہی ہے کہ دوسرون سے
کینہ رکھتا ہون - یا دوسرون کو پھلا پھولا دیکھکر جل مرتا ہون یا اپنے جسم اور دولت

اور اولاد اور عورت کی محبت مین پھنسا ہوا ہون۔ یا چھل اور کپٹ کا برتاؤ دنیا مین کرتا ہون
یا اہنکار اور مد مین رات دن ڈوبا ہوا ہون۔ ان سب عیبون کو دور کر دے ؛
ہے دیندیال مجھے سنتوکھ یعنی قناعت کا تحفہ بخش اور مجھے ستم درشی بنا۔ جسے پرمیشر زمین دولت
اور عورت جیسی مجھے پیاری ہے ویسی ہی دوسرونکو بھی ہے۔ جو چھل کر کے دوسرون کے
مال کو لیتا ہے۔ وہ شخص کمینہ اور رذیل شخص ہے۔ اسلئے تو میرے چھل کو دور کر کے
میری نیت مین نیکی دے۔ اور جو کچھ مین اس کتاب مین خیالات پاک جناب خاکی بابا
صاحب کے ترتیب دیکر عوام کے روبرو پیش کرتا ہون اونکو ایسی برکت عطا فرما کہ پڑھنے
والون کے دل تیرے قدمون مین گرنے کی طرف رغبت کرین ؛

آمدم بر سر مطلب

برہملگیان حاصل کرنیکو اور اپنی ماہیت جاننے اور آتما کے شدھ یعنی صاف کرنیکی خواہش میرے
دلمین ایک عرصہ دراز سے گوشہ گزین ہو رہی تھی۔ مگر نہ تو توجہ قلب ہی میری ایسی مضبوط
تھی کہ سب کام دنیا کے چھوڑ کر دلکو اوسطرف رجوع کرتا نہ کوئی ایسا رہبر دستیاب ہوا کہ جسپر
بھروسہ اگاہی اوس قیمتی جواہرات کا کیا جاتا جسکے جاننے اور ملنے کی مجھے آرزو تھی۔ بس
دنیا بامید قایم" کے مسئلہ پر صبر کر کے تلاش یار مین زندگی کے دن کاٹتا رہا۔ آخر کار ایکروز
بخار کیحالت مین چلتی ہوئی گاڑی مین سے بیہوش ہو کر سڑک پر گر پڑا جسکی وجہ سے میرے
دماغ کو بڑا ابھارے ہو گا لگا۔ اور مین اپنی آپ کو قریب المرگ سمجھنے لگا۔ اوس روز کئی
بار میری ایسی حالت ہو گئی جیسی شاید جان کنی کیوقت انسان کی ہوا کرتی ہو گی

ڈاکٹر میری زیست سے مایوس ہو چکا تھا۔ جب اوس نے دیکھا کہ میرا بخار ایکسو پانچ ۱۰۵ درجہ تک پہنچ گیا
اور کبھی نزع شعور یا سرسام کا زیادتی بخار کیطرف جا رہا ہے۔ او اس منہ کرکے باہر چلا گیا اور میرے احباب
سے کہنے لگا کہ حالت خطرناک ہے خدا ہی حافظ ہے جو یہ شخص بچے۔

اوسی حالت بخار مین مجھے ایکبار ایسا معلوم ہوا کہ میرے والد مرحوم لالہ خیالی رام صاحب اور میرے
برادر مرحوم رائے ڈونیلال صاحب اپنے روحانی جسم مین میرے سامنے کھڑے ہوئے مجھ سے
فرما رہے ہین کیون بیٹے (دیبی) تو اتنا سست اور بیخبر ہو گیا ہے کہ ہمارے دار فانی سے چلے جانے
کے بعد تو نے ایک انچھہ بھر بھی ترقی روحانی یا اخلاقی دنیا مین نہین کی۔ تو نے رات دن دنیا کی
دولت کے پیدا کرنے۔ دنیاوی عیش و آرام کے حاصل کرنے اور لذائذ نفسانی مین اپنا وقت
صرف کرنیکے سوا کبھی ایک منٹ بھی کبھی اسبات کے بچار مین نہ لگایا کہ تو کون ہے۔
کہان سے آیا ہے۔ کہان جائیگا۔ کسلئے آیا تھا کیا کیا کر چکا۔ اور اب کتنے دن کا
مہمان تو اس دنیا مین ہے۔ اور رہا سہا وقت تجھے کسطرح پر خرچ کرنا لازم ہے۔ کیا تو ابھی
تک دنیا کے کامون اور اوسکے مزون سے سیر نہین ہوا ہے۔ جو ہر گھڑی اور ہر لحظہ اوسی
مین ڈوبا رہتا ہے" اتنا فرمانے کے بعد میرے والد مرحوم نے بڑے زور سے ایک طمانچہ
میرے منہ پر مار کر کہا۔ کہ "چل اوٹھ۔ کیون غافل پڑا ہوا ہے۔ اب تیرا وہ وقت آگیا ہے کہ تو
ایک لمحہ بھی اپنی عمر کا سوائے ذکر ذات پاک پورن برہم سچدانند اور تعمیل اصول صفائی
قلب کے کسی دوسرے کام مین نہ لگا دے" طمانچہ لگتے ہی مین چونک پڑا۔ سر سے پاؤن تک
اپنے آپکو پسینہ مین تر پایا۔ بخار کافور ہو گیا۔ مگر مین چپ چاپ پڑا ہوا اپنے والد اور بھائی
کی صورت اور نصیحت پر خیال کرتا ہوا پھر ایکدفعہ غافل ہو گیا۔ اور نیند سی لگ گئی
مگر والد اور بھائی کو پھر اپنے سامنے موجود پایا۔ مین نے اون سے عرض کیا کہ جب سے

حضور دارا ابقا کو تشریف لیگئی ہین۔ ہرچند بہت کی تلاش مین رہا گیا۔ مگر آجتک کوئی بزرگ مجھکو ایسا
نہین ملا جسپر مین بہروسہ کرسکتا۔ تب میرے برادر مرحوم نے فرمایا کہ "تو درچند روز صبر کر وہ وقت
عنقریب آگیا ہی کہ جب تجھے ایک بزرگ معروف بہ خاکی بابا ملینگے۔ اور تیرے آئینہ دل کے
زنگار کو اپنی اوپدیشون سے تیرے اطمینان کے موافق خوبی صاف کرینگے"۔
پھر اون دونون صاحبون نے فرمایا کہ "اب ہم تجھہ سے رخصت ہوتے ہین۔ جب تو اپنی آتما
کی شدھی یعنی صفائی قلب کو حاصل کرلیگا تو پھر ایکدفعہ ہم تجھہ سے ملنے کو آوینگے"۔
یہ کہکر وہ تو چلدئیے اور میری آنکھہ کھل گئی۔ اونکی جدائی اور اپنی افسوسناک حالت پر
خیال کرتا ہوا مین بہت دیرتک چارپائی پر پڑا ہوا روتا رہا۔ مگر خاکی بابا صاحب کے درشنون
کی امید مین بار بار دلکو تسلی دیتا ہوا پلنگ سے اوٹھکر صحن مین چلا گیا۔ مجھے ایکدم ایسی
جلد مایوسی کی حالت سے تندرستی مین آتے ہوئے دیکھکر میرے احباب اور ڈاکٹر کو سخت حیرت
پیدا ہوئی۔ مین نے کہا کہ حیرت کی کوئی بات نہین ہی۔ بدن مین یکبارگی بہت سے پسینہ کا آنا
اور دلکو فرحت پہونچنا باعث میری آرام کا ہوا ہے۔ اونھون نے اوسکا سبب پوچھا۔ مگر
مین نے اوس ماجرے کا ظاہر کرنا مناسب نجانا۔ بعد ہوجانے صحت کے مین ہر روز
خاکی بابا صاحب کی تلاش مین رہنے لگا۔ مگر معمول کی بات ہے کہ جس چیز کو
دل چاہتا ہی وہ جلد اور آسانی سے میسر نہین آیا کرتی ہے۔ غرضکہ امید ہی امید مین
ایک زمانہ گذر گیا۔ آخرکار ایک روز حالت مایوسی مین تنہا ایک تالاب کے کنارے بیٹھا ہوا
اپنی قسمت پر افسوس کر رہا تہا۔ کہ اتنے مین ایک پرجلال خوبصورت شخص میلا کچیلا لباس پہنے
ہوئے میرے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اور پوچھنے لگا کہ تو کیون اوداس ہے۔ مین نے کہا۔ کہ
تم کون ہو جو مین اپنے دل کا حال تمکو بتلاؤن۔ جواب دیا کہ اچھا بابا تیری خوشی مت بتلا

مین نے یہ سمجھکر پوچھا تھا کہ اگر تیرے افسوس اور غم کا کوئی علاج مجھسے ہو سکتا ہو تو مین تیری مدد کرون - کیونکہ دوسرون کے رنج و دکھہ درد مین شریک ہونا انسان کا فرض ہی ::

مین نے اس اعلےٰ اصول کے بیش بہا مسئلہ کو اونکی زبان سے سنکر اپنی دل مین بچار کیا کہ یہ شخص ضرور کوئی درویش صفت فرشتہ سیرت ہی - تب مین نے اون سے گفتگو کرنا شروع کی - بات چیت سے معلوم ہوا کہ وہ شخص عربی - فارسی - سنسکرت اور انگریزی زبانونکا پورا پورا عالم - ویدانت اور تصوف وغیرہ علوم کا پورا پنڈت اور نہایت پاکیزہ خیالات - اور آزاد طبیعت کا محض بے پرواہ آدمی ہے - مین اونکو اپنے مکان پر لے آیا - اور چند مدت تک مقیم رکھا روزمرہ کی بات چیت سے اسطرح مَینے اوپدیش اور عمل اور صفائی قلب کی تراکیب حاصل کین - اور آخر کو معلوم ہوا کہ حضرت کا نام نوبت گرعرف خاکی بابا ہے - میان دوآب کے رہنے والے ہین - کسی بڑے عہدہ پر مامور تھے - مگر دنیا کیطرف سے نفرت کھا کر کل ثروت پر لات مار کے سیاحی کیغرض تن تنہا گھر سے نکل کھڑے ہوئے ہین - اور جب خرچ کی ضرورت ہوتی ہی اپنے مکان سے روپیہ منگوا لیا کرتے ہین - مگر کسی دوسرے شخص سے ایک حبّہ تک نہین مانگتے - نہ کبھی کسیکے نذرانہ کو قبول کرتے ہین - محبت کے ساتھ اگر کسی شخص نے اونکی دعوت کی تو البتہ اوسکو منظور کر لیتے ہین - جب مین اونکے نام اور حالات سے واقف ہوا تو مجھے اپنے برادر مرحوم کی بتلائی ہوئی بات کی یاد آئی کہ تجھے ایک بزرگ معروف بہ خاکی بابا صاحب ملینگے ::

مَینے خاکی بابا صاحب کے جو جو خیالات - اور گفتگو اپنی نوٹ بک مین درج کی تھی - اب اونکو لفظ بلفظ بعد اصلاح کے **گیان دیو** اور **چنتامن** کے مکالمہ کیصورت مین ترتیب دیکر عوام کے ملاحظہ مین گذرانتا ہون جسکا جی چاہی اون سے فیض اوٹھا دے ::

مین اس کتاب کو بہت ادب اور تعظیم کیساتھہ اپنی والد مرحوم اور برادر مرحوم مذکورالصدر کی پاک ارواح کیخدمتمین نذر کرکے پراتھنا کرتا ہون کہ اسے میرے بزرگون کی پاک ارواح اس کتاب کو ایسی برکت دین کہ اوسکے مضامین اون سب لوگون کے دلونپر جو اونکو شوق دل سے مطالعہ فرمادین پورا پورا نیک اثر پیدا کرین اور اونکو نیک انجام بخشین۔

یہ کتاب بمفصلہ ذیل حصون مین منقسم کیگئی ہی۔

---

۱ حصہ اول | سوال و جواب بصیغہ بہگتیان۔ معروف بہ گیان پچیسی جس مین پچیس سوال و جواب درج کئیگئی ہین۔

۲ حصہ دوم | معروف بہ فوٹو زمانہ حال یعنی کیفیت ہاے متفرق جنمین بہ اسم اخلاق کے اصول اور عبرت آمیز تذکرے بھرے ہوئے ہین۔ اور جسمین زمانہ حال اور اوسکے لوگونکے چال و چلن کا فوٹو اوتارا گیا ہے۔

۳ حصہ سوم | معروف بہ آئینہ قلب اسمین عملہا مفید جن سے صفائی قلب کا حاصل کرنا اور یکسوئیت دل کا پیدا ہونا اور تصور (دہیان) کا قایم کرنا مصور ہی درج کئے گئے ہین۔

۴ حصہ چہارم | معروف بہ جوگ انند یعنی خلاصہ جوگ درشن متعلق بہ حبس دم (پرانا یام) وغیرہ۔

۵ حصہ پنجم | خلاصہ جوگ وشسسٹ و گیتا کا مرف اوسیقدر جو ویراگ (عشق الہی) اور نفرت منجانب دنیا و لذاید نفسانی پیدا کرنیکیلئے کافی ہی۔

۶ حصہ ششم | خلاصہ مہابھارت کا مرف اوسیقدر جو دینی اصول سے تعلق رکھتا ہی۔

۷. حصہ ہفتم - قواعد صفائی آب و ہوا و غذا - اصول زراعت و باغبانی - وغیرہ مفید باتین
بالفعل حصہ اول تیار کرکے عوام کے روبرو پیش کرتا ہون - اسکے مطالعہ فرمانیوالون سے درخواست
ہے کہ جہان کہین بھول چوک اس کتاب مین پاوین - بنظر عنایت معاف کرکے راقم کو مطلع
کرین تاکہ نظر ثانی کیوقت غلطیونکی درستی کردیجاوے - اور اگر اسمین کہین ضعف کسیطرح کا
پاوین تو اوسکو خالی بالعمنا کیطرف تعبیر نکرین - بلکہ اوسکو اس راقم کی تحریر اور سمجھہ اور
زبان دانی کا ضعف تصور کرین فقط

راقم خاکپای بزرگان جہان

دیبی پرشاد

ساکن ناس بریلی - محلہ چودھری

جون ۱۸۹۶ع

تمہید

شری رام نگر نام ایک گانوں بریلی شہر سے لگا ہوا ریلوے اسٹیشن کے نزدیک آباد ہے۔ نیکپور اور بجار ٹولہ اوسکے دو محلے ہین۔ نیکپور مین گیان دیو۔ اور بجار ٹولہ مین چنتامن رہا کرتے تھے۔ گیان دیو کی عمر اسوقت قریب پچاس برس کے تھی۔ اور چنتامن پچیس ٢٥ تیس ٣٠ برس کی عمر کا نوجوان شخص تھا۔ گیان دیو نے پچیس برس کی عمر تک سنسکرت عربی۔ انگریزی اور فارسی سیکھی اور علوم اور قانون کی بھی تحصیل کی۔ بعد ازان نوکر ہوکر ملک راجپوتانہ کیطرف چلاگیا۔ وہان سے ملک دکن کو گیا۔ اون ملکون مین اوس نے ہرطرح کے عیش و آرام کے ساتھہ اپنی زندگی بسر کی۔ مگر اوسکے ساتھہ ہی صدہا طرح کے صدمے اور ٹھوکرین بھی اوٹھائین۔ جب اوسکو دنیا کا تجربہ ہرطرح کا بخوبی حاصل ہوگیا اور مطالعہ کتب دینی کرتے کرتے اور عمدہ صوفی اور پارسا لوگون کی صحبت مین بیٹھتے بیٹھتے اچھی طرح اوسکے دلپر نقش ہوگیا کہ یہ دنیا محض ناپائدار ہے اور وہ اوسمین چندروزہ مہمان ہے تب اوسکے دلپر ایک سخت وحشت طاری ہوئی اور آہستہ آہستہ اوس نے تعلقات دنیوی اپنی دل سے ترک کرنا شروع کئے۔ یہانتک کہ وہ سب کام دنیا کے کیا کرتا مگر دلدادہ کسی مین نرہتا۔ کام۔ کرودہ۔ لوبھہ۔ موہ۔ اہنکار اور نفسانیت کے پھندون کو ایک بعد دوسرے کے کاٹتا ہوا اونپر غالب ہوگیا۔ حالانکہ اوسوقت مین وہ چالیس برس کا اچھا خاصہ توانا

تندرست آدمی تھا۔ مگر اوسنے اپنی گیان کی تلوار سے سب خواہشون کے رنگ ڈھنگ کر دیے
اور نوکری سے دل برداشتہ ہونیلگا۔ دنیا کی کوئی لذت کوئی عیش کوئی مزہ اوسکو نہ بہاتا
اپنی ہمعمر بہائیون کو عیش و عشرت کے چاہ مین ڈوبا ہوا۔ لذائذ نفسانی اور خود غرضی کی دلدل
مین پہنسا ہوا۔ دینی خیالات اور خدا پرستی کے جواہرات سے محروم دیکھکر دل ہی دل مین کڑہا
کرتا۔ مگر اکیلا بیچارہ کیا کر سکتا۔ دل مار کر رہجاتا۔ آخرکار ایکسال کی رخصت لیکر سیاحی کرتا
اپنے وطن کو آیا۔ اور اپنے ہم مکتب منشی دتیا رام کو تلاش کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ تو کئی برس
ہوئے انتقال کر گئے۔ مگر اونکا ہونہار بیٹا چنتامن ابھی کالج سے ایم اے اور ایل ایل
بی ڈگری پاس کرکے دوسو روپیہ تنخواہ کا منصف اسی شہر بریلی مین مقرر ہوگیا ہے۔
گیان دیو ایک روز چنتامن کے گھر پر اوس سے ملاقات کرنے گیا۔ دروازے پر جاکر
دربان سے کہا کہ چنتامن کو خبر کردو کہ تمہارے باپ کا دوست گیان دیو تم سے
ملنے آیا ہے۔ دربان نے جاکر اطلاع کی۔ مگر چنتامن نے کہ جس کے سر مین انگریزی
تعلیم کی نئی نئی ہوا گھسی ہوئی تھی۔ اور ڈگری حاصل کرنے کے گھمنڈ مین مست
اور علم اخلاق سے ابھی تک بے بہرہ تھا خفا ہوکر دربان سے کہا۔ کیسا گیان دیو
اور کیسی اوسکی ملاقات ہم اس وقت ناول پڑھ رہا ہی۔ ہمارا دل اوسکو چھوڑکر کسی سے ملاقات
لینا اسوقت پسند نہین کرتا۔ اگر اوسکو ملنا ہی تو کہدو کہ کسی دوسرے وقت آوی۔ دربان نے ویسا ہی
آکر کہدیا۔ یہ سنکر گیان دیو چند منٹ تک خاموش کھڑا ہوا دل ہی دل مین بچارنے لگا
کہ یہ لڑکا میرے لنگوٹیا متوفی یار کا بیٹا ہے۔ اسکے سر پر سے اسکے باپ کی نصیحتون
کا انکس تو جاتا رہا۔ اور غالباً عمدہ نوکری کے یکدم پا جانے کے نشہ اور تعلیم انگریزی کے مد
مین بلا قاعدہ صحبت اور بغیر پُراثر نصیحتون کے اسکے بہت جلد غارت ہوجانیکا کمال خوف ہے

پس بحیثیت اسکے باپ مرحوم کے دوست ہونیکے فرض ہی کہ جہانتک ہو سکے اوسکو سیدہی رستہ پر لانیکی کوشش کرون ورنہ مین بھی مبادا پرمیشر کے روبرو گنہگار نہ ٹہرایا جاؤن کہ تونے اپنا فرض ادا کرنے مین کیون کوتاہی کی۔ یہ بات سوچکر اونسے دربان سے کہا کہ اچھا جاکر پوچھہ آؤ کہ پھر مین کب آؤن۔ دربان نے جاکر دریافت کیا تو چنتامن نے جھنجلا کر کہا کہ جا کہدے کہ اتوار کے روز ملاقات ہوگی۔ یہ سنکر گیان دیو اپنے گھر کو واپس گیا۔ جب اتوار کا دن آیا پھر وہ چنتامن کے مکان پر گیا۔ اوسوقت چنتامن اپنے یار غارون کے ساتھہ بیٹھا ہوا گنجیفہ کھیلنے مین مصروف تھا۔ گیان دیو کے آنیکی خبر دربان کی زبان سے سنکر اول تو دل مین بہت ہی کڑہا کہ یہ کمبخت اجنبی شخص کہان سے آکر ہماری دلگی مین مخل ہوا۔ مگر پھر اسکے وعدہ ملاقات کا خیال کرکے دربان سے کہا کہ اچھا اوسے آنے دو۔

جب گیان دیو اندر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ مکان بہت تکلف کیساتھہ ہر طرح سے سجا سجایا اور فرش بہت صاف ستھرا اچھا ہوا ہے۔ دو چار میزین جا بجا رکھی ہوئین اور اونکے چارونطرف عمدہ عمدہ کرسیان دہری ہوئی ہین۔ بہت سے حاضرین جلسہ گنجیفہ بازی مین مصروف ہین کوئی ناول پڑہ رہا ہے۔ کوئی اخبار دیکھہ رہا ہی۔ کوئی دل لگی مذاق کی باتین کررہا ہے۔ غرضکہ گیان دیو کیطرف کہ جو ایک سادہ میلا لباس پہنے ہوئے چہرہ اور اسکے گنوار پنکا معلوم ہوتا تہا۔ کوئی بھی مخاطب نہوا۔ یہانتک کہ اوسکی دعا و سلام کو بھی کسی نے توجہہ کے ساتہہ قبول نکیا۔ مگر اوسکے دل مین کچھہ رنج نہ آیا۔ سبب کہ اول تو وہ اپنے غصہ اور اہنکار کو پہلے ہی سے مغلوب کرچکا تہا۔ اور دوسرے یہ کہ وہ تو اور ہی ارادہ سے وہان گیا تہا۔ چپ چاپ فرش کے کنارہ پر ایک طرف بیٹھہ گیا اور منتظر موقع متوجہہ ہونے چنتامن کا رہا۔ مگر چنتامن کہ جسکو

تنی ہی شہرت حاصل ہوئی تھی جو اپنی ہمسروں میں بڑا گنا جاتا تھا۔ جو سرتاپا غرور کا پتلا
بن رہا تھا بیچارے گیان دیو کیطرف جو اوسکی نظرون میں ایک حقیر غریب محتاج آدمی
سا علوم پڑا کیون جلد خاطب ہوتا۔ الغرض گیان دیو گھنٹے دو گھنٹے خاموش بیٹھے ہوئے
اون سب لوگون کے رنگ ڈھنگ اور خیالات کو دل ہی دل مین نوٹ کرتا رہا۔
کہ اتنے مین ایک بجے دوپہر کے سب یاران طریقت اپنی اپنی گھر کو سدھارے۔ اور
چنتامن اکیلا رہگیا۔ مگر گیان دیو کے آنیکا خیال اوسکے دل سے اتر گیا تھا۔ جب اوسنے
انگڑائی لی۔ ناگاہ گیان دیو پر اوسکی نگاہ جا پڑی۔ دلمین تو آیا کہ ایسے چھوٹے کنگال آدمی
سے کیا ہمکلام ہو وسے۔ مگر پھر اوسکو اپنی وعدہ ملاقات کا خیال آگیا تو پوچھا کہ تم کون ہو
اور کہان سے آئے ہو اور کیا مانگتے ہو۔ گیان دیو نے ہنسکر جواب دیا کہ مین تمہارے
والد مرحوم دیا رام صاحب کا ہم مکتب دوست ہون۔ اور یہ سنکر کہ اونکا تو انتقال
ہو گیا مگر اونکا ہونہار لڑکا چنتامن زندہ ہے۔ اسلئے مین تم سے ملنے آیا ہون اور سوای
ملاقات کے میری کوئی دوسری ذاتی خواہش تم سے نہین ہے۔ تب چنتامن نے
پوچھا کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ تم ہنسے کیون۔ گیان دیو نے کہا کہ مین تمکو اور تمہارے دوستون اور ہم نشینونکو
دیکھکر سخت حیران تھا کہ یا پرمیشر مین انسانون کے درمیان بیٹھا ہوا ہون یا حیوانون کے درمیان اور
یہ چنتامن زندہ ہی یا مردہ درگور۔ یہ چنتامن ہی یا مورکھ چند۔ یہ اگر اسم بامسمے ہوتا تو ضرور اپنی نفس اور اسکے
شہدہ یعنی صاف کرتی اور اپنی ایکو نمونہ اخلاق بنا نیمین چنتا یعنی فکر اور غور کو کرتا ہوتا۔ گیان دیو کو اسطرح آزادی
اور بیباکی کیساتھ بات چیت کرتے ہوئی دیکھکر چنتامن اپنی دلمین بہت ہی غصہ ہوا کہ دیکھو یہ بھکاری ناپاک صورت
کیسی گستاخی اور دلیری کیساتھ میرے سامنے کھڑا ہوا نیم پاگل کیطرح گفتگو کر رہا ہے اور چاہتا تھا کہ اپنی غصہ کو ظاہر کری
مگر یہ خیال کرکے ضبط کر گیا کہ شاید یہ شخص میرے باپ کا دوست ہو اور محض بے غرض ہو۔ اور کہنی لگا کہ

پھر انکا کہنا کیا ہے۔ گیان دیو نے پوچہا کہ تمہارے آجا اور دادی زندہ ہین یا نہین چنتامن نے
جواب دیا کہ آجا تو ہمارے باپ سے پہلے ہی مرگئی مگر دادی صاحبہ زندہ ہین۔ تب گیان دیو نے
کہا کہ اول تم مجہے اونکے درشن کرادو اور خود اون سے تصدیق کرلو کہ مین تمہارے باپ
کا لنگوٹیا یار ہون یا نہین تب مین اسکے بعد تم سے کچہہ بات چیت کرونگا۔ چنتامن نے
اندر مکان کے جاکر اپنی دادی سے کہا کہ آتما ایک شخص گیان دیو نامی پچاس ساٹہہ
برس کی عمر کا میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے گنوار سر کا آیا ہی اور کہتا ہی کہ وہ میرے باپ
مرحوم کا دوست ہی اور آپ اوسکو جانتی ہین اسلئے وہ آپسے ملنا چاہتا ہی۔ تب اوسکی دادی نے
کہ جسکا نام بدہ ونی تہا اور اسم بامسمے تھی گیان دیو کا نام سنکر اور یاد کرکے کہا کہ ہان اس
نام کا ایک لڑکا تمہارے باپ کا دوست نیکپور مین رہا کرتا تہا۔ اگر یہ وہی شخص ہے تو اوسے
میرے سامنے لے آؤ کہ اوسے دیکہکر آنکہین ٹھنڈی کرلون۔ وہ اکثر ہمارے گہر آکر پہرون
تمہارے باپ کے پاس بیٹہا اوٹہا کرتا تہا۔ وہ بڑا نیکبخت سیدہا اور شرمیلا لڑکا تہا۔ وہ میرا اور
تمہارے آجا کا اوسیطرح ادب اور لحاظ رکہتا تہا جیسا کہ اپنی مان باپ کا۔ اور ہم سب بہی
اوسکو مثل بیٹے کے جانتی اور پیار کیا کرتے تہی۔ اور تمہارا باپ سوائے اوسکے اور کسیکو
اپنا سچا دوست اور بہروسہ کا آدمی نہین سمجہتا تہا۔ اوسکے مان باپ خوشحال اور
تونگر آدمی تہی۔ اوسکے آجا کا نام نرسنگہہ جی اور باپ کا نام برہمہ سروپ تہا۔ چنتامن نے باہر آکر
گیان دیو سے دریافت کیا کہ تمہارا مکان کہان ہے اور تمہارے آجا اور باپکا نام کیا ہی
گیان دیو نے کہا کہ مین نیکپور محلہ مین رہتا ہون۔ میرے آجا کا نام نرسنگہہ جی اور باپکا نام برہمہ سروپ
تہا۔ تب چنتامن نے کہا کہ چلو آتما بلاتی ہین۔ گیان دیو اندر گیا اور جیون ہی بدہ ونی کے
قدم چومنے کو جہکا۔ اوس نے دیکہتے ہی گلے لگا لیا۔ اور منہہ چومکر کہنے لگی کہ بیٹا

تو اتنے دنون سے کہان تہا۔ کیون اتنے دن سے میرے ملنے کو نہین آیا۔ یہ کہکر زار زار رونے لگی اور
سب حال دریافت کرنے لگی۔ گیان دیو نے کہا کہ مان مین ملک دکن کیطرف نوکری کرنے
چلا گیا تہا۔ اب رخصت لیکر آیا ہون۔ بندیارام کی وفات کا حال سنکر نہایت رنج ہوا۔ اوسکے
مرنیسے گویا میرا اپنا بازو ٹوٹ گیا۔ آپکو خوب معلوم ہی کہ وہ اور مین گویا ایک جان دو قالب
تھے۔ ہائی افسوس وہ مر گیا اور مین زندہ رہون۔ یہ کہکر گیان دیو دہاڑ مار کر رونے لگا۔ تب
بدہ وتی نے اوسکے آنسو پونچھ کر کہا کہ بیٹا تو گیانی ہو کر کیسا مورکھ کیطرح روتا ہے۔ یہ
سنسار ناپایدار ہے۔ مسافرخانہ مین اور اسمین کچھ فرق نہین ہے۔ ایک آتا ہے ایک
جاتا ہے۔ قیام کسیکو نہین ہی۔ شاید کل کو ہم تم بھی یہان سے کوچ کر جائینگے۔ اپنی
عاقبت کا توشہ ہر ایک کو سنبھال کر ہر دم تیار رکھنا چاہئے۔ اس زندگی کا کچھ بھروسہ
نہین ہی۔ نہ معلوم کسوقت پیغام اجل آجاوے۔ زندگی اور موت دونون پرمیشر کے اختیار
مین ہین۔ اور اوسکی کرتوت مین نہ کسیکا دخل ہے نہ کسیکا قابو۔ بس بجز صبر کے کوئی علاج
نہین ہے۔ اب تو بھی صبر کر۔ مرتے وقت بندیارام کو تیری بہت یاد آئی تھی۔ وہ یہی کہتے کہتے
پرلوک کو سدہارا کہ مینے اپنی پیاری دوست گیان دیو کو مدت سی نہین دیکھا۔ نہ کوئی اوسکی
خبر ملی۔ اگر وہ اس بیکس اخیر وقت مین یہان موجود ہوتا تو مین اپنی اکلوتے بیٹے چنتامن کا ہاتھ
اوسکے ہاتھ مین دیجاتا۔ یہ سنکر گیان دیو پھر ایکبار دہاڑ مار کر رو دیا۔ بدہ وتی نے پھر اوسکے آنسو اپنی ہاتھون سے
پونچھ کر تسلی اور تشفی کی باتین کر کے پوچھا کہ ای بیٹا تو کب پردیس سے لوٹکر آیا۔ گیان دیو نے کہا کہ آٹھ
دس روز ہوئے تب مین بڑا لنبا سفر کرتا ہوا گھر پر پہونچا۔ دو تین روز ہوئے۔ مین آپکے مکان پر
آیا تہا۔ جب دربان کی معرفت چنتامن کو مین نے اپنے آنیکی خبر بھیجی تو اونہون نے ملاقات کرنیسے
انکار کیا کیونکہ اونکو ناول یعنی قصہ کہانیون کی کتابیں پڑہنے سے فرصت نہ تھی۔ آج جب مین پھر اونکے

ملنے آیا تو اونھون نے رُخ ہی نہین ملایا تب مین نے آپ کا حال دریافت کر کے آپکے درشن کی خواہش ظاہر کی اور اسطرح سے آپ کے پاک درشن مجھی نصیب ہوے۔

پھر مُدہ وتی نے پوچھا کہ ای بیٹا تم ایسی شکستہ حالت مین کیون نظر آتے ہو۔ کیا تمکو کوئی عمدہ روزگار ملک دکن مین نہین ملا۔ گیان دیو نے کہا کہ مان آپ کے اقبال اور پرمیشر کی کرپا سے مجھے پانسو روپیہ ماہوار کی تنخواہ ملا کرتی ہی اور فوجداری مین اول درجہ کے مجسٹریٹ اور دیوانی مین صدر اعلےٰ کے درجہ کا کام میرے سپرد ہے۔ اور اس پچیس تیس برس کی نوکری مین مین نے اپنی ایمانداری اور محنت کی کمائی سے گذر کے لائق سرمایہ بھی جمع کر لیا ہی مگر دنیا کی ناپایدار حالت اور چندروزہ زندگی اور ثروت کے خیال نے میرے دلکو دنیا کی نمایش اور لذتون کیطرف سے اسقدر ہٹا دیا ہے کہ کوئی چیز اچھی نہین لگتی۔ نہ مجھی اپنی تن بدن کی مطلق سُدھ ہی۔ کہانا کپڑا جیسا سامنے آگیا اوسیکو کہا پہن لیتا ہون۔ کبھی بدن کی آراستگی یا مزہ دار کہانون کی فکر مجھے نہین رہتی۔ اب تو ہر گھڑی بھگوت کے چرنون مین دہیان لگا ہے اور ہر دم ہر جر جا کی دُھن بنی رہتی ہے۔ سوای اوسکے کوئی دوسری چیز دلکو نہین بہاتی۔ گوکہ یہ بات سچ ہی کہ مین ابھی بظاہر تارک الدنیا نہین ہوا ہون مگر دل سے مجھی کوئی الفت دنیا کی باقی نہین ہی۔

جبکہ یہ گفتگو درمیان مُدہ وتی اور گیان دیو کے ہو رہی تھی جینتا مین کھڑا ہوا سب باتین سُن رہا تھا۔ اپنے دلمین بہت ہی شرمندہ ہوا اور پچھتا کر کہنے لگا کہ افسوس مین نے کیا ایسی بزرگ ذی اختیار بالیاقت شخص کے ساتھہ کیون ایسی بے پروائی کا برتاو کیا۔ لعنت ہی میرے ناقص خیالون پر جو مین دو سو روپیہ کی منصفی کے ملجانے اور ایم اے ایل ایل بی ڈگری حاصل کرنے پر ایسا بیہوش ہو بیٹھا ہون کہ دنیا مین کسیکو مال ہی نہین سمجھتا۔ دیکھو یہ شخص جو مجھہ سے ہزار درجہ بہتر قابلیت رکھتا ہی جو عہدہ اور عمر

تجربہ مین مجھسے بہت بڑہ چڑہکر ہی اوسکو کیسا خاکسار خاطر ہوئی ہی۔ کاش کیا اچھا ہوتا جو مین چند روز اوسکی پاک صحبت مین رہکر کچھہ فیض اوٹھاتا۔ ادہر چنتامن کے دل مین اس خواہش کا پیدا ہونا تھا کہ ادہر بدہ دتی نے ایک آہ بہر بہرکر گیان دیو سے کہا کہ بیٹا اگر تو چند روز اس چنتامن کو اپنی خدمت مین رکھکر اوسکے آئینہ دل کی زنگار کو صاف کردے اور اپنی عاقلانہ نصیحتون سے اسکی خراب صحبت اور ناقص خیالات اور گندہ عادتون کو چھڑا دے تو مین تیرا بڑا احسان مانونگی۔ گیان دیو نے کہا کہ مان جسروز مین اول یہان آیا اور معلوم ہوا کہ نادل پڑہنی سی حضرت کو ملاقات لینیکی فرصت نہ تھی۔ مین نے اوسیروز سمجھہ لیا تہا کہ چنتامن گمراہی مین پڑا ہوا ہی۔ اگر اسکو اچھی صحبت جلد نصیب نہوئی تو یہ غالباً بہت جلد خراب اور برباد ہوجائیگا۔ تب مین نے یہہ بچار کرنے کہ مجہپر اسکے باپ مرحوم کے دوست ہونیکی حیثیت سے جو کچھہ فرض نصیحت کرنیکا ہے اوسکے ادا کرنیکی کوشش کر دیکھون۔ دربان کی معرفت دریافت کرایا کہ پھر کب ملنے کو اوٗن۔ تو آجکا دن مقرر کیا گیا۔ آج جب مین آیا تو سب حال اپنی آنکھون سے دیکھکر نہایت افسوس اور رنج مین بہر گیا اور پکا ارادہ اسبات کا کرلیا کہ آپکے کان تک اوسکی خبر پہونچاکر آپسے درخواست کرون کہ اوسی چند روز کیلئے میرے سپرد کرین۔ سو شکر ہی پرمیشر کا کہ آپ خود میری منشا کے موافق اسکو نصیحت فرماتی ہین۔ تب بدہ دتی نے چنتامن کیطرف دیکھکر کہا کہ بیٹا یہہ گیان دیو تمہارے باپ کا بڑا پکا اور سچا دوست ہے۔ تم اگر چراغ خاندان بننا چاہتے ہو تو اسکی نصیحتون کو قبول کرو اور اس سے کچھہ سیکھہ لو۔ دیکھو ایسا لائق نکوکار بے غرض نصیحت کرنیوالا شخص زمانہ بھر مین ڈہونڈہو گے تو بہی نملیگا۔ اپنی محلہ اور اپنی شہر کے لوگونکی جیسی کچھہ خراب صحبت ہے وہ تم پر بخوبی روشن ہے۔ یہ ایک خداداد اتفاق ہی جو آج بیٹا گیان دیو یہان آگیا

وہ ایسی دلسوزی کی باتین اور تمہاری بھلائی کی خواہش ظاہر کر رہا ہے ۔ ورنہ کسیکو کیا غرض
پڑی ہے چاہو کوئی چولھے مین پڑے چاہو بھٹی مین جاے ۔ اپنے اپنے مطلب برابری پر ہر کسیکو
نظر ہوا کرتی ہے ۔ اور بڑائی صرف اسی بات مین نہین ہے کہ آج تم دوسو روپیہ کے نوکر ہوگئے
یا ایم ۔ اے ڈگری پاس کرلی ۔ یا آیندہ تمہاری ہزار پانسو کی تنخواہ ہو جاویگی اور تم بڑے نامور
عہدہ دار کہلاؤگے ۔ اصلی بڑائی اس بات مین ہے کہ تمہارے آچرن یعنی اطوار نیک ہون ۔
تم کو دنیا مین سب لوگ بھی توقیر اور وقعت کی نگاہ سے دیکھین ۔ اور تم پارسائی نکوکاری
اور خدا پرستی مین ایک خاص نمونہ بنکر اپنے علم اور عہدہ کو ایسا چمکا دو جیسے کہ پالش کیا ہوا ہیرا
دمکتی اور گیان دیو کی ان باتون نے چنتامن کے دل مین ایسا بھاری اثر پیدا کیا کہ اوس نے
دوسرے ہی روز سے سب یارون کی صحبت کو ترک کر گیان دیو کے مکان پر آنا جانا شروع
کیا اور درخواست کی کہ مجھے ابتدا سے اصول اخلاق اور مذہب کی باتین اور دنیا کے
طریقے بتانا شروع کیجیے کیونکہ کالج اور مدرسون مین ان باتون کی تعلیم اور چرچا نہونے کے
باعث مین اون سے محض ناواقف ہون ۔ گیان دیو نے کہا کہ بہتر ہوگا ۔ تم مجھ سے سوال
کرتے جاؤ اور مین اوسکا جواب دیتا جاؤن ۔ چنتامن نے اسبات کو تہ دل سے منظور کیا ۔
اور سوال و جواب لکھنا شروع کیا ۔ شدہ شدہ سوال و جواب کی ایک اچھی خاصی کتاب
تیار ہوگئی ۔ اوس کتاب مین سے چند باتین حسب فرمایش احباب و باجازت خاکی بابا صاحب
کے عوام کی واقفیت کیواسطے یہان درج کیجاتی ہین فقط

آغاز تحفہ خیالات تنہائی

سوال چنتامن - یہ جہان یعنی سنسار کیسے پیدا ہوا ہے؟

جواب گیانندلیہ - ہر ایک مذہب کے عالموں اور دانایوں نے اس جہان کی پیدائش کا حال اپنی اپنی عقل کے مطابق لکھا ہے اور خیالات کی پرواز دکھلائی ہے۔ مگر وہ کہاں تک سچ ہیں نہیں کہہ سکتا سبب کہ ابتدائے پیدائش عالم کا نہ تو کوئی چشم دید واقعہ نگار تھا نہ اوس وقت کی کوئی خاص تواریخ ہی جسپر بھروسہ کیا جاوے۔ نہ کسیکو ایسا علم غیب حاصل ہوا ہے جو ٹھیک ٹھیک اگلی پچھلی باتیں بتا سکے۔ پس میری سمجھ میں تو اوسکا سچا اور اصلی حال سوائے ذات پاک پرمیشر کے نہ کوئی دوسرا جان سکتا ہے نہ بتا سکتا۔ اتنی بات البتہ عقل میں آتی ہے کہ ہر ایک شے جو ہم دیکھتے ہیں اوسکی پیدائش بغیر دو یعنی جفت کے نہیں ہوتی۔ اور جفت کے لئے یہ ضرور نہیں ہے کہ دو میں سے ایک شکل نر اور دوسری شکل مادہ ہو۔ کل چیزیں جہان کی چار طرح سے پیدا ہوتی ہیں یعنی ایک شکم مادہ سے بذریعہ حمل کے۔ دوسرے شکم مادہ سے بذریعہ انڈے کے۔ تیسرے گرمی اور پسینہ سے۔ چوتھے زمین پھوڑ کر نکلنے والی چیزیں۔ اب اگر کوئی پوچھے کہ اول اول جو جفت یعنی جوڑا پیدا ہوا تھا وہ کس طرح پیدا ہوا تھا۔ تو اسکا جواب تو بجز ذات پاک پرمیشر کے دوسرا کوئی نہیں بتا سکتا۔ اسکا علم انسان کی عقل سے باہر ہے اوسکو تو پرمیشور ہی خوب بہتر جانتا ہے۔ اسکے جاننے کی کوشش اور بحث میں سوائے تضیع اوقات کے دوسری کوئی بات حاصل نہیں ہوتی۔ پس اے چنتامن اسکی تلاش میں اپنا وقت گنوانا ایک فضول حرکت ہے نہ اوسکے جاننے

سے کچھ حاصل ہی اور نہ تم اوسکو کسی دلیل سے جان سکتے ہو۔ غرض معقول پسندونکا خاطرخواہ
اطمینان کسی روایت منقولی سے ہو سکتا ہی۔ کیونکہ معقول پسندون کی نظرون مین
منقولی روایتین بوڑھی عورتونکی کہانیون سے زیادہ توقیر نہین رکھتین پس مین اس
جواب کو مختصر کرتا ہون ؛

چنتامن نے جوابدیا کہ اسے مہاراج گیان دیو جو کچھہ آپنے فرمایا اوس سے اطمینان خاطرخواہ
اطمینان ہو گیا۔ ابمین جناب سے دوسرا سوال پوچھتا ہون ؛

سوال چنتامن - یہ سنسار کب سے پیدا ہوا ہے یعنی پیدایش عالم سے ابتک
کتنی مدت گذری ہی ؟

جواب گیان دیو - اے چنتامن اسکا نہ تو کہین روز پیدایش سے آجتک کا حساب
لکھا ہی۔ نہ کوئی اسکا ٹھیک حساب لگا سکتا ہی سب مذہب والون نے اپنی اپنی عقل اور
خیال کے مطابق ایک ایک مدت قایم کی ہی۔ مگر یہ اعتبار رکہنے لائق کہانتک ہی۔ تم خود سمجھ
سکتے ہو۔ کیونکہ انسان کی عقل اور اوسکا علم نہ کبھی درجہ کمال کو پہونچا ہی نہ آگے پہنچ سکتا
کمال تو صرف ذات پاک پرمیشری کو حاصل ہے۔ پس وہی خوب بہتر جانتا ہی کہ پیدایش
عالم سے آجتک کتنی مدت گذری ہی سنکلپ مین جو پنڈتون نے اسکی مدت دنیا کی قایم کی ہی
وہ بھروسہ کے لایق نہین ہے۔ کیونکہ جب سے اونھون نے اس مدت کا شمار شروع کیا ہے
اوسکے پیشتر بھی تو کسیقدر زمانہ گذر چکا تھا۔ جسکا حال نہ تو خود اونکو معلوم ہوا ہے
نہ کوئی دوسرا بتا سکتا ہے۔ نہ حساب لگانیسے اوسکا پتہ چل سکتا ہی ؛
دوسرے یہ بھی کہا گیا ہی کہ ہر چہار جگ یعنی ست جگ۔ تریتا۔ دواپر اور کلجگ کے ختم ہونے

پر پرلے یعنی قیامت واقع ہوا کرتی ہی جسمین دنیا اور مافیہا کا ناش ہوجایا کرتا ہی۔ اگرچہ
بات سچ ہی مان لیجاوے تب بھی تو سنکلپ کے حساب پر یا اور لوگون کے حساب پر بھروسہ نہین کیا جاسکتا
کیا معنی کہ جب خود حساب کو بنانے والے لوگ اور اونکا بنایا ہوا حساب پرلے یعنی قیامت کیوقت
ناش ہوجایا کرتا ہی تب نئی پیدایش کیوقت پچھلے حالات اور حساب کے جاننے کا کوئی وسیلہ
انسان کیلئے موجود اور قایم نہین رہتا پس اسکے جاننے کی کوشش مین بھی سوائے
تضیع اوقات کے کوئی دوسرا مطلب حاصل نہین ۔

اسکو سنکر چنتامن نے کہا کہ جناب کا فرمانا بہت درست ہے اور اس سے زیادہ تسکین بخش
کوئی دوسرا جواب اسکا نہین ہوسکتا ۔

سوال چنتامن ۔ یہ جہان کا کوئی پیدا کرنیوالا بھی ہی یا یہ آپ سے آپ نمودار ہوگیا؟

جواب گیان دیو ۔ اسکی نسبت دو طرح کے خیال انسانون کے ہین ایک تو ناستک
یعنی دہریہ۔ دوسرے آستک یعنی خداپرست۔ ناستک لوگونکا مقولہ ہی کہ یہ جہان قانونِ قدرت
یعنی نیچر کے موافق از خود پیدا ہوا ہے اور اسیطرح ہمیشہ جاری رہیگا نہ اسکا کوئی خاص
پیدا کنندہ ہی۔ نہ اسکا کوئی خدا یعنی مالک ہے۔ آستک لوگ کہتے ہین کہ اسکے پیدا
کرنیوالے کا ایک وجود خاص ہے۔ اور اوسکو پرمیشر۔ گاڈ۔ خدا وغیرہ نامون سے پکارتے ہین۔
ان دونون خیالون مین فرق صرف اتنا ہی ہی کہ ایک تو خدا کی ہستی سے انکار کرتے ہین اور
دوسرے اوسکی ہستی کا اقبال کرتے ہین۔ منکر لوگ صرف قانون قدرت کو اس جہان کا گورنر
یعنی حاکم ٹھہراتے ہین۔ اور مقبل لوگ ایک ذات خاص کو نام دیکے اوسکا مالک قایم
کرتے ہین مگر اسمین تو کوئی شک نہین ہی کہ کوئی ایک ایسی لازوال شئے اور طاقت ہی
جو اِس کل جہان پر حاوی اور قادر ہی۔ چاہو اوسکا نام قانون قدرت رکھو۔ چاہو اوسکو

پرمیشر گاڈ خدا وغیرہ ناموں سے پکارو۔

بودھ مذہب والے کہتے ہیں کہ اس مخلوق کا کوئی خالق نہیں ہے۔ بدھ دھرم مذہب کے موجد گوتم
مہاراج نے یہ کہیں نہیں کہا ہی کہ اس جہان کا کوئی مالک یعنی خدا نہیں ہی۔ خدا کی ہستی
کے ثبوت میں خود نیچر اور اوسکی چیزیں بہت صاف اور مضبوط دلیلیں بخشش شہادت دیتی
ہی ہیں۔ دیکھو ہمارے چاروں طرف بہت سی چیزیں ہست یعنی موجود نظر آتی ہیں۔ اگر یہ ہستی نہ
ہوتی تو اب بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ شونیہ (शून्य) یعنی صفر سے کوئی چیز پیدا نہیں ہو سکتی۔ جس
چیز میں کہ اس وقت حرکت اور عقل کی موجودگی نہیں بیعقل کیسا ہی تھا کاروبار نہیں کر سکتی۔ مثلاً پتھر لوہا
لکڑی از خود کسی مکان کو نہیں بنا سکتے جس میں جو جان نہیں وہ جاندار چیز پیدا نہیں کر سکتی
جس میں خود بچار شکتی یعنی غور کرنیکی طاقت نہیں وہ کسی چیز کو عقل کے ساتھ موزوں نہیں بنا
سکتی۔ چت (चित) کے ناموں سے چت کی ہستی جانی جاتی ہے اور چت بغیر جسم کے
قایم نہیں رہ سکتا۔ پس سمجھ لینا چاہئے کہ ضرور کوئی ایسا وجود ہے جسمیں سب چیزوں کی
ہستی اور عقل اور جان پیدا کرنیکی طاقت اور بچار شکتی اور چت موجود ہے۔ جو از خود موجود
ہوا ہے۔ جو ہمیشہ موجود رہیگا۔ جو عقل کل ہے اور جسے [illegible] برہم یا خدا یا گاڈ کہتے
ہیں۔ لفظ وجود سے تم کوئی مجسم شے مت سمجھ لینا۔ بلکہ اس سے ایک طاقت موجود
کا خیال کرنا جو محض لازوال اور سب جہان پر حاوی اور دائم اور مالک دو جہان ہی۔
غور کرنیکی بات ہی کہ انسان اور حیوان خود اپنی طاقت اور اختیار کے ذریعہ سے قایم نہیں
ہی۔ نہ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ خود اوس نے اپنی روح کو بنا لیا یا اپنے جسم کو ساخت کیا ہے
اب سوال یہ ہی کہ پھر اوسکو کسنے بنایا کیا اوسکے ماں باپ نے بنایا۔ کیا اوسکے ماں باپ
نے تجویز کیا کہ اوسکے آنکھ ناک کان منہ ہاتھ پاؤں اپنی اپنی مناسب جگہ پر

بنائی گئی ہیں تاکہ جسکے لیے جو مناسب ہو وہ اپنا اپنا مناسب فعل کر سکیں نہیں تو ہرگز نہیں - ان سب
کے جسم کا فلسفہ اور خون وغیرہ مثل آب و آواز و وصال کے ہے جسکے ذریعہ سے ایک ہنرمند
کا پیار اس پتلے کو بناتا ہے یہ ہنرمند کاریگر کون ہے؟

یہی پاک برہم ہے جسکی عقل اور ہنرمندی کے باعث یہ دنیا ظہور پذیر ہوری ہے - دیکھو کیسی
کیسی عجیب و غریب اور تعجب دلانیوالی اور نئی نئی چیزیں ہماری آنکھ کے سامنے موجود ہیں جنمیں
اسرار اوس پاک پرمیشور کا عقل اور ہنرمندی بھری ہوئی ہے - مثلاً بغیر سورج کے نہ تو نباتات
اگ سکتے نہ حیوانات زندہ رہ سکتے - نہ بینائی کی طاقت کہ جو ہماری آنکھ کو دیتی ہے سورج
ہمارے لیے ایک بڑی نعمت ہوتا - اگرچہ سمندر کا پانی کھاری ہے لیکن جب سورج اوس پانی کو کھینچکر
زمین پر برساتا ہے تب وہ میٹھا اور تازہ اور صاف ہو کر ہمکو پھر واپس ملتا ہے - بغیر ہوا کے ہم
ایک منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتے - پس نتیجہ یہ نکلا کہ ضرور کوئی ہنرمند کاریگر ہمارا مالک ہے
جسکے تالیف اور لطافت سے یہ سب باتیں ظہور میں آئی ہیں - اور ضرور ہم اوس خالق کی تعریف
اور تسبیح کریں کیسے [illegible] وہ ہیں - یہ خالق ہمارا وہی پاک برہم سچدانند سروپ ہے
جو سب [illegible] ہر [illegible] موجود ہے ؎

بعض لوگوں کا کہنا ایسا ہے کہ اگر خدا ہمارا بنانیوالا ہے تو خدا کو کسنے بنایا - مگر یہ ایک بیہودہ سوال
ہے مثلاً کوئی شخص ایک برتن کو دیکھکر کہے کہ ضرور اسکو کسی آدمی نے بنایا ہے
اور دوسرا شخص پوچھے کہ اوس آدمی کو کسنے بنایا - اور جب اسکا جواب نہ ملے تو وہ یہ نتیجہ
نکالے کہ اس برتن کا بنانیوالا بھی کوئی نہیں ہے ؎

بعض لوگوں کا مقولہ ہے کہ سب نباتات اور حیوانات نیچر کی ایک سادہ شکل سے پیدا ہوئے تھے
اور انمیں جان [illegible] ڈالدی گئی تھی - تو یہ مقولہ چاہے سچا ہو یا جھوٹا مگر اس سے آفرینندہ

کی ضرورت کا انکار نہین ہو سکتا بلکہ خود یہ مقدمہ بھی ثابت کرتا ہی کہ جان ڈالنے والا ضرور کوئی ہوتا
اب دیکھو کہ خواہ وہ خالق ہر لحظہ نیچر مین کام کرتا رہتا ہی خواہ اوسنے ایکدم سے دنیا کی ساخت
کے لئی اصول ترتیب دیئے ہے جنکے مطابق ہر وقت کام ہو رہا ہے۔ یہ دونون ایک
ہی بات ہے۔ ان باتون سے سوائے اوس خالق کی ہستی کے اوسکی بے حد طاقت اور
دانائی کا بھی ثبوت ہوتا ہی۔

جبتک کہ کوئی شخص ہر ایک چیز کی اصلیت اور سبب سے واقف نہو نہین کہہ سکتا کہ
اس دنیا کا پیدا کرنیوالا کوئی نہین ہے۔ مگر یہ بات اوسکے امکان سے باہر ہی۔ وہ نہین
جان سکتا کہ زمانہ ماضی مین ہر ایک چیز کی نسبت کیا کیا واقعہ ہو چکا ہی۔ اور زمانہ آیندہ مین
کیا کیا ہوگا۔ پس انسان محض ایک ضعیف البنیان اور ضعیف العقل بندہ ہی۔ گو وہ اپنی
نادانیت اور جہالت کے باعث کل نیچر پر اپنے آپکو قادر سمجھتا ہے

نیچر یعنی قانون قدرت کو جو اس جہان کا بنانیوالا ٹھہراتے ہین محض غلط ہے۔ دلیل یہ
ہے کہ قانون کا کام ہی صرف ترتیب دینا فعلون اور چیزونکا۔ اور یہ بات ہر شخص جانتا ہی
کہ ہر ایک فعل کا کوئی فاعل اور ہر ایک چیز کے وجود کا کوئی سبب اور ہر ایک قانون کا کوئی
بنانیوالا ضرور ہے۔ اگر کہا جاوے کہ نیچر یعنی قدرت ہی انکا فاعل ہے تو سوال یہہ ہی کہ ان
چیزون کے ترتیب دینے مین جو عقل اور فہم نظر آتی ہے وہ کیا شے ہی۔ اور اوسکا مالک
کون ہی۔ قدرت صرف اتنا ہی کام کر سکتی ہے کہ دو یا چند چیزونکو ملا کر ایک نئی شکل
پیدا کر دیوے۔ مگر اس شکل کی ترتیب مین جو عقل اور ہنرمندی پائی جاتی ہے وہ کیا چیز ہی
یعنی ہر ایک عضو اور ہر ایک چیز جو اپنی اپنی جگہہ مناسب پر بنائی گئی اور خاص خاص کام
کیلئے مقرر کیگئی ہی اوس سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکا بنانیوالا اور ترتیب دینے والا ضرور کوئی ہے

جیسے دیکھو گھڑی کو کہ دہات اور پتھر کی چیزونکو جمع کرکے ضرورت کیموافق اول اونسے پرزے بنائیگئے
پھر اون پرزونکو ایک عقلمند گھڑی ساز نے مناسب جگہہ پر خاص خاص کام کرنیکیلیئے ترتیب دیکر
اونسے ایک شکل قایم کی جسکا نام گھڑی رکہا گیا۔ اب اوسکو کنجی دیکر ایکدن یا کئی دن تک
وقت بتانیکا کام ہم اوس سے لیتے ہین۔ اب دیکھو کہ دہات اور پتھر کی چیزین جن سے وہ گھڑی
بنائیگئی ہی۔ ایک جگہہ جمع کردیجائین مگر اون سے پرزے نہ بنائیجائین تو نہ تو پرزے
ہی ازخود بنجائینگے۔ نہ گھڑی کی شکل خودبخود بنجائیگی۔ یا یہہ کہ پرزے بھی بنادیجائین
مگر ونکی ترتیب گھڑی ساز کی عقل اور اصولون کے موافق نہ دیجاوے۔ تب بھی گھڑی ازخود
نہ بنجائیگی۔ گھڑی اوسیوقت بنیگی جبکہ یہہ سب چیزین اور گھڑی ساز کی عقل یکجا ہوکر ہر ایک
پرزے کی ترتیب اوسکی جگہہ موزون پر کیجاویگی ۞

اب غور کرو کہ جامہ انسانی اور حیوانی ہیکل بعینہ مثل اوس گھڑی کے ہی جسکے بنانیکے لیئے
عقل اور ترتیب کنندہ کی ضرورت ہی۔ پس اس عقل اور ترتیب کنندہ کا نام خدا۔ گاڈ۔ یا ایشور
ہی۔ اور جسطرح گھڑی ساز گھڑی کی عمدہ چال رکہنے اور اوسکے پرزونکو زنگ لگنے اور گھسنے
سے بازرکہنے کیلیئے وقتاً فوقتاً تیل پہونچاتا رہتا ہے اور زنگ لگنے پر پرزونکو چھیلتا یا بدلتا
رہتا ہی اوسیطرح ہمارا گھڑی ساز جو پورن برہم سچدانند ہے ہمکو عمدہ فعل کرنے کیلیئے
ہماری ہرطرح کی نگرانی رکھتا ہی۔ اور جب ہمارے فعلون مین زنگار گناہونکی لگجاتی ہے توہمکو
سزا دیکر اوس زنگار کے صاف کرنیکی ہدایت دیتا ہے۔ اور جب ہماری جسم کے پرزے
بالکل خراب اور نکمے اور ازحد زنگ آلودہ ہوجاتے ہین۔ تب وہ موت کے ذریعہ سے بدلڈالتا ہے
خدا کی ہستی سے انکار کرنا بھی ایکطرح کا ثبوت اوسکی ہستی کا ہی کیونکہ جو چیز ہستی نہین ہے
اوسکا کوئی نام بھی نہین ہے۔ نام اوسی چیز کا رکھا جاتا ہے جو ظاہری۔ باطنی۔ یا خیالی وجود

ملتا ہی اگر کہا جاوے کہ شاعروں نے جو فرضی نام اپنی کتابوں میں قائم کئے ہیں وہ کیا سب سچ
ہیں مثلاً گل بکاولی یا تاج الملوک چار دم کا گھوڑا لال دیو وغیرہ وغیرہ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ
یہ نام جو شاعروں نے قائم کیے ہیں وہ سب سچی اور بہت چیزوں کے علم اور تعلق سے گڑھے
گئے ہیں۔ کوئی نہیں انکار کرسکتا کہ گل اور انسان اور گھوڑا بہت سی قسمیں ہیں گو یہ نام خاص
نام والا پھول اور راجہ اور گھوڑا ہستی نہ رکھتا ہو۔ مگر شاعر کا خیال تو بہت چیزوں ہی کو
دیکھکر ایک نیا نام اپنے مضمونکی ضرورت کیموافق گڑھ لینے کیلئے دوڑا ہے۔ جب انسان کی کوشش
اور عقل نیچر کو سیکھتے سیکھتے اور اوسمیں تلاش کرتے کرتے تھکجاتی ہے۔ اور انتہا نہیں ملتی تب
اوسکو معلوم ہوتا ہی کہ میں ایک محض ضعیف البنیان اور ضعیف العقل وجود ہوں۔ مجھہ سے
بڑہکر ضرور کوئی وجود ہی جو عقل کل ہی اور جسمیں کل طاقتیں بھری ہوئی ہیں۔ اور یہ کل نیچر بغیر
کسی بنانیوالے کے از خود موجود نہیں ہو سکتی تب وہ باواز بلند پکار اوٹھتا ہی کہ یقین کرو
یہ بات ہے کہ ہمارا پیدا کرنیوالا اور معبود ضرور کوئی ہے جو ہمارے گناہوں اور ثوابوں کی
سزا اور جزا دیتا رہتا ہے۔ مثال کیواسطے میں ایک چشم دید سرگذشت ایک اسکول ماسٹر
کی سناتا ہوں وہ یہ ہی کہ ایک صاحب ہندو انگریزی سیکھنے کو کالج میں داخل ہوئے
ذہن کیسے تیز اور صورت کے حسین تھے۔ اوستاد لوگ خاص مہربانی سے اونکے ساتھ پیش آتے تھے
نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہر امتحان میں کامیاب ہوتے چلے گئے اور آخرکار ایک معقول نوکری پر مقرر کیے گئے
اس کامیابی کے سبب سے اونکے دماغ میں یہ بات گھس گئی کہ نہ خدا کوئی چیز ہے نہ تقدیر کوئی
شے ہے۔ اسیطرح چند سال اونکا زمانہ نہایت خوشی کیساتھ گذرا اور وہ پکے نیچری ہوگئے
ہر ایک مذہب پر طعنہ کی زبان کھولنے لگے۔ خدا کا ذکر اونکو زہر سے زیادہ کڑوا معلوم
ہونے لگا۔ وہ اسقدر نازان اپنے تدبیر عقل اور علم کے ہونے لگے کہ خدا کی ہستی سے

بی انکا ذکر کرتے تھے ۔ وہ ہمیشہ اپنے ہم نشینوں پر ملامت کیا کرتے کہ تم خدا کی یاد کیوں کیا
کرتے ہو یہ تو بالکل فضول حرکت اور تضیع اوقات ہے جو عبادت میں صرف کیا کرتے ہو اور
تکلیف اوٹھایا کرتے ہو ۔ اسقدر وقت تم دنیا کی ترقی اور بہتری کی تلاش میں صرف کرو تو کچھ فائدہ بھی
حاصل ہو ۔ غرضکہ وہ اسیطرح ہمیشہ وعظ کہا کرتے ۔ ایکدفعہ اونپر ایک بلا ناگہانی جس میں وہ
محض نا کردہ گناہ پھنس گئے نازل ہوئی ۔ نوکری سے سسپنڈ معطل ہوگئے ۔ فوجداری میں مقدمہ
قایم کیا گیا ۔ اوسوقت میں نے خود اونکو دیکھا کہ ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھے کچھہ جاپ کر رہے ہیں
اور سرنگون ہوکر زار زار روتے ہوئے پرمیشر سے پرارتھنا کر رہے ہیں کہ اے مالک دوجہان میری عزت
بچا اور مجھے اس بلا سے نجات دے ۔ میں اپنے گناہوں پر نہایت شرمندہ ہوں ۔ تیرے سوا میرا کوئی
نہیں ہے جسکے روبرو اپنی فریاد کو لیجاؤں ۔ اور دکھہ درد کہہ سناؤں ۔ اور نہ تیرے سوا مجھے کوئی
دوسرا نظر آتا ہے جس سے خواستگار امداد کا ہوؤں ؟

اب غور کرنیکی بات ہے کہ مصیبت اور تکلیف کے وقت ضرور انسان کا دل خود اندر سے بولتا ہے
کہ تیرا کوئی مالک حقیقی ہے ۔ تو اوس سے خواستگار امداد کا ہو ۔ اس مصیبت زدہ شخص کا دل
اوس پاک پروردگار کیطرف از خود رجوع کرتا ہے اور اوسوقت اوسکی سب عقل و تحصیل اور
تجربہ گم ہوجاتا ہے اور بجز خدا کے کوئی حامی اور مددگار نہیں سوجھتا ۔

اسے چنتامن یہ مالک حقیقی وہی ذات پاک پورن برہمہ سچدانند کی ہے جسکو آستک لوگ
پرمیشور اور خدا نام سے پکارا کرتے ہیں ؟

اس معقول اور تسکین بخش جواب کو سنکر چنتامن ایکدم زور سے پکار اوٹھا کہ اے مہاراج گیان دیو
میں نہایت ممنون آپکا ہوا کہ آپکے پر دلیل اور دلچسپ کلام نے میری مدتکی جمی ہوئی زنگار شک
کو اچھی طرح سے صاف کر ڈالا ۔ میں بھی لامذہب خیالات کیطرف رجوع ہو رہا تھا جیسا کہ بعض

مذکورہ بالا اور میرے دل میں بھی جم گیا تھا کہ خدا کوئی چیز نہیں ہے اور یہ جہان از خود بخود بنا ہے اور
انسان اپنی عقل اور تدبیر کے زور سے دنیا میں ہر طرح کامیاب ہو سکتا ہے۔ مگر اب معلوم ہوا
کہ میرا یہ خیال محض غلط تھا۔ انسان کچھ نہیں ہے اور میں ایمان لاتا ہوں اس اعتقاد پر کہ اصل
خدا اس جہان کا مالک اور خالق ہے اور اوس نے ہمکو آزاد چھوڑ دیا ہے چاہو ہم اپنی عقل کے
مطابق نیک کام کریں یا افعال بد کے مرتکب ہوں اور اس نیک و بد فعل کا نتیجہ ہمکو ضرور
اوٹھانا پڑیگا۔ اس مضمون پر کئی شخصوں سے میں نے گفتگو کی۔ مگر جیسا تسکین بخش اور پُر دلیل جواب
آپکی زبان مبارک سے سننے میں آیا ویسا بیشتر کسی نے نہیں بتایا۔

سوال چنتامن اسکی غرض اس جہان کے پیدا کرنے سے کیا ہے؟
جواب کیانندیو اسکی نسبت جدا جدا مذہب والوں نے جدا جدا رائے دی ہے۔ مگر وہ
سب اونکے خیالات کی پرواز ہے۔ کوئی اون میں سے کہتا ہے کہ جب خدا کو تنہا رہنا اچھا معلوم
ہوا تب اس جہان کو بنایا۔ کوئی کہتا ہے کہ جب حضرت آدم نے شیطان کے بہکانے سے
گیہوں کا دانہ خلاف حکم خدا کے بہشت میں کھا لیا۔ تو خدا نے ناراض ہو کر حضرت آدم کو بہشت سے
نکالکر اس دنیا میں پھینکدیا۔ اور پھر یہ سب چیزیں جو ہم دیکھتے ہیں۔ انسان کے آرام کے لئے
مہیا کی گئیں۔ کوئی کہتا ہے کہ جیسے باغبان اپنے باغ کو دیکھکر خوش ہوتا ہے ویسے ہی خدا نے
اس باغ جہان کو اپنی طبیعت خوش کرنے کیلئے بنایا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اوس نے
انسانکو اس غرض سے بنایا کہ وہ اوسکی عبادت کرے اور انسان کی آسایش کے لئے
باقی اور سب چیزیں دنیا کی بنائی گئیں۔ مگر میرے نزدیک یہ سب مجذوب کی بڑ اور کابلوں کی
گپ ہے۔ میرا کہنا ایسا ہے کہ جبکہ میں تمہارے دلکی اور تم میرے دلکی بات کو نہیں جان سکتے

تو خدا کے دل کا حال کیونکر کوئی جان سکتا ہی خاصکر جبتک نہ کبھی دیکھا نہ دیکھنے کی امید ہے نہ کوئی اوسکا مخبر ہے نہ کوئی اوسکا ہمسایہ ہی نہ کوئی اوسکے پاس تک پہنچکر واپس آیا ہی نہ کوئی اوسکی غرض اور دلکا حال بتا سکتا ہی اور یہ جو کچھہ کہا گیا ہی کہ نارد مُن یا جبرئیل خدا کے پاس آیا جایا کرتے تھے یا کوہ طور پر موسیٰ اور خدا سے بات چیت ہوئی تھی۔ یا حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹا تھے۔ اور اپنے باپ کے دلکا حال بتا سکتے تھے سو یہ سب مذہب کی بناوٹ ہے۔ جاہلوں اور بچوں کے بہلانے کیلئے جنکی عقل ضعیف اور چھوٹی ہوا کرتی ہے مذہب کے پیشواؤں نے ایسا لکھا ہے نارد مُن اور جبرئیل وغیرہ کے ذریعہ سے خدا اور اوسکی مخلوق کے درمیان اسطرح چٹھی رسانی یا خبر رسانی ہوا کرتی تھی تو بھی تو ہمکو حضرت جبرئیل یا مہارشی نارد مُن کے درشن ہوئے ہوتے ہمیں سمجھنا چاہیے کہ وہ ایک فرضی نام خدا کے مخبروں کے ہیں جنکو اولیا اور انبیا لوگوں نے اپنے ذاتی خیالات کو خدا کے قول کے نام سے دنیا میں پھیلانے کی غرض سے مجسم قاصد اپنے اور خدا کے درمیان کا ٹھیرا لیا تھا۔

پس اے چنتامن نہیں کہہ سکتے کہ خدا کی غرض اس جہان کے پیدا کرنے سے کیا ہی۔ اسکا حال تو وہ خود ہی خوب بہتر جانتا ہی۔ اگر میں یا تم یا اور کوئی کہے کہ خدا کے دل کا حال جانتا ہی تو ایک محض جھوٹا دعوی ہی۔ چنتامن نے کہا کہ اے جناب آپکا فرمانا درحقیقت صحیح اور مضبوط ہی میرا پورا پورا اطمینان آپ کے بیان سے ہوگیا۔ کہ فی الواقع کوئی شخص خدا کی غرض اور دل کے حال کو نہیں بتا سکتا نہ اوسکو جان سکتا ہے۔

سوال چنتامن تمام دنیا کے لوگ ایک زبان ہوکر پکار کر کہہ رہی ہیں کہ الانسان اشرف المخلوقات ہی اور ہندو لوگ کہتے ہیں کہ انسانوں میں سب سے زیادہ اشرف برہمن لوگ ہیں۔ اسکی کچھہ کیفیت

زبان مبارک سے فرمائیے؟

جواب گیان دیو - لفظ اشرف کے معنی ہین شریف تر یا بزرگ تر پس میری سمجھہ مین نہین آتا کہ حضرت انسان نے یہ خطاب بزرگی کس دربار سے پایا ہی - کیا خدا کے دربار سے یہ لقب عطا فرمایا گیا ہی یا حیوان مطلق کی مجلس سے بخشا گیا ہی - یا حضرت انسان خود ہی اپنے منھہ میان مٹھو بن بیٹھے ہین - اسکی شاید ویسی ہی کیفیت ہی جیسی کہ شیر اور انسان کی تصویر کی - خود ہی قانون بنانیوالے - خود ہی خطاب گڈھنیوالے - اور خود ہی اوسکو اپنے نام کے ساتھہ منسوب اور مشہور کرنیوالے بنگئے ہین - اسیا آپکو حضرت انسان خود قبول کرینگے کہ اونھون نے صدہا باتین دیگر جانداروں سے جنکو وہ حیوان مطلق کہتے ہین سیکھی ہین مثلاً تنبو اور ڈیرہ کا بنانا مکڑی سے سیکھا ہے - ذخیرہ کا جمع کرنا چیونٹی سے - اقلیدس کی بیسیون شکل کہ بہی چھتا کا ابھار زاغ سے - اسیطرح کی ہزارون مثالین ہماری آنکھہ کے روبرو موجود ہین - پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حیوان مطلق اوستاد ہین حیوان ناطق یعنی حضرت انسان کے پس شاگرد کے منھہ سے ایسا کلمہ نکلنا کہ مین اشرف ہون اوستاد سے زیبا نہین معلوم ہوتا - یہ بات البتہ صحیح ہے - کہ انسان مین حیوان مطلق کی بہ نسبت گویائی کی طاقت زیادہ ہی - اور یہ جیسا اپنی سلطنت اور کاروبار کا انتظام کر سکتے ہین ویسا حیوان نہین کر سکتے - مگر اونکو اسکی کوئی ضرورت ہی نہین ہی وہ اپنی ضروریات زندگی اور دکھہ سکھہ کو اوسیطرح سمجھتے اور جانتے ہین جیسے کہ حضرت انسان پس میری سمجھہ مین حضرت انسان کو کوئی ایسی فضیلت حاصل نہین ہی جس سے وہ اپنے آپکو اشرف المخلوقات کہنے کے مجاز ہون - بلکہ انصاف کی بات تو یہ ہی کہ اگر اپنے کو اشرف کہین تو بجا ہی ایک اور بات قابل غور ہی جس سے پایا جاتا ہے کہ حیوان مطلق شرف رکھتے ہین اوپر انسان کے وہ بات یہ ہی کہ حیوان مطلق انسان کی بولی اور اشارونکو سمجھتے ہین - مگر حضرت انسان با وجود دعوی

برائی کا مارتی ہین نہ حیوانونکی بولی کو جانتے ہین نہ اُنکے اشارونکو پہچانتے ہین۔ اور جسقدر تکلیف اور ایذا خدا کی مخلوق کو حضرت انسان سے پہونچتی ہے اور جسقدر گناہ ان سے سرزد ہوتے ہین اُسکا ہزاروان حصہ بھی حیوان مطلق کی ذات سے نہین ہوتا۔ رہا شرف برہمنان سو لفظ برہمن سے مراد ہے وہ شخص جس نے پہچان لیا ہو برمہہ یعنی خدا کو۔ اوسکے لئے خصوصیت کسی لطفہ یا قوم یا مذہب یا ملک کی نہین ہے جو شخص خدا شناس ہوگا وہ ضرور بہ نسبت دوسرون کے نیک خلیق عالم حلیم الطبع اور عمدہ شخص ہوگا۔ اور وہ ضرور شریف اور بزرگ سمجھا جائیگا چنانچہ اگلے زمانہ مین جو لوگ برمہہ شناس ہوا کرتے تھے وہ بلا لحاظ لطفہ کے برہمن لقب سے ملقب کئے جاتے تھے۔ بولاعلمی یعنی ودیا ہین ہونیکے سبب سے ہندوستان مین پھیل گیا ہے کہ کرم کو ندیکھکر لطفہ کے لحاظ سے برہمن چھتری وغیرہ کہے جاتے ہین ؞

آلہمنود مین جو لوگ فی زمانا لطفہ کے لحاظ سے برہمن کہے جاتے ہین اور اونکے فعلون پر خیال نہین کیا جاتا۔ وہ ایک رواج کی بات ہے۔ مگر اس سے وہ بزرگی لطفہ کے برہمن کو حاصل نہین ہوسکتی جو کرمون کے برہمن کو دیجایا کرتی تھی ؞

پس اے خیتامن تم ہرگز اپنے دلمین اس خیال کو مت لانا کہ تم بوجہ ہونے انسان کے اشرف المخلوقات ہو۔ یہہ محض انانیت اور اہنکار کا کلمہ ہے جو تم کو دل سے نکالڈالنا لازم ہے اسکو سنکر خیتامن نے کہا کہ اے حضرت گیان دیو آپکے اس جواب سے میرے دل کی بڑی بھاری تاریکی اور جہالت دور ہوگئی مین بالکل اس انانیت کے خیال مین ڈوبا ہوا تہا کہ بوجہہ اشرف المخلوقات ہونے کے ہمکو ہر قسم کے جور و ستم کا حق دنیا مین حاصل ہے۔ درحقیقت یہ بات سچ ہے کہ بدفعلیون اور جور و ستم کے نکرنیکے لحاظ سے حیوان مطلق بدرجہا بہتر ہین بہ نسبت حضرت انسان کے ؞

گیان دیونے کہا کہ تمہارے دل سے انانیت کا خیال دور ہونیکا حال معلوم کرکے مین تم سے نہایت خوش ہوا اب تمکو مناسب ہے کہ مجسم اخلاق اور گیان شکر غریز خلایق بنجاؤ تاکہ حاصل ہو تمکو درجہ شرافت اور بزرگی کا جو حضرت انسان نے اپنے نام کے ساتھ مخصوص کرلیا ہے ورنہ انسانکی زندگی بدتر ہے حیوان مطلق کی زندگی سے ؛

سوال چنتامن آپنے اوپر کے کسی جواب مین فرمایا ہے کہ خدا گناہون کی سزا دیتا ہے تو مین پوچھتا ہون کہ گناہ کیا چیز ہے ؟

جواب گیانندیو مسلمان قرآن کو عیسائی انجیل کو یہودی توریت کو - اور ہندو وید کو کلام خدا کہتے اور سمجھتے ہین - لیس انکے احکام کے خلاف کسی فعل کے کرنیکا نام گناہ ہے جیسے تعزیرات ہند اور دیگر قوانین بادشاہ وقت کے برخلاف کام کرنیکا نام جرم ہے ؛

سوال چنتامن - کیا یہ چارون کتابین ایکہی وقت مین اور ایک ہی خدا کی بنائی ہوئی ہین ؟

جواب گیانندیو - نہین - یہ سب کتابین ایکوقت کی بنی ہوئی نہین ہین - مختلف اوقات مین مختلف نبیون اور رشیون نے اونکو جاری کیا ہے - اونمین سے وید سب سے پہلے اور قرآن سب سے آخر کتاب خدا کی بنائی ہوئی بتلاتے ہین - کہتے ہین کہ وید کو بنی ہوئی ہزارون لاکہون برس گذرے ہین - توریت کو قریب ڈہائی تین ہزار برس ہوگئے - انجیل کو قریب دو ہزار برس ہوگئے اور قرآن کو قریب تیرہ چودہ سو برس کے بنے ہوئی گذرے - جو اصول قدرت اور قواعد خدا شناسی کے کہ وید مین درج ہین وہی یا ویسے ہی یا چند اونمین کے دوسری کتابونمین

بھی موجود ہین۔ رہے فروعات اور دنیاداری کے قاعدہ اور طریق انہین البتہ ہر ایک کا جداگانہ مضمون اور جداگانہ ڈہنگ ہے ؞

سوال چندنبان۔ آپ نے یہ بات اوپر کے جواب مین صاف نہین تبلائی کہ یہ چارون کتابین ایک ہی خدا کی بنائی ہوئی ہین یا نہین۔ اگر انکا بنانیوالا ایک ہی خدا ہی تو اونکی مضمون اور مطلب اور زبان مین فرق کیون ہی۔ تواریخ سے ثابت ہوا ہی کہ تمام دنیا کے لوگ آریہ لوگونکی اولاد ہین۔ اور ان آریہ لوگون کی بولی ابتدا مین سنسکرت زبان تہی جسمین وید لکھی گئے ہین۔ پس جبکہ وہ کل جہان کے لوگونکا ایک اکیلا حاکم اور مالک ہی تو اوسکو علیحدہ علیحدہ زبانون اور جدا جدا وقت مین جداجدا کتاب بنانیکی ضرورت کیا پڑی تھی کیا وہ ایک کتاب سے سب لوگونکو ہدایت کرنے سے عاجز تہا۔ کیا وہ ایسا ہی ضعیف البنیان اور ضعیف العقل وجود ہی جیسے کہ دنیا کی جماعت واضعان قانون جو ہر روز اپنی قانون کو ترمیم کیا کرتے اور ہر روز نئی نئے قانون مناسب وقت جاری کیا کرتی ہی۔ اگر یہ کتابین ایسے ضعیف خدا کی بنائی ہوئی ہین۔ تو ہر ایک انسان کو اختیار حاصل ہے کہ اونکو مانے یا نہ مانے ضعیف ہونا ان کتابونکا کئی باتون سے ثابت ہوتا ہے مثلاً

(۱) اونمین سے ہر ایک کتاب کا پیرو دوسری کتاب کو برا جانتا اور بیہودہ سمجھتا ہی اور اوسکے پیرو کو کافر یا ناستک کہتا اور اپنا خدا کا دشمن بتاتا ہی۔ پس کیا خدا سب لوگونکے دلونمین یہ اثر پیدا کرنے سے عاجز تہا کہ کل جہان کے لوگ اوسکی ایک ہی کتاب پر چلتے اور اوسیکو قانون اپنے دین و ایمان کا ٹھہراتے۔ دوسرے کئی جگہہ ضعیف خیالات کی باتین اور مسائل مین اختلاف ہر ایک کتاب مین پایا جاتا ہے تیسرے الغرض ہر ایک کتاب مین جا بجا

کی قربانی کا حکم دیا گیا ہی۔ اب اعتراض یہ ہی کہ جبکہ کل جاندار اوس ایک خدا کی مخلوق ہین تو یہ
بات عقل کے خلاف معلوم ہوتی ہی کہ وہ ایک جاندار کی قربانی کو دوسرے جاندار کے ہاتھ سے
روا رکھے اور ظاہر ہے کہ اوسکی قربانی مین مجھے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ دیکھو دنیادی مان
باپ ہرگز ایسا کو گوارا نہین کر سکتے کہ اونکا ایک بیٹا دوسرے بیٹے کو اونکے روبرو ہلاک کرے
اور وے خوش ہوں۔ پس کیا ایشور پرماتما ان دنیادی مان باپون کی بہ نسبت بھی بدتر
اور بیرحم اور ظالم ہے جو ایسا حکم دیتا ہے۔ میری سمجھ مین یہ حکم قربانی ہرگز حکم ربانی نہین ہی
وہ البتہ حکم انسانی ہی کیونکہ انسان کی قربانی کا حکم اون کتابون مین کہین نہین پایا جاتا۔
اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت انسان نے جو مصنف یا مولف اون کتابون کے ہوے ہین
اپنی ہمجنس کو بچا کر دوسرے جانورون کے گوشت کے کھانے کی غرض سے یہ حکم قربانی لگا دیا ہی
پس ان کتابون کے ضعیف ہونیسے اونکے بنانیوالیکا ضعف خیال کیا جا سکتا ہے
اور بھول چوک اور ضعف اور خود غرضی خاصہ ہی جامہ انسانی کا نہ کہ خدا کا۔ اس لئے مین
سمجھتا ہون کہ یہ کتابین کلام انسانی ہین نہ کہ کلام ربانی::

جواب گیان دیو۔ اے جینتا مین یہ سوال تمہارا فی الحقیقت پر دلیل اور معقول
ہے اور مین تمہاری راے سے پورا پورا اتفاق کرتا ہون۔ مگر اسمین کوئی ہرج کی بات نہین
سمجھتا کہ عمدہ عمدہ باتین پچھلے بزرگون کے اقوال مین سے خواہ وہ کسی قوم اور مذہب اور ملک کے
ہون جبکہ اپنی چال و چلن کو درست کرنیکیلئے مان لی جاوین حقیقت مین خدا سبکا ایک ہی ہی اور مذہب
بھی سبکا ایک یعنی اصول مذہبی اور قانون قدرتی سب لوگون مین ایک ہی بنا پر قایم ہوے ہین۔ مگر رسم و رواج عقیدون
اور طریقون مین بوجہ ہوجانے ہزارہا مذہبی فرقون کے جو اسوقت موجود ہین فرق آگیا ہی معقول پسند لوگ اس فرق کو دور کرکے
ایک دوسرے کی راستی سیدھی سیدھی بنا لیتے ہین۔ اور منقول پسند لوگ اپنی ہٹ کو گہہ دمنہ مین ہمیشہ مصیبت میں رہتے ہین

سوال چنتامن - دنیا مین سب سے زیادہ شمار لوگون کی بودھ مذہب والے ہین - اون سے کم عیسائی - اون سے کم ہندو - اون سے کم مسلمان - اون سے کم دیگر اقوام - مین دیکھتا ہون کہ بعض بعض قول اور فعل ان مذہب والون کے ایسے ہین کہ جس بات کو ایک مذہب والا گناہ سمجھتا ہے تو اسیکو دوسرا مذہب والا ثواب جانتا ہی - مثلاً مسلمان اور برہمنون مین شراب کا پینا گناہ کبیرہ کہا گیا ہی - مگر عیسائیون اور دیگر لوگون مین اوسکا استعمال کرنا جایز ٹھہرایا گیا ہی - یا یہ کہ بودھ اور جین مذہب کے لوگون مین گوشت اور مچھلی کا کھانا بہت ہی بڑا گناہ سمجھا گیا ہی - مگر مسلمانون اور عیسائیون اور ہندؤن کے چند فرقون مین جایز رکھا گیا ہی - پس مین کس مذہب کے احکام کو سچا اور خدا کا حکم سمجھون - دیکھو جیسے مہارانی وکٹوریہ کے راج مین تعزیرات ہند کے جرمون کی سزا سب ہندوستانی رعیت کے لئے ایک ہی قایم کیگئی ہی ویسے ہی خدا کے جرمون یعنی ہمارے گناہون کی سزا بھی سب مخلوق کے لئے یکسان ہونا ضرور ہی - اسلئے مین درخواست کرتا ہون کہ گناہ کی ایسی تعریف بتلائے جسکا نفس منی سب مخلوق پر یکسان اثر پذیر ہو - گناہ کی تعریف جو کچھ آپ نے ابھی تک بیان کی اوس سے میری تسلی نہین ہوئی - اسلئے دوبارہ تکلیف دیتا ہون معاف فرمائیے ؞

جواب گیان دیو - اے چنتامن یہ تمہارا سوال بہت مشکل ہی اور اسکا جواب بھی بہت طول طویل ہی پس توجہ قلب کے ساتھ سنو اور اوسکے لفظ لفظ پر غور کرو - نہایت پیچیدہ ہی گناہ اوسی قول اور فعل کے کہنے اور کرنیکا نام ہی جسکو کہتے اور کرتے ہوئے انسان کے دلمین بھے (भय یعنی خوف) شنکا (शंका یعنی شک و شبہہ) اور لجیا ([illegible] یعنی شرم) پیدا ہو جب تم کسی فعل کے کرنے پر آمادہ ہو تو اول اپنے دلمین بچار کر دیکھو کہ انمین سے ایک یا دو یا تینون خاصیتین تمہارے دل پر کیا اثر ڈال رہی ہین - اگر اونکے

اثر سے تمہارا دل غلادی اوس فعل کے کرنیکی ندیتا ہو تو سمجھو کہ خدا کا حکم اوس فعل کے کرنیکا نہین ہے۔ پس جب تم اس حکم کے خلاف کروگے مرتکب گناہ کے سمجھے جاؤگے اور تمکو کامیابی اوس فعل مین کماحقہ حاصل نہوگی۔

علاوہ اسکے جس فعل سے اپنی اور دوسرے جاندار کی جان و مال جسم اور دلکو نقصان تکلیف اور رنج بلا استحقاق اور نیک نیت کے یا خلاف اصول اور احکامات رنج نیتی (राजनीति) یعنی سیاست مدنی کے پہونچایا جاوے۔ یا جس فعل اور طریقے سے اپنے خاندان یا قوم کی بے آبروئی یا بے اخلاقی دنیا مین ہوتی ہو۔ یا جس فعل سے والدین اور عزیز و اقارب کے حقوق کا بالخصوص اور خدا کے بندون کا بالعموم خون ہوتا ہو یعنی جو فرض کہ اونکے حقوق کے ادا کرنیکا ہمپر واجب ہے وہ ادا نکیا جاوے یا جس فعل سے کسی جاندار کی آتما یعنی روح کلپائی جائے تو ایسے فعل کا کرنا بھی داخل گناہ ہے۔ اور ایک پورن برہم ست چت آنند کے سوائے کسی دوسرے کو اپنا رازق یا مالک دو جہان سمجھنا یا خدا کی ہستی مین شک رکھنا یا اوسکی ہستی سے انکار کرنا گناہ مین داخل ہے بمثال اور تشریح کیواسطے مین تمہارے سامنے چند باتین بیان کرتا ہون جو میرے نزدیک گناہ ہین اونکو کان لگاکر سنو وہ باتین یہ ہین۔

اول۔ مان باپ کی خدمتگذاری نکرنا یا اونکی بیقدری اور بے توقیری کرنا۔ دوسرے نیکی کے بدلے مین بدی کرنا تیسرے احسان بھولجانا۔ چوتھے جان کشی۔ پانچوین زناکاری۔ چھٹے دروغگوئی ساتوین چوری۔ آٹھوین رشوت ستانی۔ نوین حق تلفی۔ دسوین ظلم اور زبردستی۔ گیارہوین بددیانتی۔ بارہوین حرص و ہوس۔ تیرہوین دلشکنی۔ چودہوین ایذا رسانی۔ پندرہوین ہم لوگ ان مین سے کسیوقت بھی پرمیشور کی یاد نکرنا اور اپنی بدفعلیون کی معافی اوسکی درگاہ مین نمانگنا اور بدفعلیون سے باز نرہنا۔ ان پندرہ باتون سے ہر ایک انسان کو پرہیز لازم ہے

اور گناہ تین طرح سے ہوتے ہیں یعنی منشا یا آچار کرنا کرکے۔ منسا یعنی دل۔ باچا یعنی قول اور کرمنا یعنی فعل سے۔ اب ان پندرہ باتوں کی نسبت مختصر ہدایت اور کیفیت سنو:۔

۱۔ ہر ایک انسان کو لازم ہے کہ اپنے ماں باپ کی خدمتگذاری اور فرمانبرداری ہمیشہ اسطرح کرتا رہے کہ کبھی اونکو تم سے کسی قسم کی شکایت کرنے یا رنجیدہ ہونے کا موقع نہ ملے اونکی خوشنودی کو ذریعہ خوشنودی خداوند کریم کا سمجھے چنانچہ کسی بزرگ کا قول ہے:

"جنت کہ رضائے مادران است۔

اندر تہ پاسے مادران است"

علاوہ اسکے اپنے بھائی بندوں کے ساتھہ سلوک کرتا رہے۔ اونکی مدد کرے اور اونکے ساتھہ ہمدردی رکھے۔ کل جہان کے آدمی اپنے بھائی بند ہیں۔ صرف درجہ کا فرق ہے یعنی کوئی نزدیک اور کوئی دور جو نزدیک تر ہیں وہ مستحق ہیں کہ اول اونکی مدد کیجاوے:۔

۲۔ جب کوئی شخص تمہارے ساتھہ کسی قسم کا احسان یا نیکی کرے تو تمکو لازم ہے کہ تم بھی اوسکے ساتھہ نیکی کرو۔ بدی تو بھول کرکے بھی اوسکے ساتھہ کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ عالی دماغ شخص تو وہی ہے جو بدی کے عوض میں بھی نیکی کرے:۔

۳۔ احسان فراموشی۔ یعنی جب کوئی شخص کسی قسم کا احسان یا سلوک تمہارے ساتھہ کرے اور تم اوس احسان کو بھولکر اپنے محسن کے ساتھہ بدی یا بے پروائی سے پیش آؤ یا جب کوئی ایسا موقع آوے کہ اوسکا کوئی کام تمہارے ہاتھہ سے نکلسکتا ہو اور تم اوسکے انجام دینے میں دریغ کرو تو کہا جاویگا کہ تم نے احسان فراموشی کی:۔

۴۔ کسی انسان یا حیوان کو جان سے مار ڈالنا جان کشی کہلاتا ہے جیسی تمکو اپنی جان پیاری ہے ویسی ہی دوسرونکو بھی ہے پس جسطرح تم اپنی جان کو بچانا اور قایم رکھنا بہتر سمجھتے ہو

ویسے ہی دوسرونکی جان کا بچانا بہتر سمجھو۔ اپنے فائدہ یا آرام یا شوق کے لئے کسیکی جان کو ہلاک مت کرو۔ اخلاقیات میں ایسا کہا گیا ہے کہ جس انسان یا حیوان سے دوسرونکی جان کو نقصان پہونچایا گیا ہو اوسکا ہلاک کرنا مناسب ہے۔ مثلاً مردم خوار درندون کا ہلاک کرنا بہتر ٹھہرا گیا ہے۔

۵ - زناکاری - اپنی عورت کے سوائے کسی دوسرے کی عورت کیساتھ مباشرت کرنیکو زناکاری کہتے ہین - اس فعل سے ہمیشہ بچنا عقلمندی اور نیک بختی کی نشانی ہے۔ زناکار آدمی کی جان ومال آبرو اور تندرستی دین اور ایمان سب کچھ غارت ہونیکا پورا پورا خوف ہردم لگا رہتا ہے - اسکی تشریح کے بیان کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ ہر روز سیکڑون نظیرین زناکارون کی بربادی کی ہماری آنکھ کے روبرو گذرتی چلی جارہی ہین۔

۶ - دروغگوئی - جو بات سچ نہین ہے اوسکے بولنے یا لکھنے کو دروغگوئی یا جھوٹھ بولنا کہتے ہین - جھوٹھ بولنے والیکو کوئی عزت کی نگاہ سے نہین دیکھتا - نہ کوئی اوسپر کسی قسم کا بھروسہ یا اعتبار رکھتا - اوسکو طرح طرح کے خطرون مین پڑنے اور مصیبتون مین پھنسنے کا خوف ہروقت پیچھے لگا رہتا ہے - بخلاف اسکے راست گو آدمی کو سب لوگ اپنی جان سے زیادہ تر عزیز رکھتے اور اوسپر پورا اعتبار کرتے ہین - ہر جگہ اوسکو عزت ملتی ہے اور وہ دنیا مین نیکنام رہتا ہے۔

۷ - چوری - جو مال کہ اپنی ذات خاص کا نہین ہے اوسکو بلا اجازت و رضامندی اوسکے مالک کے لینا چوری کہلاتا ہے - چوری کرنے والے کا پاؤن ہمیشہ جیلخانہ مین سمجھنا چاہئے اوس سے سب لوگ نفرت کرتے ہین - وہ ہمیشہ دربدر مارا مارا پھرتا اور خوار رہتا ہے - کبھی دنیا مین عزت نہین پاتا - نہ کوئی اوسکا اعتبار کرتا ہے - اپنے آقا کے روپیہ اور مال کا غبن کرنا بھی وہی فعل چوری ہے۔

۸ - رشوت ستانی - یہ گناہ نوکری پیشہ والون سے تعلق رکھتا ہے خواہ وہ ملازم سرکار یعنی بادشاہ وقت کے ہون خواہ کسی مہاجن یا زمیندار کے نوکر ہون ۔ جب وہ اپنی تنخواہ مقررہ کے علاوہ اپنی کارمنصبی کے فرض منصبی سے کوئی چیز یا روپیہ ناجایز طور پر کسی ایسے شخص سے لیگا جسکے کام کا کرنا یا نکرنا اوسکے اختیار مین رکھا گیا ہے اور وہ اس کام کو کرنے یا نکرنے سے دوسرون کو ناجایز نقصان یا فایدہ پہونچاوے یا انصاف کا خون کرے اور اپنی کارمنصبی کو مناسب طور پر ادا نکرے تو کہا جاویگا کہ اوسنے رشوت ستانی کی - ایسے شخص کی زندگی سگ کتے سے زیادہ بدتر سمجھی جاتی ہے -

علیحدہ کیا جانا اور رشوت لینا برابر ٹھہرایا گیا ہے - ایسا شخص محض بے ایمان بے وفا اور محض نالایق سمجھا جاتا ہے - نہ کبھی دنیا مین عزت پاتا - نہ کبھی چین سے راتکو سوسکتا - ہمیشہ چالان ہو جانے یا نوکری سے موقوف ہونیکا خوف اوسکے دل کو ستاتا رہتا ہے - پس اے بیٹا سن اگر تم اپنے منصبی کے عہدہ کا کام ایمانداری کے ساتھ بلا رو رعایت اور بغیر لئے رشوت اور بلا خوف کسی شخص کے انجام دوگے تو لوگ تمہاری کارروائی پر بھروسہ رکھینگے تمکو عزت کی نگاہ سے دیکھینگے - ہمیشہ تم سے ڈرتے رہینگے تمہاری کمائی مین برکت ہوگی یعنی حکام تمکو پسند کرکے ہمیشہ تمہاری ترقی تنخواہ اور عزت کرتے رہینگے - اور خود تمہارے دلکو چین - آرام - خوشی اور بیخوفی ایسی حاصل ہوگی جو دنیا کی سب نعمتون سے بہتر سمجھوگے -

۹ - حق تلفی - جب تم کسی شخص کے حق کو مارکر اوسکو نقصان پہونچاوگے یا نقصان پہونچانے کے باعث ہوگے تو کہا جاویگا کہ تمنے حق تلفی کی - مثلاً (ایک) زید نے تمہاری عدالت مین نالش دایر کی اور وہ مستحق پانے ڈگری کا ہے مگر تم نے ضد آیا اوسکے کسی

کلام یا فعل سے ناخوش ہوکر اوسکا دعوٰی مسترد کر دیا تو یہ بے ایمانی نا انصافی اور حق تلفی دونون کہلائیگی۔ (دوسری) اگر تم نے اپنی اوس سرمایہ کو جس سے تمہارے متعلقین کو فیض پہونچنا چاہئے اپنی ناشائستہ تن پروری اور لذائذ نفسانی مین اوڑا دیا۔ یا اندھے بنکر غیر مستحقون کو خیرات مین دیدیا تو بھی تمھاری حق تلفی اور نا انصافی ہوگا۔ (تیسری) جبکہ تمہارے اختیار مین کسیکو نوکری دینا یا انعام اکرام عطا کرنا یا پرورش کرنا رکھا گیا ہو اور تم اوسکو بے تمیزی کے ساتھہ بلا جانچ استحقاق کے استعمال کرنا شروع کر دو تو بھی حق تلفی مین شامل ہی۔

۱۰- ظلم اور زبردستی- جب تم نا انصافی کے ساتھہ اپنے زور حکومت اور اختیار کو بندگان خدا پر کام مین لاوگے تو کہا جائیگا کہ تم نے ظلم اور زبردستی کی- مثلاً کسی شخص کو اوسکے زر زمین اور زن سے جبراً محروم کرنا داخل ظلم ہے۔

۱۱- بددیانتی- جب تم کسی فعل کو بے انصافی اور بے ایمانی کی نیت سے کروگے یا ایسے فعل کے مرتکب ہوگے کہ جس کے کرنیکا حق تم کو حاصل نہین ہے اور اس تمہارے فعل مین سراسر خود غرضی بھری ہوئی ہوگی تو کہا جائیگا کہ تم نے بددیانتی کی۔

۱۲- حرص و ہوس- یہ ایک خواہش کا نام ہی جو اچھے اور برے دونون قسم کے کامون مین ہوا کرتی ہی۔ برے کامون کی حرص اور ہوس داخل گناہ ہی- مثلاً جب تم کو ہوس ہو کہ مین خوب عیاشی اور مباشرت کرون یا بہت سا روپیہ جمع کر لون تو ضرور ہوگا کہ تم ناجائز وسیلون سے۔ بددیانتی کے ساتھہ اس خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرو- یس جبکہ تم اس کوشش کو عمل مین لاؤ گے کہ گنہگار ٹھہرائے گئے- بخلاف اسکے نیک کامون کی ہوس آخرت کو سنبھالنے والی ہوتی ہی۔

۱۳- دلشکنی- کسی کے دلکو چوٹ مارنا اپنے قول یا فعل سے دلشکنی کہلاتا ہی

یہ کبھی انجانے واقع ہو جاتی ہی اور کبھی قصداً کیجاتی ہی۔ قصداً کسیکے دل کو ستانا داخل گناہ ہی
گو انجانے سے بھی کسیکے دلکو چوٹ مارنا بھلا کام نہیں ہے۔ اسلئے نیک لوگ ہمیشہ اپنے قول
اور فعل پر نگاہ رکھتے ہین۔ چنانچہ کہا جاتا ہی:

دل دشمنان ہم نکردند تنگ	بشنیدم کہ مردان راہ خدا
کہ یا دوستانت خلاف است و جنگ	ترا کی میسر شود این مقام

۱۴۔ ایذا رسانی جب تم کسی جاندار یا اپنی کسی ماتحت یا پڑوسی یا دیگر شخص کو ناحق
ناروا تکلیف نقصان یا رنج اپنی قول یا فعل سے پہونچاؤگے تو کہا جائیگا کہ تم مین موذی یعنی
ایذا پہونچانے والے شخص کی خاصیت موجود ہے۔ خواہ اس خاصیت کا عمل درآمد کسی
غرض سے ہو یا بلا غرض ہو:

۱۵۔ اتنا دن مین ضرور تھوڑی دیر اپنے مالک حقیقی کیطرف دلکو رجوع کرنا ہر ایک فرد
بشر اور نیکبخت انسان کا فرض ہی۔ دلکو اوسکی طرف لگانے اور پرمیشور کی عبادت کرنیکے بہت
سے طریقے اور مختلف شکلین ہین جو ہر ایک مذہب والون نے اپنی اپنی کتابون مین مشرح طور پر
درج کی ہین۔ اصلیت اور اصول سب کے ایک ہین یعنی یاد کرنا خدا کی اور محو ہو جانا اوس کے
دھیان مین۔ مثلاً مسلمان اور عیسائیون نے نماز کے طریقے بتلائے ہین۔ اہل ہنود نے سندھیا
(سندھیا) اور پرانایام قایم کیا ہی۔ پس اچھا مین چونکہ تم ہندو دہرم مین پیدا ہوئے ہو
اسلئے تم کو ہنود کے اصول پر چلنا لازم ہے کیونکہ قاعدے کی بات ہی کہ ہر شخص کو اپنی مادری
زبان خوشگوار معلوم ہوا کرتی ہی اور جن باتون اور طریقون کو وہ بچپن سے دیکھتا آیا ہی اونہین کے مطابق
عملدرآمد کرنا اوسکو آسان معلوم ہوا کرتا ہی۔ پس مین تم کو گایتری کا منتر بتلاتا ہون اوسکو ہر روز
پاک صاف ہو کر تنہائی کی جگہہ مین جو عمدہ صاف اور ہوادار ہو بیٹھ کر صبح شام کم از کم ایک مالا

یعنی یکسو اٹھہ دفعہ جپ کیا کرو اور جتنے وقت سوائے ذات پاک پورن برہمہ سچدانند کے اور کسیطرف اپنی دھیان کو مت جانے دو اور یہی خیال کرو کہ وہ ذات پاک تمہارے سامنے موجود ہی علاوہ اسکے مین تمکو ایندہ کسی موقع پر اصول اور طریقہ حبس دم یعنی پرانایام اور دلکو یکسو کرنیکے بھی بتاؤنگا۔ مگر اونکو سیکھنے کے پہلے تمکو عامل اس گایتری کا اچھی طرح سے ہو جانا ضرور ہے ٭

ایہ عمل تحفہ خیالات تنہائی جناب خاکی باباصاحب کے حصّہ سوم مین اور پرانایام کے اصول وغیرہ حصّہ چہارم مین لکہی جائینگے ٭

گایتری کا منتر معہ اسکے معنی کے ذیل مین درج کیا جاتا ہی

ओ३म् भूर्भुवः स्वः । तत्सवितुर्व्वरेण्यम् भ-
र्गो देवस्य धीमहि ॥ धियो योनः प्रचोदयात ॥

لفظ اوم (ओ३म) مرکب ہی आ - उ - म سے अ के معنی ہین (۱) براٹ روپ پرمیشر کا جو طرح طرح کے جنات کا ظاہر کرنیوالا ہی (۲) अग्निः یعنی روشنی جو گیان سروپ ہی اور سب جگہہ موجود ہی اور جسکو سب چیز کا علم ہے۔ (۳) विश्वः یعنی جسمین سب جگت موجود ہی اور جو خود ہر کہین موجود ہی

उ کے معنی ہین : हिरण्यगर्भः یعنی جسکے شکم مین تمام اجسام فلکی گھوم رہے ہین جو طاقت کل اور تمام اجسام فلکی کا پیدا کرنے والا ہے (۲) वायुः یعنی جو بے حد طاقت والا اور سب جہان کا رکھنے والا ہے (۳) तेजसः یعنی جو پرکاش سروپ یعنی سراپا جلال ہے اور جو سب جگت کو روشنی دینے والا ہے اور جس سے چاند سورج اور ستارے روشنی پاتے ہین ٭

ओ३म् کے معنی ہین (۱) ईश्वर یعنی جو سب جگت کا پیدا کرنیوالا ہی جو سرب شکتمان سوامی یعنی ایسا مالک ہی کہ جسکو کل اور ہر طرح کی طاقت حاصل ہی یعنی قادر مطلق ہی اور جو عادل ہی (۲) पावित्र्य: یعنی جو لازوال ہے اور جسکو کبھی ناش نہین ہونا جو ہمیشہ قایم رہیگا (۳) प्राज्ञ: یعنی جو گیان سروپ یا علم کل ہے جو سب حال جگت کا جانتا ہی اور سب جگہہ موجود ہی

भूरिति वै प्राण: (۱) भू: स्व: یعنی جو سب جگت کی زندگی کا باعث ہی جو جانون کا جان ہے جو جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اِس سے اوس پرمیشر کا نام भू: ہوا - (۲) भुवरित्य पान یعنی جو مکتی کی خواہش کرنیوالے ہین اونکو مکتی یعنی نجات دیتا ہی اور جو اپنی سیوک دہرماتماؤن کو سب تکلیفون سے بچا کر سکہہ مین رکہتا ہے اسلئے پرمیشر کا نام भुव: ہوا (۳) स्वरिति व्यान: یعنی جو سب جگت مین بیاپک ہو کے سبکو قاعدہ کے اندر رکہتا ہے - جو سب کے ٹہیرنے کیجگہہ یعنی جسکی وجہہ سے سب کی ہستی کا انحصار ہی جو سرتاپا جلال اور سُکہہ سروپ ہے - اسلئے پرمیشر کا نام स्व: ہوا ۔

(سویتو) सवितु یعنی جو سب جگت کا پیدا کرنے والا اور سب قسم کی بڑائی کا دینے والا ہی (دیوسیہ) देवस्य جو سب کی روحون کو روشن کرنیوالا اور سب سکہہ لوگونکو دینے والا ہی (ورینیم) वरेण्यं جو حاصل کرنیکے قابل ہے یعنی جسکے سوائے کوئی اور دوسری شئے ایسی نہین ہی جسمین دل لگایا جاوے (بھرگ:) भर्ग: یعنی جو سرتاپا گیان سروپ اور از حد پاک ہے (تت) तत् اوسکو (دھیمہی) धीमहि ہم لوگ ہمیشہ دل سے اور پریم سے کامل اعتقاد کیساتھہ اپنے دہیان مین لاوین - اِسلئے کہ (یہ:) य: وہ پوران برہمہ ستچدانند (ن:) न: ہماری (دھیہ:) धिय: عقل کو بنظر مہربانی سب برے کامون سے ہٹا کر ہمیشہ نیک کامونکی طرف رجوع کرے ۔

اسلئے سب کو چاہئے کہ جو سچدانند پورن برہم جگت کا مالک حقیقی ہی اوسیکے چرنون مین رات دن اپنی دہیان کو لگادے جس سے بھلائی دونون جہان کی حاصل ہو۔ پس اے جِتیاسن تم ہر روز بلاناغہ صبح شام اوپر بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اس گائتری کو جپا کرو۔ اور اگر تمکو زیادہ وقت ملے تو نیچے لکھے ہوئے مہامنتر کی بھی ایک دومالا جپ لیا کرو۔ اور اسکے جپنے کے وقت بھی اوسی پورن برہم سچدانند کا دہیان بنا ہی۔ یہ منتر صرف مجموعہ ہی اوسکے پاک ناموں کا۔ وہ مہامنتر یہ ہی:۔

हरे कृश्न हरे कृश्न कृश्न कृश्न हरे हरे।

हरे राम हरे राम राम राम हरे हरे॥

جب تک تم اس مہامنتر اور گائتری کی کامل مشق نکرو گے تم مجاز نہوو گے اون عملیات پر اا یام کے کرنیکے جنکو مین تمہین آیندہ بتلاونگا۔ سبب یہ ہے کہ اول رغبت پیدا کرو نام جپکر اوس ذات پاک کیطرف۔ پھر دل کی یکسوئیت کو حاصل کرو۔ پھر سچے اور مست ہو جاؤ اوسکے دہیان مین۔ تب حاصل ہوگا تمکو وہ سرور لازوال کہ جسکا مزہ صرف جاننے سے معلوم ہوا کرتا ہے نہ کہ بیان کرنے سے۔ ایک بزرگ کا فرمانا ہے:۔

دُکھ مین ہر کو سب بھجین اور سُکھ مین بھجے نہ کوئی
جو سُکھ مین ہر کو بھجے تو دُکھ کاہے کو ہوئی
} پھر بتا تو کیون بھولا ہر کو

اس تسکین بخش جواب کو سنکر جِتیاسن بے اختیار پکار اوٹھا کہ اے مہاراج گیان دیو مین نے آپکے فرمائی ہوئی کلام کے لفظ لفظ پر اچھی طرح غور کیا۔ فی الحقیقت آپ نے دریا کو کوزہ مین بند کر دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی مضبوط اور تسکین بخش تعریف گناہ کی نہین ہو سکتی اور بیشک اس پر عمل کرنے سے انسان اون غلطیون سے بخوبی بچ سکتا ہی۔ جو گناہ کی فہرست

مین داخل ہین۔ مین نے کئی مجلسون مین گنان کی تعریف کی بابت لوگون کو سوال و جواب کرتے ہوئے سنا۔ مگر الیسا پر اطمینان جواب آجتک میرے سننے مین نہین آیا۔ اب میرے دل کی تاریکی بالکل جاتی رہی۔ اور مین جناب کا نہایت شکرگذار ہون۔ اور فرد ضرور کے فرماہی ہوئے کاتیری اور مہامنتر کا جاپ ہر روز بلاناغہ فرصت کے وقت کیا کرونگا۔ تاکہ اونکا ری بنادن مین اونکو سیکھنے اون عملیات کا جنکے تبلانے کا وعدہ فرمایا ہی جناب نے ؛

سوال چنتامن۔ لوگ کہتے ہین کہ سنسار متھیا (मिथ्या) یعنی جھوٹھ ہے اور دل لگانے کے لایق نہین ہی مگر مین دیکھتا ہون کہ دنیا کی ہر ایک چیز لڑکے سامنی پھیرتی ہے ہر ایک مزہ کی لذت معلوم ہوتی ہے۔ ہر جاندار چلتا پھرتا دکھائی دیتا ہے جب مین چاہتا ہون کہ کوئی چیز کلکتہ سے منگاؤن۔ یا کسی شخص کو بمبئی سے بلاؤن۔ خط لکھ دیتا ہون پہونچنے کی دیر ہی کہ وہ چیز بذریعہ ڈاک کے آموجود ہوئی یا وہ شخص بذریعہ ریل گاڑی کے آکر سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر مین کیسے سمجہون کہ یہ سب دنیا جھوٹھ ہے ؛

جواب گیان دیو۔ اے چنتامن خیال کی بات تو یہی ہی کہ یہ سب چیزین اور باتین سچی معلوم ہوتی ہین۔ مگر انجام مین سب جھوٹھی ثابت ہوئی ہین۔ سچ وہی ہی جسکو دوام کے لئے پائداری حاصل ہو۔ اور جھوٹھ وہی ہے جو آج ہی اور کل نہین۔ دیکھو تمہارا بچپن جو پندرہ بیس برس پہلے تمکو حاصل تھا اب کہان ہے۔ تمہارے مان باپ یار آشنا جو نقارہ کوچ کا بجا کر اس جہان سے چل بسے ہین۔ اب اونکا کہین پتہ بھی ہے؟ تمنی جو عیش و آرام کل تک اوٹھائے تھے وہ آج کہان ہین۔ تمہارے دل کی کیفیت جو اس گھنٹہ سے پہلے تمکو حاصل تھی وہ اسوقت خواب سری کی ہے۔ کہان ہین وہ رستم سری

الاؤدل سری کے جودہا۔ ہاتم اور راجہ بل سری کے سخی۔ قارون سری کے دولتمند زلیخا اور پدماوتی سری کے حسین۔ سکندر اور مہاراجہ دسرتھ سری کے بادشاہ اور بیکن سری کے فلاسفر۔ رام کرشن عیسیٰ اور محمد سری کے بزرگان جہان لیلیٰ منصور لسوامتر اور بابا فرید سری کے فقرا۔ ہومر کالیداس تلسیداس حافظ سعدی شیکسپیئر اور ملٹن سری کے شعرا نامی گرامی۔ الغرض چند روز تجھ سے ہم رہے گئے نہ تم رہوگے۔ پھر کہو کہ یہ سنسار جھوٹا ہے یا سچا۔ خوب کسی نے کہا ہے ٭

دارا رہا سکندر نہ فریدون سا بادشاہ	تخت زمین پہ سیکڑوں آئے چلے گئے
ہم دیکھتے ہیں جگت جاتی ہی جگت دیکھی ہم جائیں	آپ ٹھہریں کیل میں اوروں کو چنتائیں

پس جبکہ یہ سب دنیا جھوٹ ٹھہرائی تو اوسمیں دل لگانے اور اوسکے مزوں میں دیر رہنے سے کیا حاصل ہے سوا ذات پاک پورن برہم سچدانند کے کسیکو ہمیشگی اور قیام دوامی حاصل نہیں ہے پس وہی ایک ایسی شے ہے جو دل لگانے کے لائق ہے چنانچہ کہا ہے

"کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل مین تو نہو"

اسلئے اے چنتامن پیدا کر عشق الٰہی کو اپنے دل میں اور جھوٹ سمجھ اس کل جہان اور اوسکے مزوں اور شہوت کو اور مت محو ہو اون میں ٭

سوال چنتامن ۔ وہ پورن برہم سچدانند کہاں ہے اور کیسا ہے ؟

جواب گیانند یو ۔ وہ پورن برہم سچدانند ہر شے اور ہر جگہ میں موجود ہے مگر ہماری ان گنہگار بھری آنکھوں سے نظر نہیں آسکتا جسطرح سے خوشبو پھول میں آگ لکڑی میں بجلی ہوا میں درخت کی جڑ اور شاخیں اوسکے بیج میں انسان اور حیوان نطفہ میں

پرسکے لطفوںمین موجود مین۔ مگر ہماری آنکھون سے مخفی ہین۔ اسیطرح وہ ذات پاک گو ہر جگہہ موجود اور ہر چیز مین دیاپک ہی مگر ہماری نظر سے پوشیدہ ہی۔

جاندار ونمین جو روح یا جیواتما ہی وہ ایک ادنے جزو اوس ذات پاک کی ہی۔ وہ پورن برہمہ صرف ایک ہی ہی مگر ہر شے مین موجود ہے۔ جیسے دیکھو کہ دہوپ یا چاندنی مین ہزار کیا بلکہ لاکھون کروڑون برتن پانی بھر کر رکہدئے جاوین تو گو کہ سورج اور چاند ایک ہی ہی مگر اوسکا عکس اون سب برتنون مین نظر آویگا۔ اسیطرح گو وہ پورن برہمہ سچدانند واحد ہی مگر اوسکا عکس سب مخلوق مین موجود ہی۔ ہماری ہستی کی بقا صرف اوسی ذات پاک سی ہوئی ہی اور آخرکار ہمکو اوسی مین لیجانا ضرور ہے۔ ہماری مثال ایسی مثل حباب اور غنچہ کے ہے جو دریا اور گل سے اسطرح ہمکلام ہوکر کہتا ہی:۔

دریا سے حباب کہہ رہا ہے سدا — تو اور نہیں مین اور نہیں
ہو تیری ہی ذات سے میری بقا — تو اور نہیں مین اور نہیں
ہو جاتا ہون مین تجھ ہی مین فنا — تو اور نہیں مین اور نہیں
کچھہ گفت و شنود کی ہی نہیں جا — تو اور نہیں مین اور نہیں
غنچہ جو چمن مین صبح کھلا — یون گل کے کان مین کہنے لگا
ہے راز یہ عقدہ مجھپہ کھلا — تو اور نہیں مین اور نہیں

تم پوچھتے ہو کہ وہ پورن برہمہ سچدانند کیسا ہے؟

تو مین سمجھتا ہون اسکا جواب دینا میری طاقت سی اوسیطرح باہر ہی جیسا کہ تم سے کوئی پوچھے کہ گھی کا مزہ کیسا اور گلاب کے پھول کی خوشبو کیسی ہوتی ہی تو حالانکہ تم ہر روز گھی کو کہاتے اور گلاب کے پھول کو سونگھتے ہو۔ مگر اوسکے مزہ کی کیفیت کو بیان کرنے سے عاجز ہو

پس اس بات کو تو ہی خوب بہتر جان سکتا ہی جسنے اوسکا مزہ چکھا ہی پس اے چنتامن کوشش کر
تم اوس مزہ کے چکھنے کی پھر آپ سے آپ جان لوگے تم حقیقت اوس ذات پاک کی۔ مگر یاد رکھو
ایسا کبھی دل میں [illegible] بکنے اور تقریر اور بحث کرنے یا دید اور وید انت کی کتابوں کے پڑہنے سے
وہ بات جو عمل [illegible] کرنے سے ملتی ہی ہرگز حاصل نہوگی پس جو کچھ پڑہو اور سیکھو تم بابت برہم گیان
کے عمل کرو تم اوسپر خوبی کے ساتھ سچے دل سے ؛

سوال چنتامن - پورن برہم سچدانند کیسے ملے اور کسطرح نظر آوے ؟

جواب گیان دیو - جب اگیانتا یعنی جہالت کا پردہ جو تمہاری آنکھوں پر پڑا ہوا ہی
اوٹھ جائیگا جب تم مجسم اخلاق بنکر اپنی گیان کی آنکھ کھولوگے جب تمہارے دل مین دنیا اور اوسکے فرزند
فرزندون سامان اور شہرت کیطرف سے بے پروائی سما جائیگی جب تم دکھ سکھ دوست دشمن تعریف
اور مذمت کو یکسان سمجھنے اور ماننے لگوگے جب تمہارے دل مین شانتی اور قناعت پوری طور پر
جاگزین ہو جائیگی تب اے چنتامن تمکو اوس پاک برہم کا روپ نظر آنے لگیگا - قول ہی

دل کے آئینہ مین ہی تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

وہ پاک ذات کوئی مجسم وجود نہین رکھتی ہی جو مین اوسکو بلا کر یا اوسکے پاس لیجا کر تمکو ملا دون
یا دکھلا دون اوسکا دیدار تو صرف دل کی آنکھ سے ہوا ہی اور ہوسکتا ہی پس اے چنتامن
دل کی آنکھ مین روشنی دیدار یار پیدا کرو اور وہ اوسی وقت اور اوسی صورت مین حاصل ہوگی
جبکہ تم اوپر لکھے ہوئے اصولون کے عامل بنجاؤگے ؛

سوال چنتامن - اے حضرت گیان دیو جہالت کیسے دور ہو مجسم

اخلاق کسطرح بنون ۔ دکھہ سکھہ کو کیونکر یکسان ماننے لگون۔ اسکی تدبیر اور ترکیب بتائیے ؟

جواب گیان دیو۔ اسے جگیا سو جہالت بغیر تجربہ ذاتی و بغیر دنیا اور اسکی لذتون کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے۔ اور بغیر مطالعہ کتب بزرگان دین اور بغیر پڑھنے کتب ویدانت اور تصوف اور یوگ شاستر کے دور نہین ہوتی۔ مگر یاد رکھو کہ تجربہ ذاتی حاصل کرنے کیلیے ایک مدت دراز چاہئے۔ پس جو ذاتی تجربے پچھلے بزرگون کی کتابون مین درج ہین اونکو اپنے ہی ذاتی تجربون کے مانند سمجھو اور اپنی ہدایت کیلیے کافی جانو۔

دنیا اور اوسکی لذتون کیطرف سے نفرت جب ہی پیدا ہو سکتی ہے جب تم اونکی ناپایداریون اور بیوفائیون پر ہردم نگاہ ڈالتے اور غور کرتے رہوگے۔ مثلاً خیال کرتے رہو کہ تمہاری زندگی کا ایک ایکدن آہستہ آہستہ کم ہوتا جاتا ہے۔ آخرکار ایکدن موت سامنے آکر کھڑی ہوگی اور اوسوقت تمکو معلوم ہوگا کہ یہ زندگی یہہ دنیا اور وے سب مزے جو تم نے اوٹھائے تھے محض ہیچ اور ناپایدار تھے۔ رات دن ہزارہا لوگ تمہاری آنکھہ کے سامنے سے مرتے ہوئے چلے جارہے ہین۔ مگر کوئی بھی اونمین سے دنیا کے ساز و سامان کو اپنے ساتھ اوٹھاکر نہ لیگیا۔ کہان ہے وہ تمہارا بچپن۔ کہان ہے وہ تمہاری جوانی۔ کہان ہین وہ لذتین اور عیش و آرام کی باتین جنمین تم رات دن ڈوبے رہتے تھے اور آجدن تم اونکو بوجہہ کم طاقتی یا کم سرمایگی کے یا کسی دوسرے سبب سے کرنے اور بھوگنے سے عاجز ہو غرضکہ جب ایسے ایسے خیالات ہروقت تمہارے دماغ مین بکتے رہینگے ایک نہ ایکدن ضرور تمہارے دل مین دنیا کیطرف سے نفرت پیدا ہو جائیگی۔

کتب تصوف جنکے پڑہنے سے تم فایدہ اوٹھا سکتے ہو یہ ہین (۱) وید (۲) جوگ وششٹ

(۳) گیتا۔ (۴) دیگر کتب ویدانت اور تصوف کی خواہ وہ کسی زبان اور مذہب کی ہون۔ اونمین سے جسکو تم آسان سمجھو اور جسمین تمہارا دل لگے اوسیکو پڑہنا شروع کرو۔ مگر میری رائے مین اول یوگ وششٹ کا مطالعہ کرنا مفید ہوگا ؀

جب جہالت دور ہوجائیگی اور گناہون کے اقدام سے اپنے آپکو روکوگے آپ سے آپ مجسم اخلاق بنجاؤگے ؀

مہاراج شری رامچندرجی مجسم اخلاق تھے۔ اونکے بیان فرمائے ہوئے قولون اور کلامون کو غور کے ساتھ والمیک رامائن مین پڑہو۔ اونکے پڑہنے اور اونپر عمل کرنے سے تمہارے اخلاقی دل کی آنکھ آپ سے آپ کھل جائیگی۔ دکھہ سکھہ کو یکسان سمجھنے کے لئے تمکو چاہئے کہ اول نفس آمارہ کو مارو یعنی اوسکو اپنا مغلوب بنالو۔ کام۔ کرودہ۔ لوبھ۔ موہ اہنکار کا نام نفس امارہ ہے۔ یہ نفس امارہ روز پیدایش سے روز وفات تک ہر ایک انسان کے ساتھہ پیچھے پیچھے مثل قزاقون کے پہرا کرتا ہے۔ اور جب ہی اوس نے انسان کو غافل پایا۔ فوراً اپنا غلام بنالیا۔ اوسکو ہمارے مغلوب کرنے کے سامان ہر گھڑی موجود ہین۔ مثلاً عورت کی خواہش روپیہ کا لالچ۔ زمین کی ہوس۔ پس اس نفس امارہ کو جس نے مغلوب کیا وہی مرد ہے۔ سچ کسی نے کہا ہے ؀

نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا	نہ مارا آپ کو تو نے جو خود اکسیر بنجاتا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا	اگر پارہ کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

اب مین تم کو اس نفس امارہ کے ممبرونکی مختصر کیفیت سناتا ہون۔ کان لگا کر سنو

(۱) اول۔ کرودہ یعنی غصہ ایک ایسا موذی ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے کہ جب ہی کوئی بات ہماری امید یا مزاج کے خلاف واقع ہوئی کہ آناً فاناً ہمارے سر پر آکر سوار ہوگیا۔ پس سب سے

پہلے اسکا ٹھنڈا کرنا لازم ہی۔ اور یہہ اوسی وقت ہوگا ایسی حالت مین غصہ پیدا ہوتا ہی جب ہم
ہے ہر ایک قول اور فعل کو جو غصہ کیحالت مین اکثر کہہ جاتے یا کر ڈالتے ہین ہمیشہ بچار
کرتے ہین اور اپنے آپکو لعنت ملامت کیجیے یعنی کہ تو نے ایسا کیون کہا یا ویسا کیون کیا۔ اور
جب دوبارہ موقع غصہ کرنیکا آوے تو فوراً خیال کرلین کہ ہمین ہم نے تو غصہ نہ کرنیکا عہد
کیا ہے۔ یہہ کیا تعجب کی بات ہی کہ ہم خود دشمنکے ہاتھ سے مارے جارہے ہین۔ اہنکار
یعنی انانیت۔ غرور۔ تعصب یعنی خودغرضی غصہ پیدا ہونے کی جڑین ہین۔ جب یہ جڑین کاٹ
ڈالی جاوینگی غصہ آپ سے آپ دور ہو جائیگا۔ جو لوگ مغلوب الغضب ہوتے ہین۔ وہی
اکثر بدزبان۔ تنگ مزاج۔ خودغرض اور ملکی طبیعت کے آدمی ہوا کرتے ہین۔ غصہ ناک
آدمی کو کوئی شخص دنیا مین عزت کی نگاہ سے نہین دیکھتا۔ وہ خود ہی اپنے غصہ کی آگ
مین جلا بھنا کرتا اور ذلیل اور خوار رہتا ہے۔ اوسکی عزت اور جان جانیکا خوف ہر دم اوسکے
دامنگیر رہتا ہی۔ بہت کھٹی چیزین اور گرم چیزون کے کھانے سے بھی انسان کے
خون مین غصہ کی حرارت زیادہ پیدا ہوتی ہی پس احتیاط سے عمل کرو تم اس قاعدہ سے پرہیز
کم کرو اپنے غصہ کو۔

(۲) دوسری۔ کام۔ یہان لفظ کام سے وہ خواہش مراد ہی جو دنیاوی چیزون کے حاصل کرنیکیطرف
انسانکو ہوا کرتی ہی۔ ان سب خواہشون مین عورت کی خواہش سب سے زیادہ بڑی اور سب سے زیادہ زبردست
ہی اور اس ایک خواہش کیوجہ سے اور بہت سی طرح طرح کی خواہشین پیدا ہوا کرتی ہین مثلاً عمدہ پوشاک
عمدہ خوراک عمدہ مکان وغیرہ وغیرہ اور انکے پورا کرنیکیلیے روپیہ پیدا کرنے کی تلاش مین انسان ہر وقت
ڈوبا رہتا ہے اور طرح طرح کے گناہ اور عذاب سر پر لیتا ہے۔ عورت کی خواہش کو
شہوت پرستی بھی کہتی ہین اسمین جاہل آدمی ایسا اندھا ہوجاتا ہے کہ اوسکو تہ دنیا کا

خوف رہتا ہے۔ نہ کسی کی شرم۔ نہ آتشک سوزاک وغیرہ غلیظ بیماریوں میں پھنسکر طرح طرح کی
تکلیفیں اوٹھانے کا خیال رہتا ہے۔ نہ عزت اور روپیہ کی بربادی پر لحاظ چنانچہ قول ہے۔

"کاماتراناں نہ بھیئم نہ لجیا"

یعنی شہوت سے بے چین آدمی کو نہ خوف رہتا ہے نہ شرم۔ جب آدمی مغلوب شہوت ہوکر
زناکاری میں پھنس جاتا ہے تو اپنے پاس کے سب عمدہ اور قیمتی جواہرات کو ہاتھ سے
کھو بیٹھتا ہے۔ جنکی تفصیل اس کبت میں کسی شاعر نے خوب بیان کی ہے۔

کبت

۱- کایا سے کام جات۔ گانٹھی ہی دام جات۔ پاہنو ہیت جات۔ روپ جات انگ سے۔
۲- اتم سب کرم جات۔ کل کے سب دہرم جات۔ بھائی اور بند ہو جات۔ بدن کی اومنگ سے
۳- راگ رنگ ریت جات۔ السر سے پریت جات۔ بدبت پرتیت جات۔ اپنی جیت بہنگ سے
۴- جپ تپ کی آس جات۔ سر پور کو باس جات۔ بھگت کو باس جات۔ بلسوا پرسنگ سے

مطلب یہ ہے کہ بسوا پرسنگ یعنی زناکاری میں جو جو نقصان انسان کو اوٹھانا پڑتے ہیں
دسے یہ ہیں:

(۱) **کایا سے کام جات**۔ یعنی بدن سے طاقت زایل ہو جاتی ہے۔ دیکھو جب کسی
شخص کو سوا اپنی عورت کے دوسری عورت کے ساتھ مباشرت کرنیکی خواہش پیدا
ہوتی ہے خواہ وہ رنڈی ہو یا کسبی یا خانگی تو ضرور وہ شخص اوسکے ساتھ مباشرت کرنے
میں حد سے زیادہ تجاوز کر جاتا ہے۔ یعنی بموجب اصول طب جوان مرد کو ہفتہ میں ایک
بار سے زیادہ عورت کیساتھ صحبت داری کرنا منع کہا ہے۔ مگر یہ کمبخت عقل کا اندھا
اپنی جوانی کے جوش اور مزہ کی خواہش اور اوس عورت کے خوش کرنیکے اشتیاق میں

رات میں دو دو تین تین - چار چار مرتبہ صحبت داری کرکے اپنے جسم کے تمام خون کو
بہت جلد برباد کر ڈالتا ہے - جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بہت تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ایسا
نامرد اور کمزور ہوجاتا ہی کہ عورت کے ساتھ ہمبستر ہونیکو ترستا اور اوسکے روبرو جاتے ہوئے
شرماتا ہی ضعیف اور لاغر ہوجاتا طرح طرح کے عارضوں میں مبتلا ہوکر محض نکما ہو بیٹھتا ہی اور اگر
آتشک سوزاک بھگندر وغیرہ کا سامنا ہوگیا تب تو بس سمجھ لو کہ دین و دنیا دونوں سے خارج ہوگیا
حکیموں اور ڈاکٹروں کا مقولہ ہی کہ جب ایک عورت کئی مردوں کے ساتھ یا ایک مرد کئی عورتوں
کی صحبت داری کرتا ہی تو مزاجوں کے اختلاف کیوجہ سے سوزاک آتشک وغیرہ بیماریاں
پیدا ہونیکا کمال خوف رہتا ہے اور ان بیماریوں سے جزام - فساد خون - ضعف بینائی
کل بدن کے سب اعضا کی کم طاقتی پیدا ہونے کا ڈر رہتا ہے - پس ای جیتامن
پرہیز کرو تم مباشرت سے ساتھ دوسری عورت کے - اور سمجھو اوسکو برابر اپنی ماں
بہن کے - ورنہ خوار اور ذلیل ہوگے دنیا اور عقبے میں ::

(۲) **کانٹھی سے دام جات** - یہ ایک کھلی بات ہی کہ رنڈی روپیہ کی آشنا
ہوتی ہے تمہاری آشنا نہیں - اور وہ تمہارے پاس کی مالیت اور تمہارے جسم کے
خون کو مثل جونک کے آہستہ آہستہ اسطرح چوس لیتی ہے کہ تمکو خبر بھی نہیں ہوتی
اور جب تم محتاجی کی حد کو پہنچ جاتے ہو تو وہ تمکو اوسیطرح نکما جانکر چھوڑ دیتی ہی جیسے
کہ سانپ اپنی کینچلی کو - پس جان لو اس بات کو کہ رنڈی کے ساتھ ہم صحبت ہوتا گویا
محتاجی اور مفلسی کی چڑیل کو اپنے سر پر لولانا ہے ::

(۳) **بانبھو سے سیت جات** - یعنی زناکار شخص کو اپنی عورت اور عزیز و اقارب
کے ساتھ محبت نہیں رہتی - نہ اوسکے ساتھ کوئی رشتہ دار الفت اور ہمدردی سے

پیش آتا ہی۔

(۴) **روپ جات اَنگ سی** یعنی چہرہ اور بدن کی رونق جاتی رہتی ہی۔ دیکھو ہر ایک شخص کے چہرہ پر وہ جلال ہرگز نہین پایا جاتا۔ جو اوسی درجہ اور عمر کے ایک جتی مرد کی صورت سے ظاہر ہوتا ہی۔ سبب یہ ہے کہ نطفہ یا منی جسکو ہندی مین بیج کہتے ہین بدن کا راجہ کہلاتا ہی۔ راجہ کے طاقتور اور عمدہ ہونے اور اوسکے قائم رہنے سے سلطنت مین رونق اور خوش انتظامی موجود رہتی ہی۔ مگر جب راجہ ہی نکما اور ناکارہ ہوجاتا ہے یا ملک سے نکلجاتا ہی تو پہر اوس سلطنت مین نہ رونق رہتی ہی نہ انتظام۔ اسیطرح جب کثرت مباشرت کے باعث ہماری جسم کی سلطنت کا راجہ یعنی بیج خراب یا کمزور ہوجاتا یا بدن سے نکلجاتا ہی تو پہر نہ ہمارے چہرہ پر رونق اور نور رہتا نہ دل مین ہمت نہ ہاضمہ درست نہ کسی کام کرنیکی طاقت۔ غرض کہ پہر ہم محض نکمے ہوجاتے ہین۔ پس ای جتیامن حفاظت کرو بخوبی اپنی بیج کی۔ اور تندرستی اور خوشی کے ساتھہ بسر کرو اپنی زندگی کو۔

(۵) **اوتم سب کرم جات**۔ یعنی عیاش اور زناکار آدمی کے ہاتھہ سے کوئی عمدہ کام نہین نکلتا جس سے کہ اوسکی دین اور دنیا سنبھلے۔ نہ تو اوسکا دل نیک کام مین لگتا ہے نہ اوسکو کوئی دہرم کی بات سہاتی ہے۔ اوسکے روبرو اگر عشقبازی اور عیاشی کا چرچا کیا جاوے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ مگر یہ سب اوسکے حق مین زہر قاتل ہے۔ وہ چند روز مین تہ وبالا ہوجاتا ہے۔

(۶) **کل کے سب دہرم جات**۔ یعنی عیاش آدمی اپنے خاندان کی رسم ورواج کے ادا کرنے کی پروا نہین کرتا۔ سبب کہ اوسکا دل تو عشقبازی مین ہردم لگا رہتا ہے۔ پہر کہو گہر کے کام کاج اور خاندان کے رسم ورواج

کیطرف کوان متوجہہ ہووے :۔

(۷) بھائی اور بند ہو جاتے۔ عیاش آدمی سے سب عزیز واقارب نفرت کرنے لگتے ہین یہانتک کہ آہستہ آہستہ سب لوگ اوسکو ترک کر دیتے ہین۔ یا یہ کہ جب عیاشی کے نتیجون مین کسی آفت اور بیماری مین وہ شخص ایسا گرفتار ہو گیا کہ موت نے آگھیرا یا اوسے جیلخانہ جانا پڑا تب بھی سب بھائی بند ہو اوسے چھوٹ جاتے ہین

(۸) راگ رنگ رہت جاتے۔ چند روز کے بعد عیاش آدمی کے دل سے جوشی بالکل معدوم ہو جاتی ہے کیونکہ جت بھنگ ہونیکے سبب سے وہ ہمیشہ بیجان رہا کرتا ہے :۔

(۹) ایشور سے پریت جاتے۔ عیاش آدمی کے دل مین خدا کی محبت نہین رہتی۔ نہ خدا اوسکو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ دل تو ایک ہی چاہو اوسے خدا کے عشق مین لگا دو چاہو اوسمین عیاشی کا شوق بھر دو۔ جب انسان اپنے دل کو کسی عورت کے عشق مین پھنسا دیتا ہے تو وہ ہر دم اپنی سجاوٹ بناوٹ اور مقوی دواؤن غذاون کی تلاش اور اوس عورت کے خوش کرنے کے سامانون کے مہیا کرنے کے فراق مین رات دن اسقدر ڈوبا رہتا ہے کہ اوسکو پرمیشور کا ذکر اور دہرم کی چرچا زہر سے زیادہ تلخ معلوم ہوتی ہے :۔

(۱۰) پدیہ پریت جاتے۔ زناکار شخص کا اعتبار جہان سے اوٹھ جاتا ہے ہر ایک شخص اور ہر ایک رشتہ دار کو اوسکی طرف سے یہی خوف پیدا ہو جاتا ہے کہ مبادا یہ بدمعاش ہماری مان بہن بہو بیٹی پر بھی نگاہ بد نہ ڈالے۔ یہی وجہہ ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ اوسکے سے ملنے مین پرہیز کرتے اور اپنی گھر کی عورتون کو اوسکے روبرو نہین نکلنے دیتے اور نہ اپنے گھر مین اوسکا آنا جانا روا رکھتے ہین۔ نہ روپیہ پیسہ کے معاملہ مین

کوئی اوسکا اعتبار کرتا۔ نہ اوسکی باتکو سچا مانتا۔ اور نہ اوسکو توقیر کی نگاہ سے دیکھتا ہی؛

(۱۱) جپ تپ کی ناس جات۔ بیبچاری آدمی سے کوئی عبادت کا کام نہیں ہو سکتا سبب کہ جب تک وہ عیاشی مین مبتلا رہتا ہے اوسکا دل ہی عبادت کیطرف رجوع نہین ہوتا۔ اور جب عیاشی کے نتایج سے طرح طرح کی آفتون اور بیماریون مین مبتلا ہوجاتا ہے۔ تب وہ بالکل نکما ہو بیٹھتا اور عبادت کرنے سے معذور ہوجاتا ہے؛

(۱۲) سُرلوک کو باس جات۔ بیبچاری یعنی زناکار آدمی کو بہشت کا ملنا ناممکن ہی کیونکہ وہ سرتاپا گناہون اور آفتون اور بیماریون مین پھینسکر جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اپنی تمام زندگی کو مٹی مین ملادیتا ہے۔ پس اے صاحبو تم اگر اپنی تندرستی اور طاقت کو اپنے چہرے کے جلال اور رونق کو۔ اپنی عزت اور ناموری کو۔ اپنے روپیہ اور جایداد کو قایم اور محفوظ رکھنا چاہتے ہو۔ اور اپنی عزت کو دنیا مین بڑھانے اور عاقبت مین عمدہ پھل اوٹھانے اور بزرگ صفت بننے کی خواہش رکھتے ہو تو اپنی عورت کے سوا کسی دوسری عورت کے ساتھ خواب مین بھی ہم صحبت ہونے کا خیال دل مین نہ لانا۔ ایک مرد کو بس ایک عورت کافی ہے۔ عورت کے ساتھ مباشرت کرنا صرف لذاید نفسانی کے واسطے نہین ہے۔ بلکہ اولاد کا پیدا کرنا۔ اعلیٰ مقصد اس زندگی کا ہے۔ ڈاکٹرون اور حکیمون کا کہنا ایسا ہے کہ بوڑھی عورت یا بارہ تیرہ برس والی لڑکی کے ساتھ صحبت کرنا یا بذریعہ جلق کے ہاتھ سے بیرج کو خارج کرنا مرد کو بہت جلد ضعیف اور نامرد کردیتا ہے۔ جب اسطرح سے آدمی کا بیرج خراب ہوجاتا ہے۔ تو پھر اوس شخص کے اولاد نہین ہوتی۔ یا اگر ہوتی بھی ہے تو بہت

[illegible]

جوانی میں ہم صحبت ہوتی ہے اوسکی بچہ دانی خراب ہوجانے کیوجہ سے
اوسکے رحم یعنی بچہ دانی میں نطفہ نہین ٹہیرتا۔ طرح طرح کے عارضے اوسکے پیچھے لگجاتے
ہین اور پھر وہ اولاد ہونے سے محروم ہوجاتی ہے۔ جو مرد کہ نطفہ ۲۰-۲۵ برس کی عمر تک
محفوظ رہتا ہے اور جو عورت ۱۵-۱۶ برس کی عمر تک مرد کے ساتھہ ہم بستر نہین ہوتی
ایسے مرد اور عورت کی اولاد توانا تندرست اور عقلمند ہوا کرتی ہی پس اگر ۱۸-۲۰ برس کے
لڑکے کی شادی ۱۴-۱۵ برس کی لڑکی کے ساتھہ کیجاوے تو اچھی اور مضبوط اولاد ہونیکی
امید ہوسکتی ہی۔ سرکاری کاغذات کے ذریعہ سے یہ بات ثابت ہوچکی ہی کہ عمر کے
چھٹوین دن۔ پہلے اور آٹھوین سال۔ پندرہوین۔ سولہوین اور پچاسوین سال مین لوگ
بہت مرا کرتے ہین۔ بشرطیکہ اونکی زندگی کو کوئی خاص بیماری یا سبب کم نکردیوے۔ کھانے
پینے کی بے احتیاطی۔ سونے جاگنے کی بد انتظامی۔ آب و ہوا کی خرابی۔ مباشرت کی
بے اعتدالی بکثرت اور بیماریان باعث کمی عمر کی ثابت ہوئی ہین۔ انکی احتیاط نکرنے کے
سبب انسان کی زندگی مین فرق آجایا کرتا ہے اور وہ عمر طبعی سے پہلے چل بستا ہی

(۳) **تیسرے)** لوبھہ۔ لوبھہ نام لالچ کا ہے۔ اسیکا نام حرص و ہوس بھی ہے۔
جب آدمی کو خواہش ہوتی ہے کہ مین بڑا مالدار ہوجاؤن۔ بہت سی جایداد حاصل کرلون۔
بہت سامال و متاع اکٹھا کرلون۔ بہت بڑا نام دنیا مین پیدا کرجاؤن۔ یا جب اسیطرح کی اور دوسری
خواہشون مین گرفتار ہوتا ہی تو کہا جاتا ہے کہ لوبھہ کے پھندے مین پھنسا ہوا ہے
لالچ مین پھنسکر انسان طرح طرح کی آفتین اور مصیبتین اپنے سر پر اوٹھایا کرتا ہے جبتک
اوسکو سنتوکھہ یعنی قناعت حاصل نہین ہوتی۔ لوبھہ کے چکر مین گھومتا ہوا سیکڑون ہزارون
تکلیفین سہا کرتا ہی جب قناعت حاصل ہوگئی پھر وہ کسیکی پروا نہین کرتا۔ مگر سنتوکھہ

جب ہی حاصل ہوتا ہے جب دنیا اور اوسکے مزونکو ہیچ سمجھ کر اونکیطرف سے انسان اپنا دل پھیر لیتا ہی اور جو کچھہ تھوڑا بہت رزق اوسکو ملتا ہی اوسی پر قناعت کرکے زیادہ کی تلاش فکر اور جستجو نہین کرتا ۔ دیکھو لوبھہ کے بس مین آکر باپ بیٹے سے بھائی بھائی سے دوست دوست سے لڑائی کیا کرتے اور ایک دوسرے کی جان کو ہلاک کرڈالتے ہین ۔ اسکی نظیرین سیکڑون ہزارون تمہاری آنکھہ کے سامنے گذرتی چلی جاتی ہین ۔ بیان کرنیکی ضرورت نہین ہی ۔

(۴) **چوتھے** ۔ موہ ۔ موہ نام محبت کا ہی جو دنیا کی چیزون اور اولاد اور رشتہ دارون اور دوست آشنائون کیطرف انسان کو ہوا کرتی ہے ۔ یہ موہ موت کے وقت انسان کی جان کو بہت تکلیف سے نکلنے دیتا ہے اس موہ کے سبب سے انسان ہزارون رنجون اور مصیبتون مین پھنسکر تکلیفین اوٹھایا کرتا ہے ۔ اوسکی نظیرین رفیق تنہائی کے دوسرے حصہ مین بیان کیجائینگی ۔

پس اسے چیتا مین تمکو مناسب ہی کہ موہ کی طاقت کو کمزور کرو مگر یہ ایک دو دن کا کام نہین ہی ۔ ہر روز جب اپنی دلکو گیان کے کوڑے سے مار مار کر سیدہا کروگے تب شاید مرتے وقت تم موہ کی تکلیف سے بچ سکوگے ۔ یہ موہ اوسیوقت کمزور ہوگا جب تم دنیا کیطرف سے دلکو ہٹا کر بھگوت کے چرنون مین اوسکو لگاؤگے ۔ اور اپنے چت مین سوائے عشق اوس ذات پاک پورن برہمہ سچدانند کے اور سب خیالون اور دنیوی چیزون کی محبت اور ضرورت کی خواہشون کو نکال باہر کروگے ۔

---

(۵) **پانچوین** اہنکار ۔ اسیکو گھمنڈ تکبر غرور اور انانیت بھی کہتے ہین ۔ اب دیکھو کہ اس جہان مین جو لوگ [illegible] دنیا کہلاتے ہین اونمین سے کسیکو گھمنڈ ہے اپنی قومیت

سیتالیش کا کسیکو اپنی جائداد اور دولت کا کسیکو اپنے حسن اور طاقت کا کسیکو اپنے علم و ہنر کا کسیکو اپنی عقل و ذکاوت کا کسیکو اپنی دینداری اور سخی ہونیکا کسیکو عبادت اور پارسائی کا کسیکو رتبہ اور حکومت کا ٭

یہ اہنکار کا ہی سبب ہے جو انسان اپنے عیبوں اور قصوروں کو نہیں جان سکتا جو فوراً مغلوب غضب ہوجاتا ہے جو دوسرونکی جان و مال کو جھٹ نقصان پہونچا دیتا ہے جو دوسروں کو حقیر اور ناچیز سمجھتا ہے جو لوگوں کی دل شکنی کرنے میں احتیاط نہیں رکھتا ہے اور دلمیں ہر ظلم کا ہاتھ بڑھاتا ہے ٭

پس اے جگیاسو تم اگر اس دشمن دین و ایمان کو زیر کر لوگے فرشتہ صفت بنجاؤگے اور دنیا کے لوگ تمکو عزت کی نگاہ سے دیکھینگے ۔ اسکی نظیرین رفیق تنہائی کے دوسرے حصہ میں لکھی جائینگی ٭

اے جگیاسو خلاصہ مطلب اس جواب نمبر (۱۳) کا یہہ ہے کہ برہمگیان یعنی خداشناسی کے راستہ میں قدم رکھنے سے پہلے اول تم کو تمیز نیک و بد کی حاصل کرنا چاہیے پھر تم نیک اخلاق بنجاؤ پھر نفس امارہ کو خوب استقلال کے ساتھہ زیر کر لو پھر رنج و راحت یعنی دکھہ سکھہ میں تمہارا اہل ٹھہرا دل ہونے پاوے یعنی تکلیف اور مصیبت کے آجانے سے رنج میں نہ ڈوب جاؤ ۔ اور خوشی کے سامان اور وجوہات کے پیدا ہونے پر دلمیں فرحت اور اہنکار نہ آنے دو جب یہ سب مرحلہ طی کر چکو تب سمجھو اپنی آپکو مستحق سیکھنے برہمگیان کا ۔ اور جب یہ گیان تمکو حاصل ہوگیا تب پہچان لوگے تم ذات مالک پورن برہمہ سچدانند کو اور درشن پاؤگے اوس جگتی سعرد کے ۔ جب تک کہ تم یہ سب باتین درجہ بدرجہ حاصل نکر لوگے ہرگز نپاؤگے تم سچا اور اصلی گیان برہمہ

اور نہ پہونچوگے تم مکت کے درجہ کو ۔
چنتامن نے کہا کہ اے مہاراج گیان دیو کون ایسا مورکھہ ہوگا جو تیر اور برچھی کی مانند دلمین
چوٹ مارنے والی آپکی نصیحتون اور پر اثر قول پر جو سراسر عقلی اور بھلائی سے بھرے
ہوئے مین عمل نکریگا۔ جسکو اپنی دین و دنیا سنبھالنا منظور خاطر ہے وہ ضرور پابند آپکی
نصیحتون کا ہوگا۔ اور جسکی قسمت مین دکھہ اور نرک بھوگنا لکھا ہے وہ چاہو اونپر دھیان
نہ دے مین تو ضرور حرف بحرف اونکی تعمیل مین کوشش کرونگا ۔

سوال چنتامن ۔ آپنے پچھلے کسی جواب مین فرمایا ہے کہ بھاگ آدمی کو
بہشت نصیب نہین ہوتی تو یہ بہشت کیا چیز ہی اور کہان ہے ؟
جواب گیان دیو ۔ مذہب کی رو سے ہندو لوگ اسکو بیکنٹھہ مسلمان لوگ بہشت
اور عیسائی لوگ پیرڈائیز بولتے اور کہتے ہین کہ یہہ ایک مقام کا نام ہے جو آسمان مین ہے
اور اچھے کرم کرنے والے شخص کو پرمیشر کے حکم سے یہ جگہہ رہنے کو ملتی ہی جہان
کسی قسم کی تکلیف اور رنج کا نام و نشان نہین ہی ۔ اور جہان ہر قسم کے آرام اور خوشی کے
سامان انسان کے لئے موجود ہین ۔ اون لوگونکا یہ بھی کہنا ہی کہ جو بد فعل لوگ ہوتے
اور برے کام کرتے ہین ۔ وے دوزخ یعنی نرک مین بھیجے جاتے ہین جہان اونکو
ہر قسم کی سخت ایذا دیجاتی ہے ۔ غرضکہ ہر مذہب کے عقلمند بزرگون نے رنج اور بھیانک
یعنی بیم و رجا (خوف اور امید) کی باتین مذہبی کتابون مین اسلئے درج کردی ہین کہ جاہل لوگ
اونکو سنکر بد فعلیون سے بچین ۔ اور نیک کامون کی طرف اپنے دل کو رجوع کرین عقلمند
اور عالم فاضل لوگ جو اپنے فعلون پر اختیار رکھتے ہین جو نیک و بد مین تمیز کرتے ہین

جو خدا اور بندہ مین فرق جانتے ہین- اونکا مقولہ ہی کہ بہشت اور دوزخ بدن ہی جہان
مین ہین- اور انسانکو نتیجہ نیک یا بد فعلون کا اسی دنیا مین بھوگنا پڑتا ہی خواہ وہ ایک ہی جنم
مین بھوگنے خواہ بار بار جنم لیکر بھوگے ۔

سوال چھیتا مسنی- ایک جنم اور بار بار جنم کا مسئلہ میری سمجھہ مین نہین آیا اوسکو
مہربانی کر کے سمجھا دیجئے ؟

جواب شیلا گیان دیو- جنم نام پیدایش کا ہی- بعضے کہتے ہین کہ تناسخ یعنی اواگون
کی رو سے انسان کو جب تک کہ اوسکے منصب برے بھلے کرم نشٹ ہو کر برمہہ کی ذات
پاک مین لو لین نہین کر دیتے بار بار اوسکو اس دنیا مین پیدا ہونا اور مرنا پڑتا ہے- بعضی
اس تناسخ کے مسئلہ کو سچا نہین مانتے- پر فعلون کی جزا اور سزا کا ہونا وہ بھی قبول
کرتے ہین- مگر میری راے مین تناسخ کے ماننے مین بہت سے فائدے متصور ہین- مثلاً
جب تک کہ انسان کو اپنی بد فعلیون کی سزا پانے کا خوف نہو گا- ممکن ہے کہ وہ مجسم
شیطان نبجاوے- کیونکہ اوسکی طبیعت اور نیچر مین یہ بات بھری ہوئی ہے کہ دنیا کے بھوگون
اور لذتون کیطرف رجوع ہو- اور جب ہی کہ وہ انکی طرف رجوع ہوا اوسطرح کی بد فعلیان کرنا
اوس نے شروع کر دیا- مثلاً بد معاشی- زنا کاری- چوری- دغا بازی چغلخوری-
دروغگوئی وغیرہ- بس جو جو فعل وہ اس قسم کے کرے وہ سب اوسکی ذات
سے سرزد ہونا تصور سمجھنا چاہئے- اور جب وہ اسطرح کی بد فعلیان کرنے
لگتا ہے تو اون سے بندگان خدا کو خواہ مخواہ تکلیف اور نقصان اور
ایذا پہونچتی ہے- اسی لئے انسان کو اس نیچر کے روکنے کی غرض سے
لازم آیا کہ اوس کو خوف سزا دلایا جاوے- اور خوف اوسی سزا کا اوسکے

دل پر اثر کریگا جسکو کہ وہ ہر دن اپنی آنکھوں سے دیکھا کرتا ہے مثلاً جب وہ اندھے لولے لنگڑے کانے کوڑہی فاقہ کش محتاج آدمی کو دیکھتا ہی اور سمجھتا ہی کہ وہ شخص اپنی اس جنم یا پچھلے جنم کی بدفعلیوں کے نتیجہ میں اسقدر مصیبت مین گرفتار رہے تو ضرور اوسکے دل مین ایک قسم کا خوف پیدا ہوتا ہے اور یہہ وہ ضرور اسبات کا عہد اپنے دل مین کرتا ہے کہ مین بد فعلیون سے بچون تاکہ مجھپر بھی ایسی مصیبت نہ اوٹھانی پڑی بخلاف اسکے جب انسانکو یہ بات معلوم ہوجاوے کہ دوبارہ جنم نہین ہوتا اور اس جنم مین جو بدفعلیان اوس سے سرزد ہونگی اونکی سزا قیامت کے دن ملیگی یا کوئی پیغمبر اوسکی بخشش مین کوشش کریگا یا اوسکو اون بدفعلیون کی سزا ہی نملیگی تو وہ اس زندگی مین من مانی برائیان کرنے اور خدا کو بھولجانے سی ہرگز ہرگز پرہیز نکریگا۔ وہ ضرور اس مسئلہ پر عمل کریگا۔

اب تو آرام سے گذرتی ہی		عاقبت کی خبر خدا جانے	
پھر انہ ملک عدم کیسے کوئی کیون پوچھون		مسافر کہو منزل پہ کیا گذرتی ہی	

تم اسبات کو ضرور قبول کروگے کہ ہر ایک برے بھلے کرم کا پھل ضرور ملتا ہے۔ اگر یہ کہو کہ اسی زندگی مین وہ پھل ملجایا کرتا ہے۔ تو مین ایک تمثیل دیکر تم سے پوچھتا ہون کہ ایسی صورت مین وہ پھل کب ملیگا۔ مثلاً ایک بدکار شخص بہ ارادہ زناکاری کے ایک مالدار شخص کے گھر مین گھسا۔ وہان جاکر اول اوس شخص کی عورت سی جبراً حرام کیا پھر اوسکو سونے جواہرات کے زیور مین لدا ہوا دیکھا پاکر اوسکا زیور بھی جبراً اوتار لیا۔ جب وہ عورت معترض اور مانع زیور لیجانیکی ہوئی تو اوس نے اوس عورت کو جان سے ہلاک کردیا۔ غرضکہ زنا چوری اور خون تینون گناہ کرکے اوس گھر مین سے نکلا۔ دروازے کے باہر ٹھوکر لگتے ہی گر پڑا اور مرگیا۔ اب بتاو کہ ان تینون گناہون کی سزا اوسکو کب ملیگی۔ اگر کہو کہ موت کا آجانا ہی

اوسکے لیے کافی سزا تھی - تو موت تو اچھی ہے بسبب لوگونکو ہوا کرتی ہے اور اچھے لوگونکی
نسبت کہا گیا ہی کہ اونکو کوئی تکلیف جانکنی کی اوٹھانی نہین پڑتی - بلکہ آسانی سے
بہت جلد اونکی روح نکلجایا کرتی ہے - پس اس تمثیل کو دیکھکر تم ہرگز نہین کہہ سکتے کہ
وہ شخص اچھے اور نیک لوگون مین سے تہا جو اوسکی دم ایسی آسانی سے نکلگئی
یا یہ کہو کہ اوسکو اون اخیر فعلون کی سزا ملیگی - اب سوال یہ ہی کہ اونکی سزا اوسکو
کب ملیگی - اسکا جواب یہی ہوگا کہ آیندہ جنم مین ::

دیکھو یہ جو آجکل ہم ہندوستان کے باشندون کو طرح طرح کے وبائی عارضون اور
قحط اور مصیبتون مین گرفتار ہونا پڑا ہے - وہ صرف اسیوجہ سے ہے کہ ہم لوگ علی العموم
خدا کو بہول گئے ہین - خدا کا ڈر ہمارے دلون سے جاتا رہا ہے - جہونٹ کثرت سے
ہر گھڑی اور ہر لحظہ بولا کرتے ہین - زناکاری کی کوئی حد ہی نہین ہی - کاہلی اور سستی کے
غلام ہو رہے ہین - راتدن روپیہ اور دنیاوی سامان کے پیدا کرنے کی فکر مین خواہ وہ کیسی
ہی بدراہی اور ناجایز وسیلون سے حاصل ہو لگے رہتے ہین - خدا کی یاد ایک منٹ بھی
نہین کرتے - اور عیبجوئی اور غیبت گوئی دہوکہ دہی کو اپنا شعار بنالیا ہی جہونٹ
سچ بولکر اپنا مطلب نکالنے - اپنی بہائیون کا خون کرنے دو آدمیونکو ناحق لڑاکر اپنا کام
بنانے مین چالاکی اور فطرت سمجہتے اور راتدن انہین خیالات مین ڈوبے رہتے ہین - پہر
کہو خدا کیسے راضی ہو - اور لوگ کسطرح چین سے ساتھہ روٹی کہا سکین - اگلے زمانون مین جب ان
باتونکا بہت کم چرچا تہا - اور راستی خدا پرستی اور خداترسی کا ڈنکا بجا کرتا تہا - اوسوقت ہندوستان
کی یہ حالت نہ تہی - بلکہ ہر طرح سے پہلا پہولا اور ہر طرف سے سرسبز او تر و تازہ نظر آتا تہا جسکے
ثبوت مین تواریخ ہند شہادت دے رہی ہے ::

ہماری عقل ایسی ضعیف ہی کہ ہم یہ بات نہین جان سکتے کہ ہمارے کون سے پھل کا کیا نتیجہ ہوا۔ اور ہمکو اوسکی کیا سزا ملی۔ بلکہ بعض وقت تو ہم یہی کہنے لگتے ہین کہ خدا جانے پاپ اور پُن کا پھل ملتا ہے یا نہین۔ دیکھو فلان شخص جو کیسا ظالم ہے اور کیسے کیسے گناہ کرتا ہی کتنا پھلتا پھولتا چلا جاتا ہے مگر اوسکا یہی جواب ہے کہ شاید اپنے پچھلے جنم کے شبھ کرمون کے نتیجہ مین پھلتا پھولتا ہوگا اور جب اوسکے پھل پورے ہو جاوینگے اوسکو اپنی بداعمالیون کا نتیجہ ضرور بھوگنا پڑیگا۔

سوال۱۶ چنتامن۔ ہم تو دیکھتے ہین کہ جاندار کے مرنے پر خاک مین خاک۔ پانی مین پانی ہوا مین ہوا۔ آگ مین آگ ملجاتی ہے اور روح نکلکر الگ چلی جاتی ہی پھر ہم کیسے سمجھین کہ جاندار کو دوبارہ جنم لیکر اپنے کرمون کا پھل بھوگنا پڑتا ہے؟ (پونرجنم کا مسئلہ)

جواب۱۶ گیان دیو چنتامن۔ یہ اعتراض تمہارا بہت درست اور معقول ہے۔ مگر اسکے حل کرنے کے لئے چند باریکیان جاننے اور سمجھنے کے لائق ہین۔ وہ یہ ہین:۔

(ایک) ہمکو اون بزرگان دین اور ولی اللہ کے قول کو صحیح اور سچ ماننا لازم ہی جنکا نظیر آجتک دنیا مین پیدا ہی نہین ہوا۔ دیکھو جبکہ تمکو مقدمات دیوانی فوجداری اور مال مین کوئی مشکل بات آجاتی ہے تو اوسکے فیصلہ کرنے مین ہائیکورٹ کے ججون کی نظیرون کو ماننا پڑتا ہے۔ تو پھر ہم بزرگان دین کے اون قولون کو جنکی تردید کرنے مین ہماری عقل قادر نہین ہے۔ کیون نہ مثل نظیر ہائیکورٹ کے تسلیم کرین۔ دیکھو وید مین بڑے بڑے رشیون نے اور گیتا مین سری کرشن مہاراج نے فرمایا ہی

لیا ہی جیو کو بار بار جنم لینا اور اپنے کرمون کے پہلونکو بہوگنا پڑتا ہی اور یہ دورا دسیو قت ختم
ہوتا ہے جبکہ پاپ پن کے دکھ سکھہ کو یکسان مان کر انسان اوسکا پورا عامل بنجاتا ہی۔ اسیطرح
مسلمانون کی قرآن مین بہی تو نرجنم (पुनर्जन्म) کی بابت ذکر آیا ہی جیسے
مولانا روم نے جو ولی اللہ گذرے ہین اپنی مثنوی مین لکہا ہی ؎

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

ہفت صد و ہفتاد قالب دیدہ ام

پس اسمین کوئی شک نہین ہی کہ پونر جنم ضرور ہوتا ہے۔

ڈارونین تھیوری (Darwinian Theory) کے موافق بھی بہت سے
جسمون کے بدلنے کرنے کے بعد انسانی جسم ملا ہے۔

(دوسرا) دکھ سکھہ نہ خالی جسم کو ہوتا ہے نہ خالی روح کو۔ کیونکہ اگر کہا جاوے
کہ خالی جسم کو ہوتا ہی تو بعد نکلجانے روح کے جبکہ اوسکو جلاتے یا کاٹتے یا زمین مین دفن کرتے
ہین تو وہ کیون نہین اوسیطرح اظہار تکلیف کرتا۔ جیسا کہ وہ حالت زندگی مین کیا کرتا تھا۔ اگر
کہا جاوے کہ خالی روح کو دکھہ سکھہ ہوتا ہے تو جب وہ جسم کو چہوڑکر الگ ہو جاتی ہے کوئی
اظہار اوسکی تکلیف کا ہمارے کان پر نہین آتا۔ پس معلوم ہوا کہ جسم اور روح کے ملنے سے
جو شئے پیدا ہوتی ہی اوسیکو دکھہ سکھہ اوٹھانا پڑتا ہے۔ اب کوئی پوچھے کہ وہ شئے
جو اسیطرح قایم ہوتی ہے وہ کیا چیز ہی؟ وہ چیز جیو (जीव) ہی جو کرمونکی کیچڑ مین میلا ہو کر
برہمہ کی ذات پاک سے علیحدہ رہکر روح کے ساتھہ گھوما کرتا ہے وہ سوکشم شریر (सूक्ष्म
शरीर) یعنی بہت باریک جسم رکھتا ہے اور یہی سوکشم شریر والا جیو معہ اپنی روح کے دوسرے
تت (तत्व) والے جسم مین گھسکر اپنے کرمون کے موافق آرام اور تکلیف

اوٹھاتا پھرتا ہی۔ روح لازوال اور قدیم ہی اسکا ثبوت سب ملکون کے فلاسوفرون نے
اچھی طرح سے اپنی کتابون مین بیان کیا ہی۔ حکیم سقراط نے جو نامی حکیم یونان مین گذرے
ہی بہت عمدہ طرح سے اسکو ثبوت کیا ہی۔ اسیطرح وید گیتا اور جوگ بششٹ مین بھی ثابت
کیا گیا ہی۔ روح کے ٹکڑے بھی نہین ہو سکتے۔ اسکے ثبوت مین ایک تمثیل تم کو تبلائی
جاتی ہے۔ یعنی آسمان سے لیکر زمین تک سب جگہہ آکاش (आकाश) بھرا ہوا ہی
جب تم کسی خالی گھڑے کو دیکھو گے تو ضرور یہی کہوگے کہ اوسمین بھی آکاش بھرا ہوا ہی
یہ نہین کہہ سکوگے کہ اوسمین سیر دو سیر چار سیر یا گز دو گز چار گز آکاش بھرا ہی۔ دوسرے
جو صفت آکاش کی کل مین پائیجاتی ہی وہی اوس گھڑے مین بھی موجود ہی لیکن اسیطرح
آکاش کے ٹکڑے نہین ہوسکتے روح کے بھی نہین ہو سکتے۔ روح خود کسی فعل کی مرتکب نہین
ہوتی مگر تم مین جو جیو ہی اور اوسکو جو طاقت اور عقل خودمختاری اور ازادی کیسا کام کرنے
کی دیگئی ہی۔ اوسکے ذریعہ سے تم بحالت موجودگی روح کے سب فعل کرتے رہتے ہو
دیکھو جیسے ریل کے انجن کو جو مثل تمہارے جسم کے ہے اور اسٹیم (Steam) یعنی
بھاپ جو مثل تمہاری جیو کے ہی۔ اور اسٹیم کی طاقت جو مثل تمہاری روح کے ہے اور
ڈرائیور (Driver) جو مثل تمہاری آزاد عقل کے ہے۔ یہ سب ملکر بحالت موجودگی
طاقت اسٹیم کے اور درصورت عمدگی اور تندرستی انجن کے دس بیس پچاس گاڑیون
اور سیکڑون مسافرون اور ہزارون من مال کو ایک جگہہ سی دوسری جگہہ لیجانے کی
قدرت رکھتی مین۔ ایسے ہی تمہارے جسم اور جیو کا حال ہی۔

(**تیسری**) اگر تمکو سوکشم شریر مذکورہ بالا کی ہستی سے انکار ہو تو مین تمہارے روبرو
اوس تجربہ کو جو نیو یارک (New York) کے بڑے بڑے ڈاکٹرون نے

اخباروات مین طبع کرایا تہا ۔ بیان کرتا ہون ہاوسکو سنو ؛

الف ۔ چند عالم فاضل ڈاکٹرون کو جب اسبات کا شوق پیدا ہوا کہ دیکھین
کہ انسان کی روح کیسی ہوتی ہے تو اونھون نے ایک مکان شیشہ کا ایسا بنوایا کہ جسمین
ہوا بالکل نہ گھسنے پاوے ۔ پہر اونھون نے اوس شیش محل مین ایک قریب المرگ آدمی
کو لٹایا ۔ اور اوس محل کی کل ہوا کو پمپ کے ذریعہ سے باہر نکالکر اوس قریب المرگ شخص
کیطرف بہت غور کے ساتھ تاکتے رہے جب گھنٹہ دو گھنٹہ مین اوسکی روح نے جسم کو
چھوڑا تو اون ڈاکٹرون کو کچھہ نظر نہ آیا ۔ صرف ایک آواز چٹ ہونیکی اون کے کان
مین پڑی ۔ اوٹھکر دیکھا تو ایک شیشہ ٹوٹا ہوا پایا ۔ اور وہ شخص مردہ ۔ تب اونھون
نے سمجھا کہ ضرور کوئی چیز اوسکے بدن مین سے نکلکر باہر چلیگئی ۔ اور ہمارے تجربہ مین
کوئی نقص باقی رہگیا جسکی وجہہ سے وہ نظر مین نہ آسکی ؛

ب ۔ اس تجربہ کے بعد پہر اور بڑی بڑی عاقل اور عالم ڈاکٹرون نے دوسرا تجربہ
اسطرح پر کیا کہ اونھون نے بھی ایک شیش محل اوسیطرح کا بنوایا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا
اور اوسکے ساتھہ ہی نہایت باریک اور تیز خوردبینین بھی بنوائین ۔ پہر اوس محل مین اونھون
نے بھی ایک قریب المرگ آدمی کو لٹایا ۔ اور اون خوردبینون کو لیکر دو تین ہوشیار ڈاکٹر
روح نکلنے کی کیفیت کو تاکنے بیٹھے ۔ جب جسم سے روح نکلنے کا وقت آیا ۔ تو یہ لوگ کیا دیکھتے ہین
کہ ایک نفیس قسم کے بنفشئی رنگ کا سا دہوان اوس شخص کے منہ سی نکلکر ایک گولا سا بنگیا بعد ازان وہ دہوان
پہیلکر اوس شخص کے تمام جسم کے اوپر چند انچہہ کی اونچائی پر لپٹ گیا اور اوسکی ایک ایسی شکل نکلی جو ہو بہو
اوس شخص کے استھول شریر (स्थूल शरीर) کی نقل تھی ۔ اس سوکشم دہوانی جسم
اور اوس استھول شریر کے درمیان ایک دہوانی کارڈ یعنی دہاگا سا جو اون دونون جسمونکے

جوڑے ہوئے تہا۔ اون ڈاکٹرون کو نظر آیا۔ اسکے بعد اونھون نے دیکھا کہ وہ دُخانی جسم اپنے ایک ہاتھ کو لمبا پھیلا کر اور اس منھہ کرتے ہوئے اوس اِستھول شریر کیطرف دیکھتا ہوا جدائی کی حسرت کو ظاہر کر رہا ہی کہ اتنے مین وہ دہاگا ٹوٹا اور وہ شخص بیجان معلوم ہونے لگا۔ اور وہ دُخانی جسم پھر گولا سا بنکر اور شیشہ کو توڑ اون ڈاکٹرون کی نظر سے غائب ہوگیا جب اونھون نے اوس شخص کو ٹٹولا تو مردہ پایا؛

اس سے ثابت ہوا کہ سوکشم شریر دراصل کوئی شے ہی جسکی ہستی سے انکار نہین ہوسکتا۔ اگر کہا جاوے کہ یہ سب جہوٹ ہی۔ اخبار والون کی گپ ہی۔ تو اسمین کونسی ایسی بات ہی جو عقل کے باہر ہے۔ ممکن ہی کہ یہ واقعہ سچا گذرا ہو۔ اگر کہو کہ ہم جب تک ایسی کیفیت خود اپنی آنکھہ سے نہ دیکھہ لین یقین نہین لا سکتے۔ تو سمجھنا چاہئیے کہ ایسا کوئی انسان پیدا نہین ہوا ہی جو ہر ایک بات کا تجربہ کرسکے۔ زندگی تہوڑی ہے کام بہت سے ہین۔ کس کس بات کا تجربہ حاصل کروگے۔ پس بعض بعض کیا بلکہ بہت سی حالتون مین معتبر شخصون کے قول کو مان لینا ہی پڑیگا؛

اس سوکشم شریر کی ہستی کی تصدیق مہابھارت کے پندرہوین پرب مین گاندہاری اور بیاس جی کے مکالمہ مین سے اور رام گیتا مین شری رام چندر جی اور لچھمن جی کے مکالمہ سے بھی بخوبی ثابت ہوتی ہے۔ پس اون ڈاکٹرون کا تجربہ کوئی نئی تحقیقات نہین ہے جسپر بھروسہ نہ کیا جاوے یا اوسکو جہوٹا سمجھا جاوے؛

(۴) **چوتھے**۔ یہ سوکشم شریر معہ اپنے ساتھہ والی روح کے اپنے فعلون کے مطابق دوسرے جسم کو اختیار کیا کرتا ہے۔ اور اوسمین رہکر اپنے پاپ پُن کے نتیجون کو بھوگا کرتا ہے اگر یہہ کہو کہ اپنی کرمانوسار (कर्मानुसार) کرمون کے مطابق (یہ کسطرح خود اپنی راستہ

بتالیتا ہے۔ تو اوسکے جواب مین مفصلہ ذیل باتین غور کرنیکے لائق ہین:۔

الف ۔ یہ بات تحقیق طور پر ثابت ہوئی ہی اور کئی انگریزی کتابون مین آزمودہ کار لوگون نے لکہا ہی کہ جب کسی جہاز مین ایسا نقص پیدا ہو جاتا ہی کہ اوسکے ڈوبنے کا اندیشہ ہونے لگتا ہے۔ تو اوسمین کے رہنے والے چوہے اوس جہاز کو چند روز بیشتر سے چہوڑکر دوسری جگہہ چلے جاتے ہین۔ اب یہ بتاؤ کہ یہ چوہے کیا تمہارے علم ہولٹس سے واقف ہین جو پیشتر سے جہاز ڈوبنے کا حال جان لیتے ہین۔ نہین ہرگز نہین۔ وے صرف اپنی عقل حیوانی (Instinct) کے زور سے آیندہ کا حال جان لیتے ہین:۔

ب ۔ یہ بات یونانی طبیبون کی کتاب سے ثابت ہوچکی ہی کہ انھون نے حقنا یعنی انجکشن (Injection) کا اصول زاغ سے سیکہا ہی کہ جب کسی کوے کو بیٹ نکرنیکی وجہہ سے شکم مین درد ہوتا ہے تو دوسرا کوّا اوسکی مقعد مین ایک خاص قسم کی لکڑی اپنی چونچ سے پکڑکر گھسیڑ دیتا اور نکال لیتا ہے جس سے اوس مریض کوے کو صاف طور سے بیٹ ہونی لگتی ہی۔ اب اسجگہہ پر یہ بات یاد رکہنی کی ہی کہ اوس طبیب کوّے نے نہ تو کسی مدرسہ طبی یا اسکول ڈاکٹری مین تعلیم پائی ہی نہ اوس نے کوئی امتحان ڈاکٹری کا پاس کیا ہے۔ مگر اپنی عقل حیوانی کی طاقت کے ذریعہ سے ڈاکٹری کا کام کرتا ہے:۔

ج ۔ کتّون اور بلیون کو دیکہا گیا ہی کہ جب اونکو قے کرنیکی ضرورت ہوتی ہی تو گہاس کہاتے ہین۔ اب کہو کہ وہ کیا تمہارے علم ڈاکٹری سے واقف ہین جو خود اپنا علاج کر لیتے ہین۔ نہین وہی عقل حیوانی اونکو ضرورت کے موافق اصول

دیا کرتی بتا دیتی ہی ؛

د۔ جب کسی جگہہ کوئی وبا یا آفت انسانون پر آنیوالی ہوتی ہی تو لوگون نے تجربہ کیا ہی کہ وہان کے گدھے اور گتے چند روز پیشتر سے رونا کیا کرتے ہین۔ دیکھو وہ اپنی عقل حیوانی کے وسیلہ سے کیسے پکّے اور سچے جوتشی کا کام دیتے ہین ؛

ر۔ مکڑی اور پرند اپنی حرکتون سے آنیوالی یا بند ہونیوالی برسات کا کیسا ٹھیک نشان تبلا دیتی ہین۔ جو کہ انسان اپنی علم نجوم کے ذریعہ سے بتانے مین عاجز رہتا ہے ؛

پس اسیطرح کی اور بہت سی نظیرین ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حیوان مطلق انسٹنکٹ (Instinct) یعنی عقل حیوانی کے ذریعہ سے جو خداوند کریم نے اونکو عطا فرمائی ہے۔ بہت سے کام کیا کرتے ہین۔ جنمین انسانی عقل حیران اور پریشان رہتی ہی۔ پس اس کہتی ہین کہ وہ سو کشم شریر اپنے کرمانوسار نتیجہ بھوگنے کے لئے اپنی آیندہ جسم کو تجویز کر لیتا ہے۔ کون سے تعجب کی بات ہے جو ہماری عقل قبول نہین کر سکتی ؛

بعضے بزرگون کا یہ بھی مقولہ ہے کہ پرمیشر نے ایک بیوستھا (विवस्था) یعنی قانون مقرر کر دیا ہے کہ فلان فعل کے نتیجہ مین فلان قسم کا جسم اختیار کرنا ہوگا یا فلان قسم کا دکھہ سکھہ بھوگنا پڑیگا۔ اور اسی قانون کے بموجب ہمارے زندگی بھر کے فعلون کے نتیجہ کا تصفیہ ہوا کرتا ہے۔ اور ہم لوگ آواگون کے چکر مین گھوما کرتے ہین اور اسی قانون کی تعمیل وہی سوکشم شریر مع اپنی روح کے از خود کرتا رہتا ہے۔

بعضے کہتے ہین کہ ہمارے فعلون کے نتیجہ کا تصفیہ خود خداوند کریم ہر وقت اور ہمیشہ

کرتا رہتا ہے۔

بعضے شخص اعتراض کرتے ہین کہ اگر پونر جنم سچا ہے تو ہمکو اوسکی کوئی بات کیون یاد نہین آتی
تو مین اون سے پوچھتا ہون کہ پونر جنم تو ایک قالب بدلنے کی حالت کا نام ہے۔ بھلا
تم اسی قالب کے آٹھہ روز پہلے کی بات بتا دو کہ تم کسوقت سوکر اوٹھے تھے۔ کیا کیا
کھانا تم نے کھایا تھا۔ کون کون کام تم نے کیا تھا۔ کہان کہان تم گئے تھے۔ تو وہ
بتا نہ سکنے سے عاجز ہوکر عفو تقصیر کی درخواست کرتے ہین۔ پھر بھلا کہو۔ اگلے جنم کی بات
کیسے یاد رہ سکتی ہے۔ پونر جنم کے ثبوت مین ایک اور نظیر یہہ ہے کہ دس روز تک
وقت ولادت سے حالت جاگرت مین بچہ کبھی ہنستا اور کبھی روتا ہے جیسا کہ بعد
اون دنون دن منکے حالت خواب مین کبھی ہنسا اور کبھی رویا کرتا ہے۔ بھلا بتاؤ تو
سہی کہ اس حالت کا کیا سبب ہے؟

اسکا جواب یہی ہے کہ وہ اپنی پچھلی حالت کو یاد کرکے ایسا کیا کرتا ہے ورنہ اوسکو
اس دنیا کی تو اوس عمر مین کچھہ خبر بھی نہین ہوتی۔ دوسرے جب تم مدرسہ مین چار پانچ
چیزین سیکھتے ہو تو اونمین سے صرف ایک یا دو کیطرف تمہاری رغبت ہوا کرتی ہے
باقی کیطرف نہین۔ اب مین تم سے پوچھتا ہون کہ اسکا کیا سبب ہے؟

اسکا سبب وہی پونر جنم ہے کہ پچھلے جنم کی سیکھی ہوئی چیز تمکو جلد یاد ہو جاتی ہے
اور وہی تمہارے دلکو بھاتی ہے۔ کیونکہ نئی چیز کے جاننے اور سیکھنے مین ہمیشہ
دماغ پر زور پڑتا ہے۔ اور دل اوس سے بھاگا کرتا ہے۔ لوئی فگر صاحب نے جو ایک
ذی فلسفی مصنف گذرے ہین آواگون کے مسئلہ کو بہت عمدہ طرح سے ثابت کیا
ہے۔ دیکھو اونکی کتاب کو جسکا نام ہے "ایام بعد از مرگ"۔

(The Day after death, or our Future life according to science Translated from the French of Louis Figuier)

غرضکہ اے چنتامن کوئی بھی صورت ہو۔ پونرجنم او مہوتت تک ضرور ہوتا رہتا ہے جب تک ہمارے نیک و بد فعل نشٹ نہین ہوتے۔:

چنتامن نے خاطرخواہ اطمینان کے موافق جواب پاکر باوازبلند کہا کہ اے مہاراج گیان دلو آپ کا فرمانا بہت درست ہے۔ آپ کے پُردلیل جواب سے میری پوری پوری تسلی ہوگئی۔ اور مجھے پورا الیقین ہوگیا کہ فعلون کی سزا اور جزا ضرور انسان کو بھوگنا پڑتی ہے۔ اور تناسخ کا مسئلہ بہت سچا اور پُرنفع ہے۔ اسکے قایل صرف وہی شخص ہونگے جو یا تو کسی مرلی یا پیر پیغمبر کی سفارش پر اپنی ضعیف العقلی کے باعث بھروسہ رکھتے ہونگے۔ یا جسکی طبیعت مین شیطانیت بھری ہوگی۔ اور جو بندۂ شیطان ہوگا۔:

سُوال چنتامن ۱۷ ۔ آپ نے پہلے کسی جواب مین لفظ مُکت یعنی نجات کا ذکر کیا ہی سو اوسکے کیا معنی ہین۔ زبان مبارک سے فرمائیے۔:

جوَاب گیا ندلو ۱۷ ۔ لفظ مُکت یعنی نجات کے معنی ہین چھوٹ جانا۔ جب دکھ بالکل دور ہوجاوے اور سُکھ کی خواہش نرہے اور پرم آنند یعنی خوشی ہی خوشی ہمکو ہر دم حاصل ہوجاوے۔ تب کہہ سکتے ہین کہ ہمکو نجات ملی۔ مگر جب تک تم دنیا کے مایا موہ مین پھنسے رہوگے۔ جب تک تم جواب نمبر ۱۳ کے اصولون کے عامل

نہ جاؤ نگے۔ جب تک تم دنیا اور اوسکے مزدون اور ساما نون کو ناپایدار اور ہیچ سمجھکر
اونسے نفرت نکرو نگے۔ جبتک تم سنتوکھی یعنی قانع نہ ہو نگے۔ تم ہردم مصیبتون اور
تکلیفون مین گرفتار رہو نگے۔ جب ان تکلیفون اور اون تکلیفون کے سببون سے
نجات ملیگی مکتی از خود حاصل ہو جائیگی*

مکتی دو طرح کی ہوتی ہے (۱) جیون موکش (۲) بدیہہ موکش۔
جیون موکش کا درجہ اوسوقت حاصل ہوتا ہے۔ جب اس زندگی کی حالت مین
ہروقت روح کو آنند یعنی خوشی بنی رہے مطلب یہہ ہے کہ جب دنیا کے تمام کاروبار
اور چیزون کو جو نظر مین آتی ہین فنا ہونیوالا سمجھکر اونکی محبت اور رغبت کو اپنے دل
سے نکال ڈالے۔ اور دکھہ سکھہ جو کچھہ اوسپر گذرے اوس سے دل کی کیفیت
نہ بدلنے پاوے۔ اپنکاو کو جلاکر خاک کرڈالے۔ دوست اور دشمن مین فرق
نہ جانے۔ جینے مرنے کو برابر سمجھے۔ کرمون کے بندھن سے چھوٹ جاوے۔ اور
یکسو دل ہوکر ہمیشہ کے دھیان مین مست رہے۔ تب سمجھنا چاہیے کہ جیون
موکش کا درجہ حاصل ہوا۔ اوسکی تین حالتین ہین۔

(اول) سوبھاو کرکے سرکلپ سمادہی مین رہنا یعنی جب عادت ہی ایسی
پڑجاوے کہ دین و دنیا کے کسی کام مین تعلق اور دلچسپی نرہے اور ہروقت طبیعت
خوش رہے۔ یہ اعلےٰ درجہ کی جیون موکش کہلاتی ہے*

(دوم) نفس امارہ اور حواس خمسہ کے فعلون کو تدبیر اور کوشش کے
ساتھہ روک کر طبیعت مین آنند حاصل کرنا۔ یہ اوسط درجہ کی موکش کہلاتی ہے*

(سوم) سنسار کو جھوٹا سمجھکر اوسکی وارداتون سے اپنے دل کو ہٹالینا

اور بے فکری پیدا کرنا انہی من مین اور کوشش کرنا پرم آنند حاصل ہونیکی - مگر گرہستہ کے تعلقات کے سبب سے بیچین ہوجانا حواس خمسہ کا - یہ ادنی درجہ کی مکت کہلاتی ہے جب مندرجہ بالا حالت نمبر اول کو طے کرتا ہوا یہ جیو جسم کو چھوڑ کر ادس لازوال خوشی کو پہونچتا ہی - تب کہاجاتا ہی کہ بدیہہ مکت حاصل ہوئی - مگر راجہ جنک کو یہ درجہ اونکی حالت زندگی ہی مین حاصل ہوگیا تہا - اسلئے اونکو بدیہہ بولتے ہین *

سوال چنتامن - مکتی کیسے حاصل ہو؟

جواب گیاندیو - اسکے حاصل کرنیکے لئے بہت سی جسمانی اور روحانی تکلیف انسان کو اوٹھانی پڑتی ہے - لذاید نفسانی اور سامان عیش وعشرت ترک کرنا پڑتا ہے اور عزیز اقارب سے محبت چھوڑنا پڑتی ہے - کوئی بزرگ کہتے ہین کہ بغیر جپ تپ تیرتھ برت کے مکت حاصل نہین ہوتی - کوئی کہتے ہین کہ گیان کے ذریعہ سے یہ درجہ ملتا ہی - کوئی فرماتے ہین کہ بھگتی اوسکے ملنے کا راستہ ہی - اور کسیکا قول ہے کہ جوگ ابھیاس اور پرانایام یعنی حبس دم خاص طریقہ مکتی پانیکا ہے - ان سبکی حقیقت بیان کرنے اور جاننے کے لئے بہت وقت درکار ہی - اسوقت اسکو ملتوی رکھتا ہون - تم اسکی مفصل کیفیت مجہہ سے پہر کسیوقت دریافت کرلینا - یا اگر شوق ہو تو جوگ آنند یعنی رفیق تنہائی کے حصہ چہارم مین سے جو پاتانجل رشی کے جوگ درشن کا خلاصہ ہی - جوگ ابھیاس کے اصولونکو سیکھ لینا *

سوال چنتامن - ای مہاراج گیان دیوودیا اور اودیا

کسکو کہتے ہین؟ اور لوگ کہتے ہین کہ اودیا روپی سنسار سے پار ہونا مشکل ہے سو اسکا کچھہ حال بیان فرمائیے؟

جواب - گیانندلو - سے سنتا ہون ودیا نام ہے جاننے کا - اپنی حقیقت اور برہم کی ذات پاک کی کیفیت جاننی کو اصلی اور سچی ودیا کہتے ہین - بخلاف اسکے نادانی اور بیگیانتا کو اودیا بولتے ہین ؛

اودیا کے دور کرنیکے نسبت مہاراج رامچندر جی نے جو کچھہ اوپدیش اپنے چھوٹے بھائی لچھمن جی کو کیا تھا اوسکو مین تمہین سناتا ہون - دھیان لگا کر سنو ؛

شری رامچندر جی فرماتے ہین کہ انسان کو لازم ہے کہ اول اپنے آشرم کے سب کامونکو بلا خواہش کے صاف دل ہوکر ادا کرے - بعد ازان اون سب کامونکو آہستہ آہستہ ترک کرکے عشق الٰہی حاصل کرنیکی غرض سے عمدہ گرو کی تلاش مین رہے - اور جب ایسا گورو اوسکو ملجاوے تب برہم ودیا اوس سے حاصل کرے - اودیا کے دور کرنے کے لئے برہم ودیا ہی ایک خالص علاج ہے - کرم کرنے سے اودیا دور نہین ہوتی کیونکہ کرمون کا پھل ہی صرف پاپ اور پن جو انسان کو ضرور بھوگنا پڑتا ہے - ویدمین کرم کرنیکی ممانعت لکھی ہے اسلئے موکش کی خواہش رکھنے والے لوگ بلا کسی غرض اور خواہش کے اپنی کامون کو انجام دیا کرتے ہین - اور برہمگیانی شخص کسی کرم کے کرنیکی خواہش ہی نہین رکھتا - کوئی کوئی شخص اسبات کا اعتراض کرتے ہین کہ گیان اور کرم دونون ملکر موکش حاصل کرنے کے لئے لازم ملزوم ہین - یہ اونکی غلطی ہی جو ایسا سمجھتے ہین -

جبتک یہ جیو اپنی کو فاعل ہر ایک فعل کا جانتا سمجھتا - اور مانتا رہتا ہے تبتک

اوسکا لازم ہو یہ طریقہ کے مطابق ہر ایک فعل یعنی کرم کو کرتا رہی - اور جب اسکو بدہی
(अहंकार یعنی مین کرنیوالا ہون فلان فعل کا) نیست و نابود کر دنیا کو محض
فانی اور دروغ یقین کرنے لگے تب اوسکو معلوم ہوگا کہ اس حکمت کے علاوہ
ست سروپ پرم آتما ہی (सत्यस्वरूप परमात्मा) - اور جب اوس لوزن برہم
ستچد انند کو پہچان لیگا اور اوسکے دہیان مین محو ہو جائیگا فعلون کا کرنا آپ سی
آپ چہوٹ جائیگا - جب دل کے صاف ہونے پر پرماتما اور جیو آتما مین جو فرق ہے
دور ہو جاتا ہی تب برہم روپ کا اجالا اوسمین نظر آتا ہے - اور اوسکے ساتھہ ہی
مایا اور کرمون کا ناش ہو جاتا ہے - اور اودیا کے ناش ہونے پر پھر اہم بدھی
پیدا ہی نہین ہوتی - اور گیان اوسیوقت پیدا ہوتا ہے جب انکا وجا تا رہتا ہے
پانچ گیان اندری اور پانچ کرم اندری اور من اور بدہی کے ملنے سے سوکشم شریر
بنا ہے اوسکو لنگ دیہہ (लिंगदेह) بھی کہتے ہین - اور یہی سوکشم شریر
استھول شریر مین رہکر دکھہ سکھہ بھوگتا پہرتا ہے - اور اسی شریر کے جدا
ہونے پر مرنا سمجھا جاتا ہے ❊

اے لچھمن اجس روپ سے اپنی کو جاننا چاہئیے وہ یہہ ہے کہ اپنے دل مین خیال کرو
کہ مین از خود موجود ہوا ہون - اور مثل اون جسمون کے جو نظر مین آتے ہین بنا ہوا
نہین ہون - اور جنم اور موت سے آزاد ہون - مین واحد ہون - جو طلوع ہونیوالی
اور غروب ہونیوالی روشنی ہی وہ مین نہین ہون - اور سورج اور چاند مجھہ سے روشنی
پاتے ہین - اور مین ابدی اور دایم ہون - مجھہ زوال کبھی نہین ہوتا - اور مین تینون
زمانون ماضی - حال اور مستقبل مین موجود رہنے والا ہون - جب تم اسطرح

بیچار کرتے رہوگے اور اسی دہیان مین تجہو ہو جاوگے - اور یا از خود ناش ہو جائیگی انکی شرق حاصل کرنیکیلئے تمکو مناسب ہے کہ ایک گوشہ تنہائی مین جہان کسیکا گذر نہو پدم آسن بیٹھکر اور سب خواہشون کو ترک یکسو دل ہو کر نربکلپ (निर्विकल्प) سمادہی کے ساتھ اوس مذکورہ بالا کا بیان اشٹانگ یوگ کیا کرو - اوسوقت سنسار کی کسی چیز کا خیال تمہارے دل مین نہ آنا چاہئے - صرف ایک ذات پاک پورن برہم سچدانند ہی تمہارے دل مین بسا ہو :۔

ترک الحواس یعنی الاشیا - روپ - رس - گندہ - اسپرش - شبد یعنی صورت - مزہ - وانہ کہانا - خوشبو - چہونا - آواز (راگ وغیرہ) کے مزون کو ترک کر اور کمین جو کام کرودہ وغیرہ نفس آمارہ بہری ہوتی ہی - اوسبکو مغلوب کر ہمیشہ اپنی سمادہی یعنی دہیان مین پربرہم کی ذات پاک پر خیال جمائی رہتا ہے - اور اس عمل کے ذریعہ سے وہ سنسار کی کل قیدون سے آزاد ہو کر جیون مکت حاصل کرتا ہے - اے لچہمن اس سنسار مین شروع - درمیان اور آخر تینون حالتون مین خوف اور رنج بہرا ہوا ہے - یعنی شروع مین دولت اور ثروت کے حاصل کرنے مین تکلیف اور درمیان مین اوسکی حفاظت کی فکر اور راجہ اور چور کا خوف اور آخیر مین اوسکے ناش ہو جانیکا قلق آدمی کے دلکو بہت تکلیف دیا کرتا ہے - اسلئے سب خواہشونکو ترک کر پرمیشر کے بہجن مین اپنی دلکو لگاؤ :۔

لچہمن جتی نے اس فصاحت اور رمز بہری ہوئی نصیحت کو سنکر دست بستہ عرض کیا کہ اے مہاراج آپکے اس پاک اوپدیش نے میرے دل کی تاریکی جس طرح سفید دور کر دی - اور میرا اطمینان خاطر خواہ ہو گیا - میں آج ہی سے حضور کے

بتلائے ہوئے طریقہ پرتی کرنیکی کوشش کرونگا:۔
پس اے چنتامن اس سے زیادہ تسکین بخش جواب تمکو کہین نہین ملسکتا تم بہی
ہمیشہ اسیطرح عمل کرنیکی کوشش کرو تاکہ لطف اس اوپدیش کا حاصل ہو تمکو
چنتامن نے صدق دل سے اقرار کرکے کہا کہ اے مہاراج گیان دیو مین ضرور
تعمیل اس اوپدیش کی کرونگا:۔

سوال چنتامن۔ اے مہاراج گیان دیو دہرم پر چلنے والے شخص کی کیا
پہچان ہے؟
جواب گیان دیو۔ اے چنتامن دہرم نام ہے انصاف کا۔ اور انصاف
نام ہی چہوڑنا طرفداری کا۔ اوسکی یہ علامتین ہین۔

(۱) اہنسا (अहिंसा) یعنی کسی سے دشمنی نکرنا:۔
(۲) دہرتی (धृति) یعنی اگر اوہرم اور ظلم اور زبردستی سے تمام ملک کی بادشاہت ملتی ہو تو بہی دہرم چہوڑکر اوسکی پروا نکرنا
(۳) چہما (क्षमा) اگر کوئی اپنی تعریف یا مذمت کرے یا اپنے ساتہہ دشمنی کا برتاو عمل مین لاوے تو اس سبکو برداشت کرلے مگر دہرم کو نچہوڑے۔ اور تکلیف اور سکہہ دکہہ سب سہلے مگر ادہرم کبہی نکرے:۔
دم (दम) یعنی دل سے ادہرم کرنیکی خواہش نکرے:۔
(۴) استئے (अस्तेय) دوسرے کے مال کو بغیر اوسکی اجازت اور نیک نیتی

نہ لینا اچاریہ چوری ہی۔ اسکے ترک کرنیکو (استیے)
کہتے ہین ؛

(۵) شوچ (शौच) ہمیشہ اپنی جسم۔ کپڑون۔ مکان۔ اور کہانے پینے کے سامان کو پاک صاف رکہنا۔ صاف بستی مین رہنا غصہ اور کینہ اور لذاید نفسانی کو ترک کرنا۔ اسکا نام شوچ ہے ؛

(۶) اندری نگرہ (इन्द्रियनिग्रह)۔ حواس خمسہ یعنی پانچ گیان اندری اور پانچ کرم اندری کو ادہرم کے کام کیطرف کبھی نہ جانے دینا۔ اور اونکو ہمیشہ دہرم کے کام مین لگائے رکھنا۔ اسکو اندری نگرہ کہتے ہین ؛

(۷) دہی (धी)۔ ست شاستر (सत्यशास्त्र) کا پڑہنا۔ نیک لوگون کی صحبت مین بیٹھنا۔ یوگ ابھیاس کرنا۔ نیک بات اور نیک کام کا ہمیشہ بچار کرتے رہنا۔ گوشہ نشینی اختیار کرنا۔ پرمیشر کی ہستی اور ذات پاک مین پورا یقین رکھنا۔ ہمیشہ اوسکی یاد کرتے رہنا اور مناجات اور پرارتھنا پڑہتے رہنا۔ تحمل اور بردباری کا عامل بننا۔ لوگون کے ساتھ بھلائی کرنے مین ہمیشہ تیار رہنا۔ اور ہمیشہ عقل بڑہانے کے کام کرتے رہنا۔ اسکا نام (دہی) ہے ؛

(۸) وِدّیا (विद्या) زمین سے لیکر آسمان اور پرمیشر تک چیزون کا علم
یعنی گیان پیدا کرنا۔ جو جیسی چیز ہو اوسکو ویسا ہی
جاننا۔ اسکا نام وِدّیا ہے ؛

(۹) ستیم (सत्यम) ہمیشہ سچ بولنا۔ جھوٹھ کبھی نہ بولنا ؛
(۱۰) اکرودھ (अक्रोध) - کرودھ (غصہ)۔ کام (خواہش نفسانی)۔ لوبھ
(لالچ)۔ موہ (الفت)۔ شوک (غم)۔ بھے (خوف)
کے ترک کرنیکو اکرودھ کہتے ہین ؛

اے پنڈتان جسمین یہہ دس باتین پائیجاوین اوسکو تم سمجھ لو کہ یہ شخص دہرم کے راستہ پر چلنے والا اور راستباز ہے۔ مین تمکو اوپر کسی جواب مین بتلا چکا ہون کہ گناہ کیا چیز ہے۔ گناہ اور ادہرم ایک ہی بات ہے۔ اسیطرح اسکے برخلاف دہرم اور پُن (पुन्न) بھی ایک بات ہے ؛

اگرچہ اوپر بیان کی ہوئی تفصیل سے تم سمجھ لوگے کہ اوسکے خلاف چلنے والے شخص کو ادہرم کرنے والا کہنا لازم ہے۔ مگر تصریح کے خیال سے مین تمکو ادہرم (अधर्म) کی علامتین بھی بتلاتا ہون۔ وے یہ ہین ؛

(۱) ہنسا (हिंसा) یعنی بغض عداوت اور کینہ کو دل مین رکھنا ؛
(۲) پردروہرن (पर द्रव्य हरण) - دوسرے کی دہن دولت اور مال و متاع کو چھل (छल) کپٹ اور انیای (अन्याय)
یعنی بے انصافی سے حاصل کرنا ؛
(۳) متہیا نشچے (मिथ्यानिश्चय) جو جیسی چیز ہو اوسکو ویسا نہ جاننا۔ بلکہ برخلاف اسکے جاننا ؛

(۴) پرانشٹ چنتن (परानिष्टचिन्तन) دوسرے جانداروںکو دکھہ اور تکلیف دیکر
اپنا آرام اور بھلا چاہنا ؛

(۵) پارُشیہ (पारुष्य) کٹھور بچن یعنی سخت کلام بولنا ؛

(۶) متھیا بھاشن (मिथ्या भाषण) جھوٹ بولنا دل مین ایک بات سوچ اور
ظاہر مین دوسری بات کہنا - دیکھنے اور سننے کے
خلاف بیان کرنا ؛

(۷) پیشونیہ (पैशून्य) یعنی چغلخوری کرنا کسیکی مذمت اور بُرائی دوسرے
کے سامنے اس نیت اور غرض سے کرنا کہ
اس شخص کو کوئی نقصان پہونچے - کسیکی تعریف
سنکر یا ترقی دیکھکر دل مین ڈاہ کہا کے جہان
تہان اوسکی چغلی کرتے پہرنا - اور مذمت کرنا ؛

(۸) پراستری گمن (पर स्त्री गमन) بیسوا یا کسی دوسرے مرد کی عورت
کے ساتھ صحبت کرنا ؛

اے خیتا من یہہ آٹھہ علامتین ادہرمی شخص کی ہین - ادہرم سے انسانکو ہمیشہ
دکھہ رنج اور تکلیف ہی اوٹھانا پڑتی ہے - اور وہ خدا اور خدا کے بندون کا پورا پورا
دشمن سمجھا جاتا ہے - اوسکو سکہہ کبھی نصیب نہین ہوتا ؛
ایسا کوئی شخص دنیا مین نہین ہی جسکی سب تعریف کرین یا سب اوسکو بُرا کہین - مگر
لازمہ عقلمندی یہہ ہی کہ اسباب پر غور کرتا رہے کہ میرے فعلون سے بہت سے
لوگ خوش ہین یا ناخوش - اور مجھے اچھے اور عقلمند لوگ بُرا کہتے ہین یا بھلا سمجھتے ہین

اگر ہمارے طریقوں اور بات چیت اور چال ڈھلن سے بہت سے لوگ خوش نہوں یا ہمارے اون طریقوں وغیرہ کو لوگ بھلا نہ سمجھتے ہوں۔ تو ہمکو فوراً وہ بات چھوڑ دینا لازم ہے۔ اگر وہ کہہ لوگ تمہاری راستبازی اور نیک چال چلن کی مذمت کریں تو لازم عقلمندی یہ ہے کہ نہ تو اوس سے کوئی رنج مانے۔ نہ کسیطرح کا خوف اپنے دل مین لاوے۔ بلکہ خوش ہوکر اپنے کام کو جاری رکھے کیونکہ وسے بھرشٹ بدھی मूढ़ बुद्धि والے یعنی ناقص العقل لوگ ہین اسیلئے ناقص بات اونکی زبان سے نکلتی ہے اور جب کہ وے اپنی خراب خیال اور ناقص عادت کو نہین چھوڑتے ہیں تو تم اپنی نیک عادت کو اونکے کہنے سننے پر کیوں چھوڑو۔ جو ابدی سکھ انسانکو حاصل ہوسکتا ہے وہ صرف سنتوکھ یعنی قناعت اور صبر اور تحمل سے ہوتا ہے۔ بخلاف اسکے لوبھ دکھ کی کھان ہے۔ دھرم کے راستہ پر چلنے والے شخص کو لازم ہے کہ ہمیشہ ان کتابونکا مطالعہ کرتا اور اونکے مطلب کو بچارتا رہے یعنی۔

۱ - شٹ درشن (षट दर्शन) چھہ شاستر

۲ - چار اوپ وید اور وید

۳ - جوگ بشسٹ ۔ گیتا ۔ دیگر کتب علم تصوف خواہ وہ کسی زبان یا ملک کی ہوں

یہ سب باتین اور اصول سننے کے بعد چنتامن نے کہا کہ اے مہاراج گیان دیو آپ کے اس مشرح جواب سے جو آپ نے بہت صاف صاف لفظوں مین بیان کیا ہے میری پوری تسکین ہوگئی۔ مین آپکے بزرگانہ اپدیش اور پُر اثر کلام

نہایت مشکور ہوں۔

سوال چنتامن - مین نے لوگونکو کہتے ہوئے سنا ہی کہ مہمان نوازی مسافر پروری پر اوپکار اور دان پن یعنی خیرات دینا بھی دھرم کی راستہ ہیں۔ مگر آپنے مہاراج گیانند لیو آپ کے اوپدیش مندرجہ بالا مین اسکا کچھہ ذکر نہین آیا ہے سو اسکی بابت بھی کچھہ زبان مبارک سے بیان فرمائیے؟

جواب گیانند لیو - اے چنتامن مین نے جو اصول دہرم کے تمہارے سامنے بیان کئی ہین۔ اونمین یہ سب باتین مجمل طور سے آگئی ہین۔ اب مین مفصل طور سے اونکی کیفیت بتاتا ہون۔ سو سنو ۔

مہمان نوازی و مسافر پروری۔ جب کوئی شخص تمہارے گھر پر مہمان آوے خواہ وہ تمہارا رشتہ دار ہو یا دوست یا ملاقاتی یا غیر ملاقاتی۔ تو تمکو مناسب ہے کہ اوسکا آدر ستکار کرو یعنی مدارات اور خاطر داری خوشدلی کے ساتھہ اچھی طرح سے بجا لاؤ۔ اور اپنی حیثیت اور طاقت کے موافق اوسکے کھانے پینے سونے بیٹھنے وغیرہ ہر طرح کے آرام کا معقول بندوبست کرکے اوسکو آرام پہونچاؤ جس سے اوسکی طبیعت کو کسی قسم کا جھٹکا نہ پہونچے۔ بلکہ اوسکے دل کو تمہاری خاطر داری کیوجہہ سے خوشی حاصل ہو مگر وہ شخص اگر پاکھنڈی۔ بدچلن آدمی ہو اور تم سے اور اوس سے پیشتر کی ملاقات بھی نہو تو ایسے شخص کی خاطر داری کرنیکے لئے شاستر مین ممانعت آئی ہے۔ بلکہ اوسکو اپنی مکان پر بھی ٹھہرنے کے لئے منع کیا ہے۔ پاکھنڈی شخص کی پہچان کرنے کے لئے جسکو تم پیشتر سے نہین جانتے ہو۔ عام طور سے تم اس قاعدے کو

یاد رکھو کہ فقیری لباس مین بدن پر چہاپ لگائے ہو یا ظاہری صورت مین اپنے
لباس یا تلک یا تسبیح مالا یا بات چیت سے اپنے آپکو درویش ظاہر کرے یا بہت بولتا
ہو اور اپنی تعریف از حد کرتا ہو تو جان لو کہ وہ محض خالی ڈہول کے مانند پولا ہے
اور در اصل کچہہ نہین ہی۔ ایسے شخص کے پہندے مین کبہی نہ آنا چاہئے۔ جہانتک بنے
ایسے شخص سے علیحدہ ہی رہو۔ اسیطرح گوکل کے گسائین لوگ اور دہرم کے برخلاف کام
کرنیوالے لوگون یعنی ایسے لوگ جن کے چلنے اطوار اچہے نہین ہین پرہیز لازم ہے
ایسے شخصون کی خاطر تواضع کرنیکے لئے کوئی حکم بزرگون نے نہین لکہا ہے۔
دوسرون کے کام بگاڑنیوالے۔ اپنی مطلب پر نگاہ رکہنے والے۔ جاہل مطلق
بک ورتی (बकवृत्ति) والے یعنی بظاہر بگلون کا روپ دہارن کئے ہوئے
جسم لگائے جٹا بڑہائے۔ کاٹہہ کی کوپین پہنے ہوئے۔ جماعت کے ساتہہ
پہرنے والے بیراگی لوگ۔ گانجہ اور بہنگ اور شراب پینے والے فقیر لوگ۔ مفت
خوری کی عادت والے آدمی۔ ان سب کی خاطر تواضع کرنیکے لئے منوجی مہاراج
ممانعت کرتے ہین*

جو لوگ عالم کسی زبان کے ہون۔ جو عالم سنیاسی ہو گیا ہو۔ جو اندہا۔ لولا۔ لنگڑا
کوڑہی۔ کلنکی ہو۔ جسکا کوئی پرورش کرنے والا نہو۔ ایسے لوگونکی خدمت اور
پرورش کرنا اور امداد پہونچانا ہر ذیمقدور شخص پر فرض ہے*

پس اسے چہتامن خلاصہ اصول مہمان نوازی کا یہ ہے کہ اوپر بیان کی ہوئی عمدہ صفت
کا جو شخص مسافر یا مہمان ہو اوسکی خاطر اور تواضع صدق دل سے ہر طرح کرنا مناسب
ہے۔ اوسکو پانی پاخانہ پیشاب بستر اور سونیکی جگہہ کی کوئی تکلیف نہونے پاوے

عمدہ عمدہ کہانے پہل مٹہائی۔ دودھ میوہ وغیرہ سے جو کچہہ میسر آسکے اوسکی
تواضع کرنا لازم ہے۔

اول اوسکو کہلا پلا دو پیچہے آپ کہاؤ۔ اگر وہ ایسا شخص ہے جسکے ساتہہ تم بہی
بیٹہہ کر کہا سکتے ہو تو لازم ہے کہ تم بہی اوسکے ساتہہ بیٹہہ کر کہا لیا کرو۔ ایسا نہو
کہ تم اچہا اچہا کہانا کہاؤ اور اوسکو معمولی کہانا دو۔ اس سے غرض صرف اتنی
ہی ہے کہ اوسکی آتما تم سے خوش رہے کسیطرحکا جہٹکا اوسکے دل کو نہ پہونچے
جس سے دین اور دنیا دونوں بگڑنے کا اندیشہ ہے۔

پراوپکار۔ یہہ لفظ مرکب ہے یعنی پر بمعنی غیر اور اوپکار بمعنی سلوک سے عوام
لوگ اس لفظ کے اصلی معنی پر غور نہیں کرتے جب وے کسی شخص کو دیکہتے ہیں
کہ وہ غیر لوگوں کے ساتہہ تن من دہن سے سلوک کرتا ہے گو وہ اپنی خاص
قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتہہ کیسی ہی بدسلوکی سے پیش آتا ہو
تو وے ایکدم کہہ اوٹہتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا پراوپکاری ہے۔ حالانکہ وہ شخص
اندہا اور بے تمیز پراوپکاری شخص ہے۔ دیکہو یہہ جو ہزارہا فرقے اور کئی ایک مذہب
تمکو نظر آتے ہیں انکا کیا مطلب ہے؟

اسکا جواب یہ ہے کہ اپنی سرمایہ فاضل سے مخلوق خدا کو فیض پہونچانا ہر ایک انسان کا
فرض ہے۔ مگر میں دیکہتا ہوں کہ کوئی انسان خواہ بادشاہ ہو یا بڑا مہاجن کل
مخلوق خدا کے ساتہہ اپنی سرمایہ سے جو اوسکے اختیار میں ہو فیض نہیں پہونچا سکتا
اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ مشیت ایزدی نے چاہا کہ فرقے اور مذہب جدا جدا ہوجاویں
پہر خاندان خاندان علیحدہ کردیے گئے۔ مطلب اسکا یہی ہے کہ جسکے تئیں کل مخلوق خدا

کے ساتھہ مسلوک نہین ہو سکتے تو اپنی مقدور کے موافق اپنی اپنی خاندانون اپنی اپنے فرقون اور اپنے اپنے مذہب والون کے ساتھہ سلوک کر سکو ـ کل مخلوق کا ایک بڑا بھاری دائرہ تھا ـ اوسکو چھوٹا کر کے مذہب کا دایرہ بنایا ـ پھر اوسکو چھوٹا کر کے فرقہ کا دائرہ بنایا گیا ـ اوسکو چھوٹا کر کے خاندان کا دائرہ بنا دیا ـ اوسکو چھوٹا کر کے خاص اپنے گھر کا دایرہ تیار ہوا ـ جسکا یہ نتیجہ نکلا کہ تم اپنی حیثیت اور حوصلہ کے موافق ان دایرون مین رہنے والے شخصون کے ساتھہ سلوک کرتے رہو ـ پس اپنی ذات خاص کے سواے جو کوی شخص ہے وہ میری راے مین لفظ پر مین شامل ہے ـ اور اوسکی پرورش وغیرہ مین جو کچھہ تم خرچ کرتے ہو وہ پر اوپکار مین شامل ہے ـ پس ایک گھسیارا بھی جو اپنی ذات خاص کے سواے اپنے بال بچون اور عورت اور رشتہ دارون کی پرورش مین مدد کرتا ہے وہ بھی پر اوپکاری ہے ؞

دائرہ مخلوق خدا

دائرہ مذہب

دائرہ فرقہ یا قوم یا ملک

دائرہ خاندان یعنی رشتہ داران

فیاضی گھر سے شروع ہو کر دائرہ خاص

Charity begins at home

یہ خودغرضون کا کہنا ہی کہ تم اپنی اہل بچون اور رشتہ دارون کو چھوڑکر دوسرے لوگون
کے ساتھ سلوک کرنے مین پراوپکاری کہلاؤگے - دیکھو برہمنون مین جو ایک معزز
اور قابل پرستش فرقہ اہل ہنود مین قرار دیا گیا ہے وہ سوائے اپنے خاص عزیزون
اور رشتہ دارون کے کسی دوسرے شخص کو اپنی کمائی کا پیسہ دینا جایز نہین رکھتا -
اسیطرح مسلمانون مین عیسائیون مین جینی اور بودھ مذہب والون مین سوائے
اپنے مذہب والے کے دوسرے کو دینا نہین پایا جاتا - وہی لوگ کبھی دوسرے مذہب
اور فرقہ والے کے ساتھ اسیطرح سلوک نہ کرینگے جیسے کہ اپنے مذہب اور فرقے
والے کے ساتھ بسبب کہ وہ نے اصول مذکورہ بالا کو اچھی طرح سمجھ گئے ہین اور
اسکے پورے عامل ہوگئے ہین - البتہ صرف اہل ہنود مین سوائے برہمنون کے اور
دیگر فرقے محض اندھے مادرزاد کے برابر ہین جو اس اصول کو نہ سمجھتے ہین نہ اوسپر
عمل کرتے ہین - ذراسی عقل اور سمجھ دوڑانیسے یہ عقدہ بخوبی حل ہو سکتا ہی مگر وہ
اپنی طبعیت کو اسطرف زور ہی نہین دیتے اور جہالت مین رہنا پسند کرتے ہین -
پس اے جینتامن تم اسپر اچھی طرح غور کرکے اس اصول پر عمل کرو کہ اول
اپنی لواحقین - بعد ازان عزیز و اقارب - بعد ازان دور کے رشتہ دارون بعد ازان
اپنی فرقے اور قوم بعد ازان اپنی مذہب والون بعد ازان مخلوق خدا کے ساتھ
عام طور سے اپنی سرمایہ اور حیثیت اور مقدور اور حوصلہ کے موافق سلوک کروگے
تو تم ضرور پراوپکاری سمجھے جاؤگے ::

دان مین - اسکا نفس معنی پراوپکار کے معنی مین شامل ہے - دان مین کہتی
ہین خیرات یا بخشش یا امداد زرکو - آجکل اسطرح کا رواج پایا جاتا ہے کہ اکثر

لوگ ناموری یا نمایش یا سخی کہلائے جانے یا دہرماتما مشہور ہونیکی غرض سے خیرات
کیا کرتے ہین۔ کوئی کوئی جہالت اور گمراہی کے سبب سے اس امید پر بھی خیرات کرتے
ہین کہ ہمکو اسکا عوض عقبی مین ملیگا۔ اور اس امید مین وہ اپنی بہت سے سرمایہ
کو اندھا پن مین خرچ کر ڈالتے ہین۔ مگر یہ سب انکی غلطی کی بات ہے۔ دان پن
یعنی خیرات وغیرہ کرنا محض ایک فرض دینی ہے جسکے ادا کرنیمین کوئی فخر کی بات
نہین ہے۔ جب کسی شخص کا ارادہ خیرات کرنیکا ہو تو اول اسکو مناسب ہے
کہ دریافت کرلے اسبات کو کہ آیا جسکو مین کوئی چیز دینا چاہتا ہون دراصل
وہ شخص محتاج اس شے کا ہے یا نہین۔ اگر معلوم ہو کہ ہے تو جہانتک ممکن
ہو محض پوشیدہ طور سے اوسکے پاس وہ شے پہونچادے۔ اسطرح کہ کسیکو خبر
نہووے۔ مین تمکو ایک بزرگ شخص کی مثال جو میرے چشم دید گذری ہے بتاتا ہون
ایکدفعہ ایک شہر مین کچھہ خفیف سا قحط پڑا اور بہت سے شریف لوگ جو نہ بھیک
مانگ سکتے تھے نہ کوئی ذلیل کام کر سکتے تھے رزق کیطرف سے نہایت پریشان
حال ہونے لگے۔ تب ایک مالدار شخص نے جو اصول مذہبی کا نہایت درجہ پابند تھا
اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ خفیہ طور سے ایسے شریف مرد اور عورتون کی فہرست
ہر روز تیار کرکے شام کیوقت دیا کرین۔ جبکہ فہرست تیار ہوکر اوسکے روبرو پیش
ہوتی تو وہ اون فہرست تیار کرنیوالے نوکرون کو رخصت کرکے دیگر ملازمون
کے سر مٹھائی پکوان اور ہر قسم کی جنس ترکاری وغیرہ لدوا کر اور کچھہ نقد روپیہ
اپنے ساتھہ لیکے رات کیوقت خود جاتا اور گھر گھر دروازہ پر جاکر مکان والے کو
آواز دیتا۔ جب وہ باہر آتا تو اوسکے خواہش اور ضرورت کے موافق نقد اور جنس

دیتے چلا آتا جب وہ شخص پوچھتا کہ آپ کون ہین اور کہان سے یہ چیزین لائے ہین تو
کہدیتا کہ مین ایک ساہوکار عالیشان کا گماشتہ ہون اور بازار سے یہ چیزین لایا ہون
مگر اپنا نام اور پتہ ہرگز نہ بتاتا۔ ایکروز مین نے اوس سے کہا کہ آپ اپنی کو گماشتہ
کیون بتلاتے ہین۔ ہنسکر کہا کہ درحقیقت مین گماشتہ ہون اوس عالیشان
ساہوکار کا جو مالک دو جہان ہے۔ مین اوسی کے حکم سے یہ سب چیزین تقسیم
کرتا پھرتا ہون۔ اسکو سنکر مین اپنی دل مین نہایت پشیمان ہوا کہ افسوس مین
اوسکے اس ہوتے ہنر کو بھی نہ پہچان سکا۔ غرضکہ وہ اسیطرح بہت دنون تک اون
محتاج شخصون کو جو دراصل محتاج امداد کے تھے کھانا۔ روپیہ پہونچاتا رہا۔ مگر اسکا حال نہ
تو اون لوگون پر ظاہر ہوا جنکو کہ امداد پہونچائی گئی تھی۔ نہ اور کسیکو معلوم ہوا سوای
چند ملازمان اور ہم نشینان کے۔ نہ کبھی مین نے اوسکو اس خیرات کی بابت اپنی
زبان سے ذکر کرتے ہوئی سنا۔ ای چیتامن اسطرحکی چند مثالین انگلستان اور دیگر
ملکون مین بھی موجود ہین۔ اسیکا نام سچی خیرات ہے۔ ورنہ ناموری اور نمائش
کی غرض سے تو زمانہ بھر خیرات کر رہا ہے۔ مگر وہ داخل خیرات نہین ہے۔ ولایت
مین اس سچی خیرات کا ایک اور طریقہ یہہ ہے کہ خط مین نوٹ بند کرکے اوس محتاج
شخص کے پاس بذریعہ ڈاکخانہ کے یا اور کسیطرح پہونچا دیتے ہین اور بھیجنے والے
کا نام ظاہر نہین کیا جاتا ۔

اے چیتامن مہمان نوازی۔ مسافر پروری۔ بیرادیکار اور دان پن دہرم کی راستہ
البتہ ہے۔ مگر موکش کی راستہ نہین ہیں۔ پر موکش کے چاہنے والے شخص پر
بھی لازم ہے ان باتونکا ادا کرنا ایک بڑا فرض ہے ۔

جنتامن نے اس جواب کو سنکر بڑی بھاری خوشی ظاہر کی اور کہا کہ ای مہاراج
گیان دیو آپ کے اس تسکین بخش جواب کا مین تہ دل سے مشکور ہون۔ پھر
گیاندیو نے کہا کہ اے جنتامن یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہی کہ وے لوگ بہت چھوٹے
دل اور کوتاہ خیال کے آدمی ہین جو ایسا سمجھتے ہین کہ فلان شخص میری قوم یا
فرقہ یا جماعت کا آدمی ہے۔ عالی دماغ اور بڑے دل والا شخص یہ سمجھتا ہی
کہ کل مخلوق خدا میرے بھائی ہین۔ چنانچہ انگریزی کہاوت ہی:

Small souls inquire "Belongs this man
To our own race, or class, or clan
But large-hearted men embrace
as brothers all the human race.

مگر ایسے عالی دماغ شخص دنیا مین شاذونادر پائے جاتے ہین۔ اسلئے دائرہ مذکورہ بالا کے
قایم ہونیکی ضرورت لازمی سمجھی گئی کہ جس سے ہر شخص پرادیکاری ہونیکا فایدہ اوٹھاسکے
آقا کو مناسب ہے کہ اپنے سب نوکرون کے ساتھ انصاف اور نرمی کا برتاؤ
کرے۔ اوس امیر اور ذی اختیار اور باحکومت شخص پر ہزار نفرین اور لعنت
ہے جو غریبون پر سختی اور ظلم کرتا ہے۔ سب لوگون کے ساتھ عزت سے
پیش آنا چاہئے۔ جو شخص تمہاری خدمتگذاری کے لئے مقرر ہین اون کا
مشکور ہونا لازم ہے۔ بجائے اسکے کہ اونکو نظر حقارت سے دیکھا جاوے۔ مثلاً
بھنگی نائی۔ خدمتگار وغیرہ جو تمہاری خدمت گذاری کے لئے ذلیل کام کرتے ہین

مقرر ہین۔ کبھی اونکے ساتھہ سختی یا حقارت سے مت پیش آو۔ کہاوت ہے کہ بنا باجی آپ باجی ॥

ہندوستان کو سنہ ۱ ہین فیاضی رہتی ہین مگر یہان بہیک مانگنے والے بھی بکثرت ہین۔ ایسے ہٹے کٹے توانا فقیر لوگ جیسے کہ اس ملک مین موجود ہین کسی دوسری جگہہ نہین پائیجاتے سبب یہی ہے کہ یہان خیرات آنکہہ بند کرکے کیجاتی ہے جس سے دست لوگ کمہمت رہتے اور مفت خوری سے زندگی کو بسر کرنیکو بہتر سمجھتے ہین بہ نسبت اپنی قوت اور محنت سے رزق پیدا کرینگے۔ جاہل لوگ سمجھتے ہین کہ انکو خیرات دینے سے ہمکو ثواب ہوگا مگر یہہ نہین خیال کرتے کہ دینے سے اون کی بدمعاشی اور بد چلنی بڑہانے کے باعث ہوتے ہین۔ ایسی ہی بے تمیزی کے ساتھہ خیرات دینے کا یہہ نتیجہ ہوا ہے کہ مردانگی اور ہمت اس ملک سے جاتی رہی۔ سستی بڑہ گئی۔ خیالات مین کمینگی آگئی۔ ہر شخص فقیری کرنے اور بہیک مانگنے پر آمادہ ہوگیا۔ محنت کرنا چہوٹ گیا۔ نقص اسطرح کی خیرات مین یہی ہے کہ جو دراصل محتاج تمہاری امداد کا ہے اوسکو تو تم سے کم مدد ملتی ہے۔ اور جو تمہارے سامنے آکر بہت چلاتا پکارتا ہے۔ اوسکو بلا دریافت اس حال کے کہ آیا دراصل وہ محتاج ہی یا نہین تم بے تمیزی کے ساتھہ خیرات دیدیتے ہو۔ اسکا نام خیرات بے تمیزی یا اندھی خیرات ہے۔ جسکا پھل کچہہ بھی نہین ہوتا۔ محتاج تمہاری امداد کے ایسے لوگ ہین جیسے کہ مفلس قلاش جو بوجہہ بیماری یا قحط یا سیلاب یا طوفان یا اور کسی سبب سے غریب اور محتاج ہوگئے ہین۔ اسیطرح سے بیوہ عورتین۔ یتیم بچے۔ کوڑھی لنگڑے لولے اندھے۔ لولے لنگڑے لوگ جو کچہہ کام نہین کرسکتے اور فاقہ کشی کرتے کرتے مرے جاتے ہین مستحق تمہاری امداد کے ہین ॥

بخلاف اسکے خیرات کرنیوالون کے بہت سے نئی روشنی والے لوگ اس ہندوستان
مین ایسے ہوگئے ہین کہ جنہون نے خیرات دینا بالکل بند ہی کر دیا ہے ۔
اور اپنے سرمایہ کو یا تو بخل کے ساتھ جمع کرتے ہین یا اپنی لذائذ نفسانی اور زیبائش
تن اور مکان اور سواری مین یا رنڈی بھڑون مین خرچ کرنا پسند کرتے ہین یہہ
دونون افراط اور تفریط قابل نفرین ہین۔ پس اے سپتمان چھوڑ دو ان دونون
حالتون کو اور خیرات دو ساتھ تمیز کے۔ اور فرض سمجھو اپنے اوپر مدد پہونچانا
غریب اور محتاجون کو ۔

علاوہ امداد زر کے ایک اور عمدہ ذریعہ خیرات کرنیکا ہے جسمین کوڑی لگے
نہ دام۔ وہ یہہ ہے کہ جاہلون اور بدکارون کو عمدہ تعلیم اور سچی اپدیش سے
راہ راستی پر لانا۔ کثرت خراب لوگون کی بوجہہ جہالت انکے دیکھنے مین آتی ہی
نہ کہ بوجہہ دیگر اسباب کے۔ پس ایسے لوگونکو اپنے سچے اور نیک اپدیش سے
سدھارنا سب سے عمدہ خیرات اور دھرم کی بات ہے۔ مگر یاد رکھو کہ جس صیغہ مین
تم لوگونکو اپدیش کرنا چاہو وہ راستی اور خدا پرستی اور اخلاق کا صیغہ ہو اور تم
خود اوسکے پورے اور سچے عامل نیک ہو۔ ورنہ تمہارے کلام مین نہ تو اثر ہوگا نہ
کوئی تمہاری نصیحت پر عمل کریگا۔ بلکہ جب تمکو خلاف اصول اپدیش کے کسی
بات مین چلتے ہوئے لوگ دیکھینگے تو تمکو نشانہ ملامت بناوینگے۔ اور تمہاری
نصیحت کو ہرگز قبول نکرینگے ۔

لوگون کے رنج و راحت مین شریک ہونا یعنی بیمار اور مصیبت زدہ شخص کی دلجوئی
کرنا اور اوسکو امداد پہونچانا تن من دھن سے داخل پن ہی جب کسی شخص کے

دل کو کسی قسم کا صدمہ پہونچا ہو تو اوسکو خوش کرنیکی کوشش کرو جب کسیکو کسی بات میں شک پیدا ہوا ہو تو اوسکو اپنی نصیحت اور نیک رای سے مدد دو۔ لوگونکو نیک راہ پر چلنے کی ہمت دلاؤ۔ اور ہمیشہ اونسے بھلائی کی تاکید کرو۔ دوسرونکی خوشحالی کو بڑہانا گویا اپنی خوشحالی کو بڑہانا ہے۔ جب تم اپنے ہی مطلب پر نگاہ رکھوگے اور اپنے ہی حاجتوں کے پورا کرنیکا بندوبست کروگے۔ جب تم چاہوگے کہ سب لوگ تمہاری تعظیم اور تکریم کریں اور جب تم یہ بچار کروگے کہ لوگ تمہاری نسبت کیا خیال رکھتے ہیں تو تمہارے دلکو بڑی پریشانی پیدا ہوگی اور ہر ایک کام تمہارا خراب اور غلط ہو جائیگا۔

پس اے چنتامن خودغرضی اور لذائذ نفسانی کو ترک کر لوگونکی بھلائی پر کمر باندھ یہ بھی دہرم کی ایک راستہ ہے۔ چنتامن نے اس نصیحت کو تہ دل سے قبول اور منظور کیا۔

سوال[۲۶] چنتامن۔ اے مہاراج گیان دیو آپ نے فرمایا تھا کہ حکمت حاصل کرنے کے طریقے فرصت کے وقت بتلائے جاوینگے۔ سو اگرچہ حضور کو فرصت کم ہے تاہم میں درخواست کرتا ہوں کہ اگر مفصل اور مشرح کیفیت بیان نکر سکتے ہوں تو کچھہ کیفیت مختصر طور سے ہی اسوقت بیان فرمادیجئے تاکہ اطمینان ہو میرے دلکو۔

جواب[۲۲] گیان دیو۔ اے چنتامن مختصر اصول حکمت حاصل ہونیکا یہہ ہے کہ جب انسان سمبندھ (सम्बन्ध) اور باسنا (बासना) کو چھوڑ دیتا ہے

رنج اور راحت یعنی سکھہ دُکھہ سے اوسکو نجات ملجاتی ہی تب کہا جاتا ہے کہ وہ شخص مکت کے درجہ کو پہونچگیا۔ باسنا کا تیاگ یہی ہے کہ کوئی خواہش اپنے دل مین نہ لاوے۔ اور اپنے کو کچھہ نجانے۔ اور ایسا یقین کرلیوے کہ سب چیزون مین برمہہ کی ذات پاک بھرپور موجود ہے۔ اور اسی خیال کے نقشہ مین متوالا بنا رہے دُکھہ سکھہ نہ جسم کو ہوتا ہے نہ روح کو۔ اگر کہو کہ روح کو ہوتا ہے تو وہ چیتن پدارتھہ (चेतन पदार्थ) یعنی ایسی نفیس پاک شے ہے کہ جسکو دُکھہ سکھہ پہنچ ہی نہین سکتا۔ اگر کہو کہ جسم کو ہوتا ہے تو وہ جڑ پدارتھہ (जड़ पदार्थ) یعنی ایک ایسی چیز مثل دیگر بیجان چیزون کے ہی کہ خود جسمین قوت پہچاننے دُکھہ سکھہ کی موجود نہین ہے۔ پس جان لو جیسا کہ مین اوپر کسی جواب مین بیان کرچکا ہون کہ جسم اور روح کے ملنے سے جو جیو (जीव) پیدا ہوتا ہی اوسیکو دُکھہ سکھہ بھوگنا پڑتا ہی دُکھہ سکھہ کے حس کرنیکا سبب سمبندھہ اور باسنا ہے۔ سمبندھہ کے معنی ہین تعلق لگاؤ۔ رشتہ۔ پس سمبندھہ سے مراد ہے کسی شے کو خواہ جاندار ہو یا بیجان منسوب کرنا اپنی طرف۔ مثلاً یہہ کہنا کہ یہہ مکان یا سامان میرا ہے۔ یہہ میرا باپ ہی۔ یہہ میرا بیٹا ہے وغیرہ۔

باسنا کے معنی ہین خواہش۔ پس باسنا سے مراد ہی چاہ کرنا کسی شے کا جیسے مین امیر ہوجاؤن۔ یا میرے لڑکا پیدا ہو۔ یا مین دنیا مین بڑا نامور کہلاؤن قس علے ہذا۔

سمبندھہ اور باسنا دو طرحکی ہوتی ہے۔ ایک شدھہ (शुद्ध) دوسری ملین (मलीन) شدھہ سمبندھہ سے مراد ہے لگاؤ پرمیشر کیطرف جیسے مین بندہ ہون

وہ خدا ہی میں جو ہون وہ برہمہ ہی۔ اور ملین سمبندھ وہ ہی جو اوپر بیان کیا گیا یعنی
تعلق یا تنا دنیاوی چیزون کیطرف ۞

اسیطرح شدّبہ باسنا مراد ہی اون خواہش سے جو مکتی ملنی اور جدائی سے خدائی حاصل
ہونیکی طرف ہو۔ اور ملین باسنا سے مراد ہی وہ خواہش جو دنیاوی چیزون اور بہشت
کے آرامون کے حاصل کرنیکی طرف ہو۔ غرضنکہ سمبندھ اور باسنا خواہ نیک ہون
یا بد دونون چھوڑنے کے لائق ہین کیونکہ بیڑی یعنی زنجیر یا خواہ لوہی کی ہو یا سونیکی
دونون باعث پابندی ہین ۞

سمبندھ اور باسنا اسیطرح انسان کو دکھہ سکھہ پہونچاتے ہین اسکے سمجھنے کے لئے
ذیل کی نظیرون پر غور کرو ۞

(۱) ذکر ہے کہ کسی راجہ نے اپنے لڑکے کو اوسکی بدفعلیون سے ناراض
ہوکر شہر بدر کر دیا۔ یہہ لڑکا خراب وخستہ پھرتا ہوا ایک جنگل مین جاکر مقیم ہوا اور
وہان کے غریب لوگون کے ساتھ بسر کرنے لگا۔ ادہر راجہ کے دل سے بھی
اوسکا خیال بالکل جاتا رہا۔ چند سال کے بعد ایک روز سردی کے موسم مین راجہ
موصوف شکار کھیلتا ہوا معہ اپنے لشکر اور وزیرون کے اتفاق سے اوسی جنگل
مین جا پہونچا۔ وہ لڑکا لشکر دیکھنے کے اشتیاق مین اور اس امید مین کہ شاید راجہ
میرے حال تباہ کو دیکھکر رحم کرے۔ اپنے مسکن سے شام کیوقت چلا آیا۔ اتفاقاً
اوس رات کو سخت آندھی آئی اور خوب زور سے پانی برسا۔ مسکن اوسکا دور تھا
واپس نہ جا سکا۔ مارے سردی کے راجہ کے ڈیرہ سے لگکر ٹھٹھر ا ہو رہا۔ مگر
بےخبر پڑا ہونے کے باعث کانپتا اور کین کین (कें कें) کرتا رہا۔ اسکی آواز

راجہ موصوف کی نیند مین فرق آیا۔ مگر اوسکے حال زار پر کچھہ خیال نکرکے حکم دیا کہ
اس شخص کو جو ہماری نیند مین مخل ہو رہا ہی مار کر نکالدو۔ سپاہیون نے مار کر اوسے
باہر نکالدیا۔ مگر سردی کی شدت اور ہوا کی سختی اور چوٹ کے صدمے نے جلد اوسکا
کام تمام کیا اور تھوڑی دیر بعد جا کر مر گیا۔ صبح کو جب دربانون نے راجہ صاحب
کو خبر دی کہ حضور کے ڈیرہ سے تھوڑے فاصلہ پر ایک شخص مرا ہوا پڑا ہے۔ کچھہ غم
راجہ کے دل مین اس خبر کے سننے سے نہ آیا۔ حکم دیا کہ لاش کو اوٹھوا کر پھینکوا دو
آدھے گھنٹہ بعد جب وزیر صاحب اوس مردہ کو دیکھنے آئے۔ تب اونھون نے
پہچان کر کہا کہ یہ تو شہر بدر کئے ہوئے مہاراج کمار کی لاش ہے۔ جا کر راجہ صاحب
کو خبر دی۔ راج کمار کا نام سنتے ہی راجہ بیچین ہو گیا۔ ہائے پتر ہائے پتر کہتا اور
چلاتا ہوا ڈیرہ سے بھاگ لاش کے پاس آیا۔ صورت پہچانی سر پیٹنے لگا۔ کہ ہائے
راجکمار مین تیرے ساتھہ ایسا بیرحم ہو گیا کہ مین آرام سے ڈیرہ کے اندر سوؤن
اور تو ایسی تکلیف کے ساتھہ مرجاوے۔ ہائے مین نے تجھے نصیحت کی غرض سے
شہر بدر کیا تھا نہ اس دن کے لئے کہ تو ایسی حالت سے مرجاوے۔
اور مین تیرا کریا کرم کرون ❊

اب سمجھنے کی بات ہے کہ باسنا کے سبب سے اوس لڑکے کو ایسی تکلیف کے
ساتھہ مرنا پڑا۔ اور سمبندھ کے سبب سے راجہ کو یہ رنج اوٹھانا ہوا۔ جب تک راجہ نے
اوسکے ساتھہ پتا اور پتر (पिता, पुत्र) کا سمبندھ بنایا تھا۔ کوئی خیال اوسکی
مصیبتون کا اوسکے دل پر نہ گذرا تھا۔ بلکہ بیرحمی کے ساتھہ اوسکے نکالدیے جانے کا
حکم دیا تھا۔ اور صبح کو اوس کے مرنیکی خبر پاکر کچھہ افسوس دل مین نہ آیا تھا

ہیون ہی وہ بسمبتہ ہوجاتا۔ موہ (मोह) کی آگ نے اوسکے دلکو جلانا شروع کیا۔

(۲) اسیطرح جب تم کسی شخص کے پاس یہہ باسنا یعنی خواہش لیکر گئے
کہ تمہارا فلاں کام اوسکے ذریعہ سے پورا ہوجاوے۔ اور جب ہی کہ تم نے اپنی
خواہش کو اونسے ظاہر کیا اونہوں نے صاف جواب انکار یہ دیدیا۔ اور تم اپنا سا
منہہ لیکر واپس آگئے۔ تو اب خیال کرو کہ اوسوقت تمہارے دل پر کیسی چوٹ
لگیگی۔ حالت مایوسی کسقدر تمکو ستاویگی۔ شاید تمہاری اصلی ضرورت اور محتاجی
جسکے رفع کرنیکی غرض سے تم باسنا لیکر گئے تھے۔ اتنی تکلیف تمکو نہ دیتی ہوگی جتنی کہ اس
مایوسی کی حالت نے تمکو پہونچی ہوگی۔

پس اسسے تم اچھی طرح سے سمجھ لو کہ سمبندھ اور باسنا ہی دکھہ کی جڑ ہین
اور دکھہ سکھہ نتیجہ ہے انسان کے کرمون کا۔ خواہ وہ کرم اس جنم کے ہون خواہ
سنچیت (संचित) کرم پچھلے جنم کے۔

یہ باسنا جسطرح انسان کے جسم پر عمل کرتی رہتی ہے اوسکی کیفیت سنو۔
جسم تین طرح کے ہوتے ہین ایک استھول (स्थूल) دوسرا سوکشم یا لنگ
(सूक्ष्म लिंग) تیسرا کارن (कारण)۔

استھول شریر اوس جسم کو کہتے ہین جو تمکو اس آنکھہ سے نظر آتا ہے۔ اس جسم کو ایک
بادشاہت فرض کرو اور جیو آتما (जीवात्मा) کو بادشاہ جس تخت پر بیٹھ کر
جیو آتما اس ملک کا انتظام بذریعہ حواس خمسہ کے کرتا ہے وہ آنکھہ ہے۔ اور جس
حالت مین وہ اس انتظام کو کرتا ہے اوسکو جاگرت اوستھا (जाग्रत अवस्था)
یا ناسوت یعنی جاگنے کی حالت بولتے ہین۔ اس حالت مین جیو آتما باسنا سے

جدا نہین ہوتا ہے ۔
سوکشم یا لنگ شریر ایک بہت لطیف اور باریک جسم کا نام ہے جسکا شرح حال مین تمکو پہلے کسی جواب مین بتا چکا ہون ۔ اسکو بھی ایک بادشاہت تصور کرو اس سلطنت کا انتظام جیو آتما کنٹھ कंठ یعنی گلے کے تخت پر بیٹھ کر حواس خمسہ باطنی سے لیتا ہے ۔ اس حالت کو سُپن اوستھا (स्वप्न अवस्था) یعنی حالت خواب کہتے ہین ۔ اس حالت مین بھی جیو آتما باسنا سے علیحدہ نہین رہتا مسلمان صوفیون کے مذہب مین اسحالت کا نام ملکوت ہے ۔
کارن شریر कारण शरीर یہ مرکب ہے ۔ من چت ۔ بدھ ۔ اہنکار سے اس جسم مین جیو آتما حالت سکھپت सुषुप्त یعنی خواب مین رہتا ہے ۔ اور جس تخت پر بیٹھتا ہی اوسکو ہردے हृदय یعنی دل کہتے ہین ۔ اس جسم مین غفلت ہر دو جسم مذکورہ بالا سے ہوتی ہے اور یہ جانتا ہے کہ مین کچھہ ہون ۔ پر مین کیا ہون یہ نہین جانتا ۔ اسحالت کو صوفی لوگ جبروت بولتے ہین ۔
ان تین حالتون کے سواے ایک اور چوتھی حالت ہی جسکا نام تُریا तुरिया ہے اس حالت مین دماغ تخت جیو آتما کا ہوتا ہے ۔ یہ وہ حالت ہے کہ جسمین جیو آتما آپ مین محو ہو جاتا ہے ۔ اسحالت کو صوفی لوگ حالت لاہوت بولتے ہین ۔ یہہ حالتین روزمرہ ہر ایک جاندار کو حاصل ہوتی ہین پر ان سب مین تریا اوستھا حالت کا اکثر کا حاصل ہونا باعث مکت ہے ۔ مگر یہ حالت بغیر کامل کوشش کے حاصل نہین ہو سکتی ۔ اوسکے حاصل کرنیکی ایک تدبیر یہہ ہے کہ تمہارے جسم کے پانچ تتون مین جو باسنا مخلوط ہو گئی ہے اوسکو بھگوت بھجن کے ذریعہ سے

اور جوگ ابھیاس کے گوروان سے مار کر باہر نکال دو پھر اپنی خیالات کی کسافت یعنی میل کو گیان کی آگ میں جلا کر دلکو صاف کر ڈالو اور لطافت یعنی صفائی قلب حاصل کرو تب حالت تریا خود بخود آجایگی ٭

اس سب اوپدیش کرنے سننے کے بعد چیتامن نے کہا کہ اے مہاراج گیان دیو آپنی ابھی تھوڑی دیر ہوئی تفصیل ارم کا بیان فرمایا سو مین پوچھتا ہون کہ کرم کتنے طرح کے ہوتے ہین اور جسم پہلے ہی یا کرم - اگر فرماؤگے کہ جسم پہلے ہوتا ہی تو جسم بغیر کرم کے نہین ملتا - پھر جسم کہان سے آیا - اور اگر کہئے کہ کرم پہلے ہی تو کرم بدون جسم کے ہو نہین سکتا پھر کرم کہان سے آیا ٭

گیان دیو نے کہا کہ اے چیتامن کرم دو طرح کے ہوتے ہین ایک سنچت یعنی پچھلے جنم کے کرم جنکا بھوگنا ابھی باقی ہی - دوسرے کریمان (श्री मान) یعنی وہ کرم جو تم اس جنم مین کر رہی ہو ٭

کرم پہلے ہی یا جسم یہ ویسا ہی سوال ہی جیسے کوئی پوچھے کہ درخت پہلے ہی یا بیج - اگر کہو کہ بیج پہلے ہی تو بیج درخت مین ہوتا ہی - بدون درخت کے بیج کہان سے آیا - اور اگر کہو کہ درخت پہلے ہے تو درخت بیج سے پیدا ہوتا ہی - بدون بیج کے درخت ایسے ہو گیا - اور اگر کہو کہ بہت سے درخت خود رو ہوتے ہین جنکا بیج بوتے ہوئی کسیکو نہین دیکھا - پس اسیطرح اسکو بھی سمجھ لو کہ جیسے پرمیشر کی مرضی سے یہ درخت خود بخود پیدا ہو گئے - یہ جسم بھی اوسکی مایا سے پیدا ہو گیا - پھر کرم کرنے سے ہوتا یعنی آواگون کے چکر مین پھنس گیا - اور ان کرمون کے ناش ہونیکا بجز گیان کے دوسرا نہین ہے ٭

گیان پیدا کرنے کے لئے رجوگن تموگن کا تیاگ اور ستوگن کا اختیار کرنا پہلا درجہ ہے
رجوگن کا دوسرا نام شہوت اور جذب منفعت بھی ہے۔ اسکی چودہ خاصیتیں ہیں یعنی
تمنا۔ محبت۔ آزادی۔ خودمطلبی۔ حرص۔ حسد۔ تلون مزاجی۔ تعصب۔ خوشامد۔
بیہودگی۔ شعلوبی۔ بیقراری۔ بسلوک۔ بدسلوکی ۔

تموگن کی بھی اسیطرح چودہ خاصیتیں ہیں یعنی
بے مہری۔ بیشرمی۔ غصہ۔ بےایمانی۔ بخل۔ نادانی۔ غم۔ ماتم۔ تکبر۔ خواب۔ کاہلی
ضعف۔ پیری۔ خوف ۔

ستوگن جسکو تمیز اور بقا بھی کہتے ہیں۔ اسکی بھی چودہ خاصیتیں ہیں یعنی
عقل۔ علم۔ حلم۔ توکل۔ ایمانداری۔ شرم وحیا۔ مرجاد۔ راست روشنی وراستگوئی
خوش نیتی۔ توحید۔ استقلال۔ رحم۔ کرم۔ عین سرور ۔

جب جیو اتما سمبندھ اور باسنا کے ذریعہ سے لذائذ محسوسات کا متوالا ہو کر اپنی فضیلت کو بھول جاتا ہے تو اپنے کرموں میں آپ پھنس جاتا اور نیک و بد پھلوں کا نتیجہ بھوگتا ہے ۔

بعضے لوگ کہتے ہیں کہ گیان مثل اندھی اور تاریک کوٹھری کے ہے کہ جسمیں نہ کچھہ سوجھے نہ بوجھے۔ پس کرم اور اوپاسنا کرنا انسان کے لئے بہتر راستہ ہے۔ مگر یہ اونکے خیالات کی بھول ہے۔ سبب کہ کرم اور اوپاسنا سے صرف نتیجہ فعلوں کا ملتا ہے۔ مکت حاصل نہیں ہوتی۔ سب مذہبوں کے بزرگ لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ خدا واحد ہے اور اسکے جاننے کی بواسطہ صرف گیان اور عرفان ہے۔ شریعت والے اور کرم کانڈی اور اوپاسکوں کی رائے اپنی

مختلف ہی۔ کرم کانڈی کہتی ہین کہ کرم کا ناش نہین ہوتا۔ کیونکہ کرم پراربدھ کے
بندہن مین آجاتے ہین اور پھر پراربدھ امٹ ہی۔ میری راے مین یہ سب جھگڑے
کی باتین ہین۔ اور بسبب اختلاف اوپاسنا ایکدوسرے کے اوبدیا یعنی نادانی کے
سبب سے پیدا ہوتی ہین۔ پراربدھ کا بندہن خواہشون سے آزاد ہونے پر چھوٹجاتا ہی
پراربدھ کا دوسرا نام قسمت یا نوشتہ تقدیر بھی ہے۔ یہ نوشتہ اگر دراصل کوئی چیز ہی
تو وہ صرف فیصلہ ہے تمہارے پچھلے کرمونکا۔ نہ کہ تمہارے حال کے فعلون کا
وشسنٹ جی مہاراج کا قول ہے کہ جب گیان کا بیج لویا جاتا ہے تو وہ ایک
جنم مین نہین بلکہ دوچار جنم مین پھل دینے کے لایق ہوتا ہی۔ اور یہ بات ہر شخص کے
ہر ایک جنم مین اوسکے طریقون سے پہچانی جاتی ہے۔ یعنی نسکام اوپاسنا کے
نتیجہ سے سمبندھ گیان کا اور سکام اوپاسنا کے نتیجہ سے طرح طرح کی باسنا پائیجاتی
ہے۔ نسکام اوپاسنا سے مراد ہی پرستش خدا کی بلا کسی خواہش کے اور سکام
اوپاسنا سے مطلب ہے پرستش خدا کی کسی غرض اور خواہش سے ٭

کرم کانڈی لوگ یہ بھی کہتی ہین کہ اپنی مین پرمیشر کو دیکھنا گویا اپنے کو خدا بنانا ہی
یہ اعجمانی اور ناستکون یعنی منکر اور دہریہ لوگون کی باتین ہین کیونکہ خواہش تو
اوسوقت مین بھی بنی رہتی ہے۔ مگر میری راے مین یہ بھی اونکی سمجھہ کی بھول ہی
کرم کانڈی لوگ لذات دنیاوی کی طمع مین نفسانیت کیوجہ سے اچھے کامون
کا فاعل خود بنکر اپنی تعریف کرنے لگتے ہین۔ اور برے کامونکا فاعل پرمیشر کو قرار
دیکر اپنی کو بندہ اور تابعدار ظاہر کرتے ہین۔ اور جسکو کہ اپنے سے زیادہ دولتمند اور
زوراور دیکھتی ہین اوسکی خوشامد اور غلامی کرنے لگتے ہین۔ اور غریبون اور کمزورون

کے ساتھہ خودی اور تکبر سے پیش آتے ہین۔ بخلاف انکے گیانی لوگ آتم تت کو سب مین برابر سمجھتے ہین اور اس جسم کے پھلون کو علت تناسخ خیال کر کے قناعت کیطرف رجوع ہو جاتے ہین۔ کرم کانڈی شخصون کی نسبت شمس تبریز صاحب فرماتے ہین؂

خود بدہ انصاف ای اہل دغل	ال ہر ہست از مکر مصحف در بغل
بالوہم از ہست شیطان دہدہم	کے شوی در راہ حق ثابت قدم
این خوشامد گوی جنیدین البہان	رہزنان اندر رہزنان اندر رہزنان
شیخ را لاموت باشد نہ لقش	شد فنا ذات لقا شد جا ملش

کرم کانڈی لوگ جم پوری (यम पुरी) کی روائتین نہایت خوفناک الفاظ مین بیان کر کے جاہلون کے دلون کو ہلا دیتے ہین۔ اور پھر اون تکلیفون اور خوفون سے نجات پانے کے لئے اونکو ہدایت دان پُن کرنے اور کرم کانڈ مین لگے رہنے کی کیا کرتے ہین۔ بخلاف اسکے گیانی لوگ ایسے بیم ورجا کی باتونکو نظر حقارت سے دیکھتے ہین۔ چنانچہ اسکے ثبوت مین جو گفتگو درمیان ایک بزرگ گیانی برہمن اور اونکی عورت کے ہوئی تھی۔ لکشمن لوپران مین سے تمکو سناتا ہون وہ یہ ہی

---

(۱)
سوال عورت کا۔ اے مہاراج جم پوری کے راستہ مین جو بیترنی ندی پڑتی ہے اوس سے ہم کیونکر پار اوترینگے؟

(۱)
جواب گیانی برہمن کا۔ اے بھرنیہ تمہاری بھول کی بات ہے جو تم اوس سے پار اوترنیکیلئے اتنا ڈرتی ہو کیونکہ جہان تمنے یہ سنا ہے کہ اوس ندی سے پار اوترنا پڑتا ہے

وہاں بھی تم نے یہ بھی سنا ہی کہ کوئی بھی پار اوترنیسے رہ گیا ہی۔ اگر تمکو جمد
وت اوسکے پار نہ لیجائین گے۔ تو تمکو خوش ہونا چاہیے کہ ابھی پار آنند سے رہوگی
اور یہ بات تو ہو نہین سکتی کہ جن کام کے لئی وے دوت آوین اوسکو پورا نکرکے
اپنے مالک کی حد عدول حکمی کرین۔ پس جس طرح سے وے اوس ندی کے پار جانیگے
تمکو بھی اپنے ساتھ لیجائین گے۔ پھر خوف کرنیکی کیا ضرورت ہی۔ اور تم اس
بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ ترشنا ہی بیترنی ندی ہے جس نے
ترشنا چھوڑ دی اوسکو بیترنی سے کچھ خوف نہین رہتا۔ سو تم ترشنا کو چھوڑ دو
تمہارا بیڑا پار ہو جائیگا ۔۔

ش(۲)۔ ہم نے سنا ہی کہ جم پوری کے راستہ مین کانٹے بچھے ہوئے ہین۔ اور تلوار
کی دھار پر چلنا پڑتا اور بہت بڑی بڑی تکلیفین اوٹھانا پڑتی ہین۔ جو لوگ جوتا اور سواری
مثل گھوڑا ہاتھی کے دان کرتے ہین وے اوس راستہ سے بے کھٹکے
نکل جاتے ہین۔ ورنہ طرح طرح کی تکلیفین سہتے ہین اور بڑے کشٹ ہونیکے سبب سے
چلاتے اور روتے ہین۔ پھر جمدوت اونسے لپیٹے ہوئے لیجاتے ہین۔ سو آپ
ہمسے بھی جوتہ اور سواری کا دان کروائیے ۔۔

ج(۲) ارے پیاری ہمین طاقت جوتہ اور سواری کے دان کرانے کی نہین ہی
اور تم جو اوس راستہ کی تکلیفت سے ڈرتی ہو یہ تمہاری بڑی بھول ہے۔ کیونکہ
جس راستہ سے جمدوت جائین گے اوسی راستہ سے تمکو بھی لیجائین گے
یہ تو ہو نہین سکتا کہ وے ایک راستہ سے جائین اور تمکو دوسری راستہ بتلا دین

سو جبکہ وہ اور تم ایک ہی راستہ سے جاؤگے تو یہ بات غیر ممکن ہے کہ اونکو کشٹ یعنی تکلیف نہ پہونچے اور تمکو کشٹ پہونچے۔ اتنا سمجھہ رکھو کہ جیسے وہ دوت سوکشم روپ ہوتے ہین ویسا ہی اوسوقت تمہارا بھی سوکشم روپ ہوجائیگا۔ اور سوکشم روپ کو کوئی کشٹ نہین پہونچتا۔ پھر تمکو کیسے کوئی کشٹ پہونچیگا۔ وہ ڈر تمکو صرف اسیغرض سے شاستر دان مین دلایا گیا ہے کہ تم آگیانی لوگ دہرم کیطرف دلکو لگاؤ۔

س (۳)۔ جو لوگ ہمیشہ پانی دیتے ہین تو جم لوک کے راستہ مین جب اونکو پیاس لگتی ہے تو وہی پانی اونکو پینے کے لئے دیا جاتا ہے سو آپ میرے نام سے پیاؤ بٹھال دیوین تو بڑی مہربانی ہوگی؟

ج (۳)۔ مجہہ مین اتنی طاقت نہین ہے کہ مین پیاؤ مقرر کرنیکا خرچ اوٹھا سکون۔ پیاسون کو پانی پلانا البتہ بڑے ثواب کی بات ہے۔ مگر تمہارے دل مین جو خوف جمپوری کے راستہ مین پیاس لگنے کا جما ہوا ہے اوسکے دور کرنیکے لئے اتنا سمجہہ رکھو کہ تم اور جمدوت دونون سوکشم روپ مین ہوگے اور سوکشم روپ محتاج بھوک پیاس کا نہین ہوتا۔ اگر کہو کہ ہوتا ہے تو جب تم کو پیاس لگیگی جمدوتون کو بھی لگیگی۔ پس جہان سے وے لوگ پانی پیوین وہین سے تم بھی پی لینا۔

س (۴)۔ اے مہاراج جمدوت تو خود مختار ہونگے اور مین اونکے اختیار مین۔ وے

پانی پی لیوینگے - اور مجھ پیاسا رکھینگے تو مین کیا کرونگی ؟

ج ۔ اگر وے تمکو روکینگے اور تم پیاس کی سختی سے بے چین ہو کر وہین گر پڑوگی تو پانی کے تت کے ساتھ ہو رجا ژون تت بھی نکلجاینگے - پھر جیراج مہاراج کے پاس سے دوت کیسکو لیجاینگے اور جبکہ تمہارا خاتمہ وہین ہوجائیگا تو تمکو اور بھی خوش ہونیکا موقع نلیگا کہ مفت مین نجات حاصل ہوگئی - اور پاپ پن کی جوابدہی سے چھوٹ گئین ؞

پس اے چنتامن خلاصہ اس سب کا یہ ہی کہ اول علم مذہبی اچھی طرح سے سیکھو - اور اچرن درست کرو - پھر کچھ دنون تک کرم کانڈ کی تعمیل کرو - اور اوپاسنا کے اصول عمل مین لاؤ پھر انکو چھوڑ جوگ ابھیاس کے عامل بنو - پھر گیان حاصل کرو - اور بھگوت بھجن مین اپنا بہت سا وقت لگاؤ - جب دل یکسو ہوجاوے - برہمہ کی ذات پاک مین اوسکو لولین کردو تب تمکو مکت نصیب ہوجائیگی - مگر یہ کام دو چار دس برس کا نہین ہے - اسکے حاصل کرنیکے لئے ہمیشہ زندگی بھر لگے رہو -

چنتامن نے کہا کہ اے مہاراج گیان دیو آپ کا فرمانا بہت درست ہی - میری تسکین آپ کے پر اثر اوپدیش سے بخوبی ہو گئی - اب مین ضرور ان اصولون کی تعمیل مین سچے دل سے کوشش کرونگا ؞

---

۲۳ سوال چنتامن - اے مہاراج گیان دیو ویراگ یعنی عشق الٰہی کتنی طرح کا ہوتا ہے ؟ ؞

جواب گیان دیو - ویراگ چار طرح کا ہوتا ہے یعنی ایک لکھوٹا ویراگ - دوسرا اسمسان (स्मसान) ویراگ - تیسرا منددیراگ - چوتھا دڑھ (दृढ) ویراگ

اب ہر ایک کی کیفیت اسطرح پر جانو کہ لکھوٹا ویراگ وہ ویراگ ہے جو کسی مصیبت کے آنے پر انسان کے دل کو پرمیشر کیطرف جھکا دیتا ہے - اسکو لکھوٹا گیان بھی کہتے ہیں - یہ صرف اوتنی ہی دیر تک قایم رہتا ہے جتنی دیر تک کہ مصیبت کا سامنا رہتا ہے جب ہی کہ وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے وہ گیان اور ویراگ بھی جاتا رہتا ہے - اور پھر انسان لذاید نفسانی اور کاروبار دنیاوی میں مثل سابق کے غافل ہو جاتا ہے - یہ ویراگ صرف غرض کے ساتھ ہوتا ہے کہ خدا اوسکی مصیبتوں کو آسان کر دیوے - یہ نہایت خراب قسم کا ویراگ ہے - اسکو لکھوٹا ویراگ اسلیے کہتے ہیں کہ جیسے آنچ لگنے سے لاکھ ذرا پگھل جاتی ہے - اور آنچ سے علیحدہ ہونے اور گرمی دور ہونے پر پھر سخت ہو جاتی ہے ویسے ہی مصیبت کی آنچ لگنے سے حضرت انسان کا دل نرم ہو کر خدا کیطرف رجوع کرتا ہے اور جب ہی کہ وہ آنچ دور ہو گئی پھر سخت دل ہو گیا - چنانچہ انگریزی کہاوت ہے :-

When Devil was ill the Devill a monk would be

When he was well the Devill again would he be.

یعنی جب حضرت شیطان بیمار پڑتے ہیں تو درویش صفت بنجاتے ہیں اور جب صحت پا جاتے ہیں تو پھر شیطان کے شیطان ہو جاتے ہیں :-

(۲) اسمسان ویراگ وہ ہی جو کسی انسانی لاش کو دفن کرنے یا جلانے کیلئے لیجانے کیوقت ہمراہیان لاش اور اوس مردے کے عزیز و اقارب کے دل مین پیدا ہوتا ہے۔ اوسوقت اونکو تمام دنیا اور ما فیہا ہیچ معلوم پڑتا ہی اور سوا خدا کے کسی شے کو لازوال نہین سمجھتے سب جہان کو معہ اپنی ذات خاص کے فنا ہونیوالا جانتے ہین۔ اور چند منٹ یا گہنٹون کے لئے کل دنیا کی محبت کو اپنے دل سے باہر نکال خدا کی محبت مین اوسکو رجوع کرتے ہین۔ اور پھر اوسوقت کے گذر جانے پر مثل سابق کے دنیاوی لذاید اور کاروبار مین لگجاتے ہین اور خدا کا خیال بھی دل مین نہین لاتے۔ یہ ویراگ بھی ویسا ہی ناقص ہے جیسا کہ کھوٹا ویراگ ؛

(۳) مند ویراگ:- یہ وہ حالت دل کی ہی کہ جسمین دنیا سے نفرت بھی ہو اور الفت بھی۔ کبھی تو یہ خیال آوے کہ یہ دنیا محض ناپایدار اور فانی ہی اسمین دل لگانا عبث ہی اسکو ترک کر خدا ہی مین دل لگانا بہتر ہے۔ پھر خیال آوے کہ اگر مین دنیا کو چھوڑ دونگا تو فلان فلان خرابیان واقع ہونگی غرضکہ پس و پیش کی حالت مین رہنا اور خدا اور دنیا دونون کو چاہنا۔ بقول سعدی صاحب۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیاے دون — این خیال است و محال است و جنون

(۴) رہد ویراگ۔ یہ وہ حالت ہی کہ دلکو خوب مضبوط کر کے دنیا کو ترک کر دیوے اور پھر اوسکی الفت کو کبھی اپنے پاس تک نہ آنے دے۔ ہر دم اور ہر گھڑی پرمیشر ہی کے دھیان اور عشق مین مست رہے

مند ویراگ اور رہد ویراگ کو اچھی طرح سمجھنے کیلئے مین تم کو ایک مثال سناتا ہون کہ ایک ملک مین ایک راجہ تھا۔ اوسکے تین لڑکے تھے جب یہ تینون لڑکے ہوشیار

ہوگئے تو راجہ کے دل مین ایکدن ایسا خیال گذرا کہ آتما یعنی روح نیت یعنی قدیم
اور لازوال ہے۔ باقی سب دنیا انت अनित्त یعنی فانی ہے۔ پس اب وہ تدبیر کرون
کہ جس سے آتما یعنی پرمیشر کی ذات پاک کو پہچان آزادی کا مرتبہ حاصل ہوجاوے
لیکن یہ سلطنت جسکا مین بادشاہ ہون خراب ہوجاویگی۔ اسلئے اول اسکا انتظام
کرلینا چاہئے۔ تب اوسے چھوڑ تارک الدنیا بنجانا مناسب ہوگا۔ ایسا خیال کرکے
اوسنے اپنے وزیرون اور لڑکون کو تنہائی مین بلاکر اپنے ویراگ کا حال اون سے
کہا کہ مجھی دنیا کیطرف سے نفرت پیدا ہوئی ہے۔ کیونکہ اس جہان مین بجز
رنج اور غم کے کچھہ نہین ہے اور جہان مین لوگون کو اپنا اپنا غم ہوگا مجھی ساری
دنیا کا غم اور فکر اوٹھانا پڑتی ہے۔ اسلئے اب مین چاہتا ہون کہ تم سب جسطرح
مین تقسیم سلطنت کی دیتا ہون اوسیطرح انتظام جہانداری کا کرتے رہنا۔ اور
وزیرون کی صلاح پر چلنا۔

وے لڑکے خاموش بیٹھے ہوئے اپنے باپ کی سب گفتگو سنتے رہے۔ اور جب باپ
سے رخصت ہوئے تب ایکجگہہ بیٹھکر باہم گفتگو کرنے لگے کہ دیکھو باپ کا کام ہے
دکھہ اور غم سے بچانا اپنی اولاد کو۔ مگر یہ ہمارا باپ اپنا دکھہ اور بوجھہ ہمارے سر پر
ڈالکر آپ پرم آنند حاصل کرنا چاہتا ہے۔ پس ہمکو مناسب ہے کہ کسیکو خبر نکرکے
یہان سے چلدین اور موکش اور پرم آنند کی تلاش کرین۔ ایسا بچار کرکے وے
تینون لڑکے تارک الدنیا ہوکر بن کیطرف کو چلدئے اور آخر کو بڑے کامل درویش
ہوگئے۔ اب دیکھو راجہ کو صرف سندویراگ پیدا ہوا تھا جسکے سبب سے وہ دنیا مین
پھنسا ہی رہا۔ مگر لڑکونکو اوسکی باتین سننے سے درڑھہ ویراگ پیدا ہوگیا اور وے

پورے عاشق خدا کے ہو گئے :۔

درحقیقت عقلمند وہی شخص ہے کہ جو دکھ اوٹھا کر یاد وسرونکی نصیحت سے اس دنیا سے نفرت اختیار کرے۔ مگر جس شخص کے دل میں یہ تین باتیں موجود ہوں وہ لائق اسکے نہیں ہے کہ ویدانت چرچا سنے۔ یعنی ایک وہ جو گناہ سے نہ بچ سکتا ہو۔ دوسرے وہ جسکا دل اپنے بس نہو اور ہمیشہ ہر ایک چیز کیطرف بھاگتا پہرتا ہو تیسرے وہ جو جاہل مطلق ہو۔ جیتنا من نے کہا کہ درحقیقت جو کیفیت اور مثال حضور نے ویراگ کی تشریح کی بابت بیان فرمائیں وہ پورے طور سے تسکین بخش ہیں میرا کچھ شک و شبہہ اوسکی بابت باقی نہیں رہا۔ جو میں کچھ حضور سے پوچھوں :۔

سوال جیتنا من۔ تت بودھ کسکو کہتے ہیں۔ اسکی بابت اسے مہاراج گیان دیو کچھہ زبان مبارک سے بیان فرمائیے :۔؟

جواب گیانند یو۔ ست گیان یعنی سچ چیز کے جاننے کا نام تت بودھ ہے۔ گیان دو طرح کا ہوتا ہے ایک پرکش یعنی علم الیقین۔ دوسرا اپرکش یعنی حق الیقین :۔

(۱) جو گیان کہ اوپنشدہ۔ برہم سوتر جوگ وشسٹ۔ گیتا وغیرہ کتابوں کے پڑھنے اور سننے اور اونکے سمجھنے سے حاصل ہو اوسکو پرکش گیان یعنی علم الیقین کہتے ہیں :۔

(۲) جو گیان اپنی آتما کا بذریعہ ذاتی تجربہ کے حاصل ہو اوسکو اپرکش گیان یعنی حق الیقین کہتے ہیں۔ اور یہی افضل سمجھا گیا ہے۔ اسکے حاصل کرنے کی

قابلیت پیدا کرنیکی ترکیب یہ ہے کہ بعد پڑہنے اور سننے کتب مذکورہ بالا کے اور بعد دیکھنے دنیا کی کیفیت کے غور کرے کہ سچ کیا ہی اور جھوٹ کیا ہی۔

اسکا نام ودیک विवेक ہے جب ان دونوں باتوں کی تمیز ہو جاوے تو جھوٹ کو چھوڑکر سچ کو اختیار کرلے اور پھر اپنی اندریوں یعنی حواس خمسہ کے فعلوں کو روک کر ان چھہ باتوں کو عمل میں لاوے یعنی

(۱) **شم** - جب کوئی خراب خواہش دل میں پیدا ہو تو اسکو سچ اور جھوٹ کی تمیز کی طاقت سے روک لے۔ اسکا نام شم ہے۔

(۲) **دم** - اندریوں کو انکی طاقت بھر کام کرنیسے باز رکھے۔ اسکا نام دم ہی۔

(۳) **اوپرتی** - دہرم کے تعلق الیسی باتونکو جو جہالت اور طرفداری سے بھری ہوئی ہوں چھوڑ دے۔ اسکا نام اوپرتی ہے۔

(۴) **تتیکشا** - گرمی سردی سکھہ دکھہ مان اپمان کے اثر کو اوٹھانے تاب میں رکھنا۔ اندریوں کی بری خواہش کو اپنے دل سے نکالڈالنا اور دنیا کی کسی چیز کی خواہش کو اپنے پاس نہ آنے دینا۔ اسکا نام تتیکشا ہے۔

(۵) **سمادہان** - کرنا دنیا کے سب کام مگر نہ پھنسنا اونمیں سے کسی میں بھی۔ اور سچائی کے راستہ میں ایسا مستقل ہوجانا جیسے کہ پہاڑ۔ اور ہر دم رجوع رکھنا اپنے دلکو اس عمل کے پورا کرنے میں۔ اسکا نام سمادہان ہے

(۶) **شردہا** - گورو کے قول اور اوسکی طاقت اور تصوف کی کتابوں پر پورا یقین رکھنا اور بھروسہ کرنا اسبات پر کہ میں حاصل کرونگا یا کر سکتا ہوں

اپنی ذاتی طاقت سے ہے۔ اسکا نام شردھا ہی ٭

ست چیتا من یا آتمک قوت بودھ کا بیان۔ پرماتما ست دیویک کا حال سنو۔
کہ جب تعبوت اور گیان کی کتابیں پڑھے اور ذاتی تجربوں اور عملوں کے ذریعہ
سے اسبات پر پورے طور سے دل جم جاوے کہ صرف ایک آتما یعنی پورن
برہم سچیدانند تو نتھا اور ہمیشہ قایم رہنے والا ہے باقی سب جدیت اور فنا
ہونیوالا ہے تو اسکو تت دیویک کہتے ہیں ٭

ست सत्य کیا ہے اور است असत् کیا ہے۔ اسکے جاننے کیلیے تم کو
سمجھ لینا چاہیے کہ جو تینوں زمانوں یعنی ماضی حال اور استقبال میں بلا تغیر
و تبدل قایم رہے اور جسپر زمانہ یعنی وقت کا کچھ بھی اثر نہ پہونچے۔ وہی ست
یعنی سچ ہے۔ اور جو اسکے خلاف ہو وہی است یعنی جھوٹ ہے ٭

تت یعنی عنصر شمار میں پانچ ہیں یعنی (۱) آکاش جسکو خلا بھی کہتے ہیں (۲) ہوا
(۳) آگ (۴) پانی (۵) زمین یعنی خاک ٭

انکی پیدایش کا حال اسطور پر ہے کہ برہم اور اسکی مایا یعنی قدرت سے جسمیں
تموگن کا زیادہ حصہ ہے اول آکاش یعنی خلا پیدا ہوا۔ پھر آکاش سے ہوا۔ ہوا
سے آگ۔ آگ سے پانی۔ اور پانی سے زمین بنی ہے ٭

اب ان کے حصوں سے جدا جدا حواس پیدا ہوئے۔ یعنی سننا۔ چھونا۔ دیکھنا
سونگھنا۔ اور ذائقہ یعنی چکھنا ٭

ان کے ملنے سے انتہ کرن یعنی من بدھی چت۔ اور اہنکار پیدا ہوا۔ لفظ انتہ کرن
کے معنی ہیں درمیان میں رہنے والا۔ کیونکہ۔ انتہ کرن درمیان جسم اور آتما کے

ہلکر دو رنگ ملا ہوے رہتا ہے جب اوسکا جھجان یعنی جھکاو جسم کیطرف ہوتا ہے تو وہ انسانکو شہوت وغیرہ خواہشون مین پھنسا دیتا ہے۔ اور جب آتما کیطرف رجوع ہوتا ہے تو انسانکو گیانی بنا دیتا ہے ؛

ان پانچ تتون کی پہچان کے لئے کہ تمہارے بدن مین وہ کسطرح ہر وقت کام کرتی رہتے ہین مختصر کیفیت بذریعہ نقشہ ذیل کے تم کو بتلاتا ہون۔

نقشہ کیلئے دیکھو صفحہ نمبر (۱۱۱)

نوٹ متعلق نقشہ ہذا۔ اسبات کی شناخت کے لئے کہ فلان وقت تمہارے بدن مین کونسا تت کام کر رہا ہے تم ہر ایک تت کے رنگ کی ایک ایک گولی لیکر پانچون گولیون کو جیب مین ڈال لو۔ اور ایک گولی کو اوسمین سے نکالو۔ تو جس تت کا غلبہ اوسوقت تمہارے بدن پر ہوگا۔ اوسیکے رنگ کی گولی تمہارے ہاتھہ مین آویگی ؛

دوسری ترکیب اسکے پہچاننے کی یہہ ہے کہ دونون ہاتھہ کے انگوٹھون سے دونون کان اور انگوٹھون کے پاس کی دونون انگلیون سے دونون آنکھین اور بیچ کی دونون انگلیون سے دونون نتھنے اور باقی دونون انگلیون سے منہہ کو بند کرکے اپنی طاقت بھر سانس کو روکو اور ایک آئینہ پر جو پیشتر سے سامنے رکھہ لیا ہو

منصفہ لکھو لینے سے رہا یکی پھونکو تو جس تت کا زور اُس وقت تمہارے جسم میں ہو گا اوسیکا رنگ تم کو اوس آئینے میں نظر آویگا

۱ تناسب	۲ تت کا نام	۳ تت کا رنگ	۴ تت کی چال	۵ تت کی خواہش	۶ تت کا مزاج	۷ تت کا مقام	۸ تت کا دروازہ	۹ تت کا کھانا	ایک ایک تت مین پانچون تت کی کیفیت: ۱۰ آکاس	۱۱ ہوا	۱۲ آگ	۱۳ پانی	۱۴ زمین
۱	آکاش	کالا	ناک کے اندر رہتا ہے باہر نہیں آتا	بہرہ والی چیز	سست	سر	دونوں کان	آواز	دوکھ	خوشی	لجیا یعنی شرم	لالچ یعنی موہ	خوف
۲	ہوا	ہرا	ٹیڑھا ہو کر ناک سے ۸ انگشت باہر آتا ہے	ترش چیز	روان یعنی چنچل	ناف	دونوں نتھنے	سونگھنا	بانٹنا یا [illegible]	ہلنا جھلنا	دوڑنا	بڑھنا پھیلنا	سمٹنا سکڑنا
۳	آگ	سرخ	اونچا ہو کر ناک سے ۴ انگشت باہر آتا ہے	چرپری یعنی تیز چیز	گرم	پتہ	دونوں آنکھ	دیکھنا	نیند	انگڑائی	بھوک	پیاس	آلس یعنی کاہلی
۴	پانی	سفید	نیچا ہو کر ناک سے ۱۶ انگشت باہر آتا ہے	سلونی چیز	ٹھنڈا	منفر	آلہ تناسل	مباشرت	عورت کا رج بیت	نطفہ	خون	پیشاب	تھوک
۵	زمین	پیلا	ناک کے سامنے ۱۲ انگشت باہر آتا ہے	میٹھی چیز	جبر یعنی سختی	ناف کے [illegible] نیچے	مقعد	بھوجن	روم یعنی بال	مانس یعنی گوشت	نس یعنی رگ	تچا یعنی کھال	ہڈی

چنتامن نے یہ کیفیت تت بودھ کی ایسی تجھکو سریع الفہم الفاظ مین سنکر نعرہ خوشی
کا مارا - اور پھر جھکا کر عرض کیا کہ اے مہاراج گیان دیو آپ نے جیسے پُراثر اور
تسکین بخش جواب میرے سوالون کے دیکر میرے زنگار دل کو دھو دیا ہے اوسکا
شکریہ مین اس زبان سے ادا نہین کرسکتا - مین آج سے آپکا چیلہ ہوا اور آپکو
گورو اپنا تہ دل سے قبول کرتا ہون - آپکے کلام مین ایک بہت بڑا وصف
یہ ہے کہ تعصب یا انانیت یا منقولیت سے خالی ہے سریع الفہم ہے صاف
صاف الفاظ مین دلایل عقلی سے بھرا ہوا ہے ؛

گیان دیو نے یہ باتین چنتامن کی زبان سے سنکر کہا کہ نہ مین مستحق ہون
تیری شکرگذاری کا - نہ تیری تعریف کا - مین نے صرف اپنا فرض ذاتی اور دینی
ادا کیا ہے اور تیرے اطوار کی ترقی اور تیرے خیالات کی درستی اور اصلاح
دیکھکر میرا دل بہت خوش ہوتا ہے - اور مین سجدہ اور شکریہ ادا کرتا ہون دربار
مین اوس پورن برمہہ ستچدانند کے کہ جس نے میرے دل کی آرزو کو پورا
کیا اور تجھی بہت جلد کجی سے راستی پر لایا - یہ تیرے پچھلے جنمونکی عمدہ کمائی
کا سبب ہے جو تیرا دل ایسی جلد رجوع ہوگیا طرف حق پرستی کے - اب مناسب
ہے تجھکو کہ مستقل رہے اپنے ارادون مین اور عبادت کرے خدا کی ساتھہ
سچے دل کے ؛

سوال ۲۵ چنتامن

اے گورو مہاراج گیان دیو - مین یقین دلاتا ہون
آپکو کہ جیسا آپ نے حکم دیا ہے ویسا ہی کرونگا - اور جیسا آپکا اوپدیش ہے

مین اوسکے مطابق چلونگا - اب میری خواہش ہے کہ اور کچھ پند اور نصایح جناب کی زبان مبارک سے سنون جو ہمیشہ کسافت میرے دل اور خیالات کی منجاوے ۔

جواب ۲۵ گیان دیو - اے چنتامن مین تمہاری خواہش کے مطابق پچھلے بزرگوں کے قولوں کو جو نصیحتوں سے بھرے ہوئے ہین سناتا ہون - بخوشی دل سے سنو اونکو اور عمل کرو اون پر نتیجے ذیل ہے ۔

سب سے پہلے مین تمکو ایک مسدس احمدی صاحب کی جو سراسر گیان (یعنی معرفت) سبت کرم (یعنی اخلاق) اور فرایض انسانی سے بھری ہوئی ہے سناتا ہون وہ یہ ہے ۔

مسدس احمدی صاحب

مسافر ہی تو اے گلزار امکان کے تماشائی
ذرا چشم بصیرت کھول گر رکھتا ہے بینائی
کہاں تک ابلہانہ خود پسندی و خود آرائی
تری کس کام آوینگے خیالات من و مائی
اوڑی خوشبوی گل ہی رنگ روی گلستان پھیکا
بعجلت پھول چن ہونیکو ہی رنگ چمن پھیکا

تو ہوش کب تلک لیک دری کے قہقہے کب تک
کہاں تک نعرہ گل سرو سہی کے لہلہے کب تک
خیابان مین ہین کے بلبلوں کے چہچہے کب تک
تو حرف دید گل کب تک فدائی خیابان لیے کب تک
کریگا کب تلک مشق خرام ناز مستانہ
رہیگا تا کجا محو قد دلجوی جانانہ

اڑین دو بلبلین تہ ثالث بالخیر تو ہووے
معاون ہووے ہادی نکلے گرم سیر تو ہووے

ملا آنا مجھے سی کہہ تو ہمین کیا کیا کیا کیا
رکھا کس زخم دل پہ مرہم امداد کا پھاہا
نکالا دشت غربت مین کسیکے پاؤنکا کانٹا
کسی آفت زدہ کا بوجھ کچھ تونے کیا ہلکا

بچایا ہی کسی گم کردہ رہ کو رہنما بنکر
گیا ہی پار بیڑا بھی کسیکا ناخدا ہوکر

اگر غفلت سی ابتک کچھ نہین تونے کیا غافل
تو اب خواب گران سی چونک آیندہ ہو کامل
بڑھے جاتے ہین ساتھی ہمسفر نزدیک ہی منزل
یہ فرصت بھی غنیمت ہی اگر کر پائی کچھ حاصل

اولو العزمان دانشمند جب کرنے پہ آتے ہین
سمندر پاٹتے ہین کوہ سے دریا بہاتے ہین

مجھی اک شاہ عالیشان کی بخشش مین جانا ہی
ہمیشہ کھلی ہی در اوسیکا آستانہ ہے
اوسی سرکار سی ملتا سبھونکو آب و دانہ ہی
ہی ذات اوسکی غنی محتاج ہر فرد زمانہ ہے

عجب سرکار ہی منہ دیکھا ہی ہر سو اوسکی عظمت کا
ٹھکانا ہی نہین ہی رفعت ایوان دولت کا

ازل سی پیشتر اوس نے بچھا ہی نعمتونکا خوان
ہمارا میزبان پاک ہی وہ ہم ہین سب مہمان
نباتاتی جماداتی ہوائی روح اور انسان
اوسی سرکار سے انعام پاتے رہتی ہین ہر آن

اوسیکا لطف کرتا ہی کفالت ہم غریبون کی
وہی فریاد سنتا ہے دلون مین بد نصیبون کی

لگاتا ہی کبھی ظلمت کا چشم نور مین انجن
چھپاتا ہی چراغ نور کو تہ ظلمت تہ دامن

ہی روشن اوسکی ڈیوڑہی پر چراغ مہر سے روشن ۔ فلک تارون بہرا اوپر مرصع کار ہی چلمن

فرشتون تک کی آنکہین تو یہان چوندہیاتی ہین
مقدس روحین سجدہ کرتی ہین آنکہین چہپاتی ہین

غلام سیدان خاص باب ہی اوس بندہ پرور کا
قدم دیرینہ خانہ زاد ہیہ اوس سرکار کے گہر کا
بلا اسباب کا شاخانہ ہی اوس الطاف گستر کا
حدوث ایک کارسازی تو ملازم تازہ دفتر کا

اسی دفتر مین جہگڑے چکتے ہین ساری خدائی کے
یہین احکام سب ہوتے ہین صادر کبریائی کے

قویٰ کی فوج کو ہی نظم و نسق دہر کی خدمت
کرم سے ... خفا ... ہی ہمیشہ ملتی ہی دولت
ہوا کرتی ہی زیر حکم عقل کل یہ سب محنت
یہ لکہہ لٹ باب رہتا ہی کہلا ہر آن ہر ساعت

بقدر ظرف طالب یان ہین پیمانے مقدر کے
لئے جاتے ہین جو جسکو ملا پیمانے بہر بہر کے

وہ بے پروا ہی لیکن ہی غلامونکی اوسی پروا
نہ کہاے اور نہ پہنے وہ مقدس ذات کی ہمتا
نہ درکار اوسکو تخت و تاج ہی نے مسند و تکیا
ہماری واسطے سب کچہہ ہی یہ دنیا و مافیہا ؛

وہی تو ہی وہ سلطان کبریا اسم جسکو کہتی ہین
وہ شاہنشاہ عالی ہی خدا اسم جسکو کہتی ہین

چراغ مہر و شمع مہ اوسیکی لو مین جلتے ہین
اوسیکے حکم سے ذرات کے پہیری بدلتے ہین
ارادے سے اوسیکے کوہ سے چشمے ابلتے ہین
کواکب ٹہیک اپنی اپنی رفتار پہ چلتے ہین

اوسیکے حکم سے قایم ہے مد و جزر دریا کا
گل و سبزہ سے دامن پر کرتا ہی صحرا کا

نہایت چھوٹی جانورین بھی لطف زندگی بخشتا
ہوا والون کو پانی والون سے مطلب کچھہ رشتا
ہمین اپنی جنس مین خوش وہ نسبت دنگی کچھہ بہت ہوا
کلولین کرتے ہین باہم اوڑاتے ہین فرزی کیا کیا

وہ باہم ملکے جب ہم ذکر ہست و بود کرتے ہین
جہان کے عشق کو اپنی ہی تک محدود کرتے ہین

نظر آتی ہے چیونٹی گو بہت کم نور خلقت مین
تماشا ہین تدبیرین تجسس مین ذکاوت مین
اونکین اوسکی جا بجا کوئی لیکن نجوم و عادت مین
ذخیرے کے فراہم کرنے مین لوگی جماعت مین

ذرہ اوس تنگ تر سینہ کا فرط جوش تو دیکھو
دماغ نیم ورنازک کا وفور ہوش تو دیکھو

یہ حیرت خیز اوس خلاق کی قدرت نمائی ہے
انا الموجود للغیری ہر اک سر مین سمائی ہے
کہ ہر اک فرد کو اپنی آنکھہ مین ذرہ نمائی ہے
خدا ہونیکے الیق [illegible] ہے

کرون وصف جلال کبریا میری زبان کیا ہے
یہان جبریل کے پر جلتے ہین میرا بیان کیا ہے

کرورون باغ ہین اوسکی اور اون مین لاکھون گلشن ہین
خیابانون مین طاؤس سان دلکش سایہ افگن ہین
ہر اک سو لالہ و شمشاد و نرگس سرو و سوسن ہین
تبسم کرتے ہین غنچے عنادل چہچہے زن ہین

ہوسناکان سیر باغ شوق اپنا جتاتے ہین
معین وقت تک نوبت بہ نوبت آتی جاتی ہین

یہان تو پائی عزت ایسا کچھہ سامان مہیا کر
بھری بازار مین آیا ہے تو میز نفع سودا گر
پشیمان ہو گذشتہ غفلتون سے اب نہ سویا کر
حضور شاہ مین تا سر خرد ہو جاوے تو جا کر

کرم جنس یان ہے دستگیری ہم جانون کی

خریدا کرین ہمین جنتی دعائین ناتوانون

ہمین ممنوع تو کچھ اس چمن مین کھانے پینے سے نہ تجھ سے تیری پھل توڑنے شاہمین تجھکا نیسے		نہ تو کہا گیا ہے باز کچھ آرام پانے سے برا کیا ہے جو تو ہو شاد پھل گلشن کے توڑنے سے

مگر اس حد کے اندر تیری جو شئے ہے وہ اوس کی کہا
لگا رکھے دلمین احترام ہی شاہنشاہ کا کھٹکا

الٰہی! ہمدردی کو اپنی قوم مین رکھ تو پروانہ عنایت کر ہمین وہ قوتین اور عزم مردانہ		بتا ہم کو بھولے بھٹکے کو سراغ راہ کاشانہ رہیں ہون تیری رضا جوئی کی دھن مین دل سے دیوانہ

میری یہی انجام کی اندر ہیں سے دلمین ہے تمنائین
تیری مخلوق کی خدمت کو آنکھون سے بجا لائین

تمام شد

اے چیتابس اب مین تم کو چند متفرق پند آمیز اشعار فارسی - اردو - ہندی کی سناتا ہون جو اخلاق اور معرفت سے بھرے ہوئے ہین :

(۱)

بادہ خوردن و ہشیار نشستن سہل است		گر بہ دولت برسی مست نگردی مردی

(۲)

تجھے کیا آدمی یہ نکتہ نہیں یاد		کہ اول خاک بود است آدمی زاد

نہ آخر چون ببیند لشی ہمانند

(۳)

کس فکر مین ہو رام کرے توشہ کی کرو فکر	ای غافلو نزدیک ہے وقت سفر آیا
پیغام قضا شام نہ آیا سحر آیا	

(۴)

دل کا آئینہ جب صفا دیکھا	وہ جو پنہان تھا برملا دیکھا
کیا کہون مین نے دل مین کیا دیکھا	جلوۂ قدرت خدا دیکھا
کھول کر آنکھہ اپنی مثل حباب	آنکھہ نہ ہم نے بجز فنا دیکھا

(۵)

نہین قالین و مگیری ہی مطلب خاکسار کو	زمین و آسمان ہی فرش و خیمہ ان غریبون کا

(۶)

چشم مین اوسکا تصور اے ظفر آنے تو دو	وہی نظر و نہین رہیگا دھیان سمجھانے تو دو

(۷)

بندگی بندہ کو ہے امید و محبت چاہیئے	عبد ہین ہم اسلیئے ہم کو عبادت چاہیئے
کچھہ نماز پنجگانہ کے قواعد پر نہین	بندگی صبر و رضا و شکر و طاعت چاہیئے

(۸)

کبھی کھلتی ہی دم مین ہستی موہوم کا عقدہ	حباب آسا ذرا اگر غافلون کی چشم وا ہو دے
مثال موج دریا مجھہ مین اوس مین آشنائی ہی	نہ مین اوس سے جدا ہون اور نہ وہ مجھہ سے جدا ہو دے
ظفر جسکو تمنا ہو حیات جاودانی کی	فنا ہو نفس اوسکو چاہیئے پہلے فنا ہو دے

(۹)

یہان کی مخلصی اے ظفر ہو اقسمت ہو تو کیونکر ہو	کہ مین آلودۂ عصیان ہون رحمت ہو تو کیونکر ہو

نظر شفقت کی چشم عنایت ہو تو کیونکر ہو
کریے اشک ندامت جوش رحمت ہو تو کیونکر ہو

جو بان ہو نفس سا ہیر ان جنا شفقا سنا ہو کسا
زبان عجز گیا ہے کیونکر اور عبادت ہو تو کیونکر ہو

نو وجا نہ بے چینگی وہ خنجر جان آبغیع ہر دشمی
کہ زائل نشہ پندار و نخوت ہو تو کیونکر ہو

گرانباری گناہونکی اوٹھانے سے نہین دیتی
الٰہی کیا کرون یہ رفع خجلت ہو تو کیونکر ہو

ہوس کہتی ہے کر وصل یار کی رہ کہتی ہے حرص مال کے
توکل ہو تو کیونکر ہو قناعت ہو تو کیونکر ہو

دو رنگ عالم کے تصور ہون ہین دام حیرت مین
رہائی کی مری کوئی جو صورت ہو تو کیونکر ہو

وہ ہمت سے ہی ہو سکتا ہے جو ہی کام ہمت کا
بالفرض یہ ستون سے صرف ہمت ہو تو کیونکر ہو

(۱۰)

ہے عجب بدبختی طالب عطر ہو سیہ کارونکو ہمیشہ
پہر کرو جسطرح آتا ہے نظر دشمن چراغ

(۱۱)

نطفہ انسان زمین پر جو گر ہے
نصف جان کو تن کے اندر کم کرے

یا کہ جو تابع ہو شہوت اور غضب
رکہتے ہین نسوان سے صحبت روز و شب

روح اونکی ہونگے غارت اور بستر
باقی ہے قالب خبیث بدسیر

پس مناسب ہے کہ مانند سگان
گر نہ عفت عف در پئے حسن بتان

(۱۲)

ہو اگر کمزور دشمن اسکو کم سمجہو نہ بس
اے تمنا ایسے موقع پر بہت ہین پیش و پس

اپنے دل مین ہر بشر اس رمز کو سمجہے یہی
پارۂ آتش جلا سکتا ہے اک انبار خس

دشمنون کی میٹہی باتون پر نہ رکہو اعتماد
اونکی ہر شیرین گفتار مین سم کا فساد

(۱۳)

دلقبت بچہ کار آید تسبیح و مرقع
خود را زعمل ہائے نکوہیدہ بری دار
حاجت کلاہ برقی داشتنت نیست
درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

(۱۴)

با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ
نرود میخ آہنی در سنگ

(۱۵)

نخواہد این چمن از سرو لالہ خالی ماند
یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید

(۱۶)

صبحدم مرغ چمن با گل نوخاستہ گفت
ناز کم کن کہ دریں باغ بسے چون تو شگفت

(۱۷)

ہست بیشک رستگاری در سہ چیز
با تو گویم یاد گیر ہش دار اے عزیز
زان یکے ترسیدنست از ذوالجلال
دیگر آمد جستن قوت حلال
ہر کہ باطن از خرامش پاک نیست
روح او را رہ سوئے افلاک نیست
اے پسر قصد دل آزاری مکن
از خدای خویش بیزاری مکن

(۱۸)

موہن کو من ہی مین ڈہونڈہو ست ادکھٹ گھاٹ پھرو مارے
مت دیکھہ چلو یہ پگ ڈنڈی یاں بہت لٹت ہیں تجارے
سب سنسار تیج ہے بن موکھہ اور سندرتن کا مت جہانڈے
جو سمجھو ساگر ذرا جا ہے تو گور چرن مین چیت لارے
مت دیر کرو اب پٹ کھولو اور گھٹ ہی مین درشن دیکھو

سو النسا کی ڈوری مین لٹکو مین دو کتہو کو تیرے پیارے

گیان اُتّم نر سُودھ کی سنگت دہیان کیٹے بن دھیرج ہارے
بھاو کیٹے نکمد سے کچہہ مانگت مان کیٹے نت کے گہر جاے
سادھو کی سنگت سنے کیٹے اور روگ کیٹے کیہو اوکہد کہاے
جینی لال دادا رکھتے نت گوبند گو بند کے گن گاے

(۲۰)

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد		صد حجاب از دل بروی دیدہ شد

(۲۱)

عیب جو کو عیب ملتا کچہہ نہین دشوار ہے		کون شی بے عیب ہے جب گل کے سینہ خار ہے

(۲۲)

یہی ہی عبادت یہی دین و ایمان		کہ کام آسے دنیا مین انسان کے انسان

(۲۳)

اوٹھا ہی پردہ غفلت نگاہ عقل سی تیکو دل کے آئینہ مین ہے تصویر یار		کہ ہی تصویر جانان کی تیری آئینہ دل مین جب ذرا گردن جہکالی دیکہہ لی

(۲۴)

عجب نادان ہین وہ جنکو ہی عجب تاج سلطانی		فلک بال ہما کو پل مین بخشی ہی مگس رانی

(۲۵)

ای ہما پیش فقیر سلطنت کیا مال ہی		بادشاہ آتا ہی پابوس گدا کیو اسطے

امی جیتا من اب مین تمکو اور چند نصیحتین سُنا کر اس جواب کو بند کرتا ہون - مجھکو کئی اور ضروری کامون کیوجہ سے فرصت کم ہے - تم آٹھ روز کے بعد اور جو کچھہ تمکو پوچھنا چاہتی ہو پوچھہ لینا - وہ نصیحتین یہ ہین :-

(۱) کچے گھڑے مین پانی بھرنا اور مغرور کو نصیحت کرنا برابر ہے :-

(۲) دنیاوی امور طالب گیان کے لئے اوسیطرح حارج ہوتے ہین جیسے چور کو چاندنی رات :-

(۳) بے وقت کی گفتگو اور وقت پر خاموشی کا نتیجہ ملالت ہی :-

(۴) کل انسان آٹھ قسم کے ہوتے ہین - اون مین سے پانچوین اور چھٹے قسم کے لوگ اچھے سمجھے جاتے ہین اور باقی سب خراب :-

۱ - یعنی ایک وہ جو نفع اور نقصان کو نہ سمجھے جیسے نادان لڑکے جو دیکھا دیکھی بلا دریافت اصل حقیقت کے کسی کام کو کرنے لگتے ہین :-

۲ - دوسرے وہ جو نفع پر نظر رکھے اور نقصان کو نہ سمجھے جیسے لوبھی اور لالچی شخص :-

۳ - تیسرے وہ لوگ جو اپنا نقصان ہی کرنا چاہتے ہین اور نفع کو نہین سمجھتے جیسے شہوت پرست لوگ :-

۴ - چوتھے وہ جو اپنی فائدہ کی غرض سے دوسرون کا نقصان کرے جیسے قصائی بیسوا - رشوت خوار شخص :-

۵ - پانچوین وہ جو دوسرون کے فائدہ اور آرام کے لئے اپنا نقصان

کرتے ہین جیسے پر اوپکاری لوگ چنانچہ کہا ہی

"ہمیشہ کام مین غیرون کے ہین سعادتمند
تماکو نہ اپنے لئی فکر عسر و جاہ نہین"

۶۔ چھٹوین وہ جو اپنا بھی فایدہ کرین اور دوسرونکا بھی جیسے عالم لوگ جو اپنا علم دوسرونکو سکہلاتے ہین ❊

۷۔ ساتوین وہ جو دوسرونکا نقصان کرین اور خود اونکو کچھہ فایدہ حاصل نہو جیسے چغلخور ❊

۸۔ آٹھوین وہ جو اپنا بھی نقصان کرین اور دوسرونکا بھی جیسے کیمیاساز

(۵) بادشاہ اور عورت اور بچون سے بدرجہ اوسط نزدیکی کا برتاؤ رکھے بہت نزدیک رہنے سے رنج سہنا ہوگا اور دور رہنے سے بے مراد رہیگا ❊

(۶) سنسار بیماریونکا گھر ہے۔ اون بیماریون سے بچنے کے لئے بچار اور گیان دوا ہے ❊

(۷) ہر ایک انسانکو لازم ہی کہ سویرے فجر اوٹھکر اور ہاتھ منہہ دھوکر خدا کی یاد مین مصروف ہووے۔ اوس سے فارغ ہوکر اپنے متعلق جو کام ہو اوسکے کرنے مین حیلہ حوالہ اور سستی اور کاہلی نکرے ❊

(۸) جو بات کہ تمکو معلوم نہو اوسکے دریافت کرنے مین شرم مت کرو ❊

(۹) رات دن مین کوئی وقت اپنا سوا اپنے لکھنے پڑہنے عمدہ کامون کے کرنے اور یاد الٰہی مین مشغول رہنے کے بیفایدہ بات چیت یا کھیل

تماشوں میں مت ضائع کرو۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

(۱۰) اپنے دل کا راز منکوحہ عورت یا پیاری سے پیاری عورت یا مرد کو بھی نہ کہے۔

(۱۱) عیب دار آدمی اور جاہل شخص کی صحبت سے پرہیز کرو۔

(۱۲) بیکار آدمی کو گھر میں نہ آنے دو۔

(۱۳) ناقص العقل اور جاہل آدمی سے مشورہ کسی بات میں نکرے۔ نہ بے علم اور جاہل اور کم ذات والے شخص کو کسی معاملہ میں پیشوا بنا دے۔

(۱۴) جب کبھی تم کو پردیس جانا ہو تو ان باتوں پر لحاظ رکھنا مناسب ہے۔

۱۔ اس جگہ کی آب و ہوا کے موافق اشیاء خوردنی۔ نوشیدنی۔ اور پوشیدنی کا استعمال رکھو۔

۲۔ بدون صلاح اپنے بزرگوں عزیزوں۔ اور دلی دوستوں کے کوئی نیا کام نکرو

۳۔ اپنی تنخواہ کا نصف سے زیادہ حصہ خرچ نکرو۔ اور اس نصف میں بھی کفایت پر نظر رہے اور اپنے نفس کو قابو میں رکھو۔

۴۔ اپنے کار متعلقہ کو خوب جانفشانی کے ساتھ ادا کرو۔ اور اپنے باقی وقت کو یاد الہی میں صرف کرو۔ اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ معمولی ارتباط رکھو۔ یعنی نہ تو کسیکے دوست بنو نہ کسیکے دشمن۔ اور نہ کسیکی مدت اور غیبت انگریزوں میں شریک ہوو۔

۵۔ حکام کی فرمانبرداری کرو اور اپنے کام میں ایمانداری رکھو۔

(۱۵) جھوٹ نہ بولے۔ کسیکو تہمت نہ لگا دے۔ کینہ نرکھے۔ غیبت

اور چاپلوسی کسیکی نکر ٭

(۱۶) دوسرون کے عیبون کی طرف سے چشم پوشی کر اور اونکا اظہار غیرونپر نکر ٭

(۱۷) ہر شخص کیساتھ دلجوئی اور نرمی سے پیش آ۔ کسیکے ساتھ سخت کلامی یا ترشروی نکرے ٭

(۱۸) اگر تم کو کبھی کسی نئی چیز کے خریدنیکا کام پڑے تو اوسکے واقفکارون کی معرفت اور اونکی صلاح سے خرید کرو۔ ورنہ دیگر لوگ تمکو دہوکہ دینگے اور تمکو نقصان اوٹھانا پڑیگا۔ مگر اسباب پر بھی لحاظ کر لینا کہ وہ واقفکار شخص ایماندار اور تمہارے بھروسہ کا آدمی ہی یا نہین ٭

(۱۹) دوست تین قسم کے ہوتے ہین: ایک وہ جو تمہاری بہتری چاہے۔ دوسرا وہ جو تمہارے دوست کا دوست ہو۔ تیسرا وہ جو تمہارے دشمن کا دشمن ہو ٭

(۲۰) اسیطرح دشمن بھی تین طرح کے ہوتے ہین۔ ایک وہ جو تمہاری برائی۔ خرابی اور بربادی کا خواہان ہو۔ دوسرا وہ جو تمہارے دوست کا دشمن ہو۔ تیسرا وہ جو تمہارے دشمن کا دوست ہو ٭

(۲۱) جو نصیحت تو اورونکو کرتا ہے اول تو اوسپر خود عمل کر ٭

(۲۲) اپنا راز دار کسیکو مت بنا۔ اپنا مال نہ دوست کو دکھلا نہ دشمن کو ٭

(۲۳) کم کہانے۔ کم سونے اور کم بولنے کی عادت ڈال۔ بیکسون کی برائی مت کر۔ ہر کسیکے سامنے گفتہ ناگفتہ بات منہ سے مت نکال۔

نہ کسی شخص کو دوسرے لوگوں کے سامنے شرمندہ کرے اپنی ایکو مثل عورتوں کے
آراستہ نکرے غیروں کے روبرو کھانا مت کھا۔ راستہ میں اپنے بڑوں کے آگے
آگے مت چل مہمان کے سامنے کسی پر غصہ نہو۔ دیوانہ او مست سے
بات نکرے

(۲۴) طرز زندگی اپنا ایسا بنا کہ خدا کے ساتھ سچا رہے نفس امارہ کے ساتھ دشمنی
رکھے یعنی اوسکو مغلوب کرتا رہے خلق خدا کے ساتھ انصاف اور رحم سے پیش آوے
بزرگوں کی خدمتگذاری کرے چھوٹوں پر مہربانی رکھے فقیروں پر سخاوت
کرتا رہے دوستوں یاروں اور عزیزوں کو نصیحت کرتا رہے دشمن کے ساتھ
حلم اور بردباری سے پیش آتا رہے جاہلوں کے ساتھ خاموشی کا برتاؤ بہتر ہے
عالموں کی خاطرداری لازم ہے

(۲۵) عورت وہی حسین ہے جو شوہر کی رضا جو ہے مرد وہی شکیل ہے جو باعلم و ہنر ہو
فقیر وہی صاحب کمال ہے جسکو مرغوب اور مکروہ مساوی نظر آوے۔ جو خوش
خلق ہو اوسکا کوئی دشمن نہیں ہوتا۔ عورت وہ نیک ہے جو خوش کلام اور
نیک چلن ہو۔ جو اکثر ہنستی رہتی اور گھر گھر پھرتی رہتی ہے وہ عورت بیغیرت
ہوجاتی ہے۔ لباس میں درویشوں کے ہر ایک شخص فقیر نہیں ہوتا جیسے
ایک ایک قطرہ مینہ سے تالاب بہرجاتا ہے اوسیطرح تھوڑا تھوڑا سیکھنے ہی
سے عالم اور تھوڑا تھوڑا جمع کرنے سے آدمی دولتمند ہوجاتا ہے۔ اور تھوڑی
تھوڑی فضول خرچی سے مفلس بنجاتا ہے۔ جہاں بہت دوستی ہوتی ہے وہاں
سخت دشمنی بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ اسواسطے ملاقات انداز سے رکھنا چاہئے

کوئی نہ آشنا نہ محبت شعار ہے ۔ لکھ کام اوس سے جو ترا پروردگار ہے

سو کام اپنے چھوڑ کے یہ ایک کام کر
آرام کی تلاش جو ہو رام رام کر

قارون سے بڑھ کے گر تری دولت ہوئی تو کیا ۔ قیصر سے بھی بلند عمارت ہوئی تو کیا
ہر طرح کی نصیب حکومت ہوئی تو کیا ۔ چھوڑے دنونکو اسطے حشمت ہوئی تو کیا

سو کام اپنے چھوڑ کے یہ ایک کام کر
آرام کی تلاش جو ہو رام رام کر

پہنچے جو ماجرا تھا سو ناحق ہے لکھ دیا ۔ جیسے کو مان لیگا تو نکلیگا فایدا
یہ دل جواب دیگر سنایا ہوں سنا تو ۔ اس سے خلاف کرنیں ممکن نہیں بھلا

سو کام اپنے چھوڑ کے یہ ایک کام کر
آرام کی تلاش جو ہو رام رام کر

تمت

قطعۂ تاریخ من تصنیف منشی گردہاری لال صاحب آفتاب

داروغہ سیونی (ممالک متوسطہ) المتخلص بہ (آفتاب)

دیبی پرشاد منشی ذی حسب
صاحبِ خلق و نیک نیت ہین
حق رس و حق پسند و حق آگاہ
بیان جیسی ہے اونھون نے لکھی
بست و سوم تھی جون کی تاریخ
اوس دن ختم یہ کتاب ہوئی
لکشمی سروپ نیک اختر
فضل خالق سے خوش رہین دائم
کیا لکھون اب اوس کتاب کا وصف
خواب غفلت سے جاگ اٹھو فوراً
سال لکھا اسد نے از سر شوق

ہین الہ آباد مین وہ بڑی مشہور
کاردان تیز فہم و کارگذار
دور باطل سے ہین وہ بے تکرار
لعن کے سوتون کو کر دیا بیدار
جشن جوبلی کا گرم تھا بازار
ہے جو مرغوب ہر صغار و کبار
اوس دن اپنی مان کے زیب کنار
عمر و دولت سے ہون وہ برخوردار
بات قدر جو سمجھے اوس کا قدردار
دیدۂ دل سے دیکھے جو اک بار
ہے حقیقت مین مخزن اسرار
۱۸۹۲

غلطنامہ رفیق تنہائی معروف بہ گیان پچیسی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۰	برہنگیان	برہنگیان
۳	۱	نایوس	مایوس
۵	۷	بےپرواہ	بے پروا
"	۱۱	سیاحی کیفرض	سیاحی کیغرض سے
۱۰	۹	وعدہ	وعدہ
۱۱	۸	وعدہ	وعدہ
۱۱	۱۴	شدمہ	شدط
۱۴	۶	صدر اعلےٰ کے درسہ	صدر اعلےٰ کے درجہ
"	۱۶	مین نے کیا ایسی	میری ایسی
"	۱۷	بےپرواہی	بے پروائی
۱۶	۷	چپکادو	چمکادو
۲۲	۸	واقعہ	واقع
۲۵	۱۳	تحصیل	تحصیل علم
"	۱۶	خدانام سے	خدا کے نام سے
۲۷	۵	مجدوب	مجذوب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹	۳	نہین ہوتا	نہین واقع ہوتا
۲۹	۸	جوااعلی	یہ دستورااعلی
۴۲	۲	دہیان کولگادے	دہیان کولگادین
۴۳	۹	قل	گل
۵۰	۴	جسکو ہندمین	جنکو ہندستان مین
[illegible]	۴	اپنی عیبان	اپنی عیبون
[illegible]	۱۵	اگر اپنی عقل	اگر وہ حرف اپنی عقل
[illegible]	۱۳	[illegible]کیمپ	ترکلیب
[illegible]	۸	مزدوانہ	مزہ دار
[illegible]	۹	کام	کام
۸۵	۱۹	امداد زرک	امداد زرکو
[illegible]	۶	زندگی کو بسر	زندگی بسر
۸۹	۱۱	خیرات مین بھی	خیرات مین بہی
۹۱	۳	بدراہی	بیراہی
۹۴	۲	دیر کے بعد جاکر	دیر کے بعد میان مین جاکر
۹۹	۱۸	لغدہ	بندہ
۱۰۰	[illegible]	اسے پریہ تمہاری	اسے پریہ یہ تمہاری
۱۰۳	۱۴	Lewill	Leevil

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۴	۱۶	Kennill	Kennil
۱۰۵	۱۵	رہ ویراگ	ذرہ ویراگ
۱۰۶	۳	ذات پاک تو	ذات پاک کو
[illegible]	۳	دیوپایک	وِدیاک
[illegible]	۹	دلیویک	وِدیک
[illegible]	۸	سیراتخل	سیرالخل
[illegible]	۱۳	تری حجابہو	تیری حجاب ہو
〃	〃	سبنوان مین	سینون مین
۱۱۴	۴	زخم دلپہ	زخم دلپر
۱۱۴	۳	انکہین جہاتی	آنکھین لجاتی
〃	۵	قدم	قِدم
〃	۱۰	مدوجزر	مدّوجزر
۱۱۹	۱	ناتوانون	ناتوانون کی
۱۲۱	۲	شیطان	شیطان
۱۲۲	۳	ابنی	آہنی

سنہ ۱۸۹۸ع